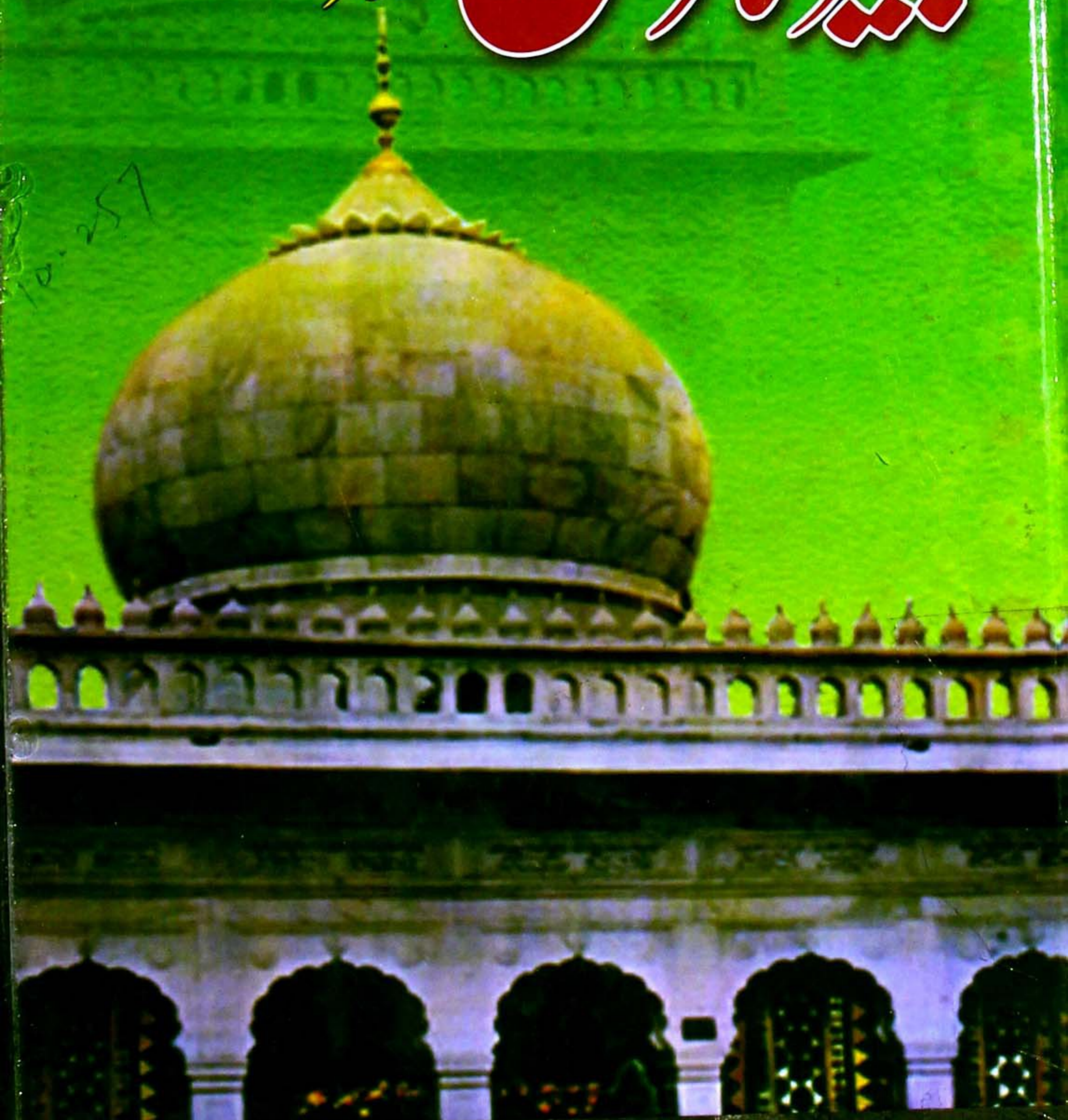


کیتھے مہر علی کیتھے تیسری شند
گستاخ اکھیں کیتھے جی اڑیاں

سیرت و
سوانح حیات
(جامع)
حضرت
پیر محمد علی شاہ
گوارہ شریف



یا قیوم

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یا قیوم

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلَكِ مَا أَحْسَنَكَ مَا أَكَمَلَكَ

کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گی تماخ اکھیں کتھے جاڑیاں

سوانح حیات
رحمۃ اللہ علیہ
پیر مہر علی شاہ
گولڑہ شریف

مصنف

ازہ سلم ادیب سخن ممتاز الشعراء ملک محمد اشرف قادری ہشتی
ساکن کلریالہ گجراں ڈاکخانہ سید سیراں تحصیل گوجران ضلع راولپنڈی

شمع یک الحنسی
۸۔ یوسف مارکیٹ لاہور
منگوانے کا پتہ
غزنی سٹیٹس اردو بازار

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

98389

نام کتاب _____ سوانح حیات خواجہ پیر مہر علی شاہ
دربار عالیہ گولڑہ شریف

مؤلف _____ خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری
ایچستی غفرلہ

نظر ثانی _____ سر طریقت الحاج پیر محمد مطلوب الرسول
اللہی سجادہ نشین دربار عالیہ للہ شریف
جہلم

ناشر _____ صابر حسین لاہور

کتابت _____ عبد القیوم راولپنڈی

بار دوم _____ اکتوبر ۲۰۰۴ء

ضخامت _____ ۳۸۴ صفحات

تعداد _____ ایک ہزار (۱۰۰۰)

قیمت _____ روپے

= نیا ایڈیشن معہ اضافہ شدہ

سٹاکسٹ

۸ - یوسف مارکیٹ لاہور
غزنی سٹریٹ اردو بازار

شمع کتب خانہ

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۵	شاہ شمس تبریزؒ	۱۱	ابتدائیہ
۳۶	خواجہ معین الدین چشتیؒ	۱۵	تعاریف
"	میاں محمد بخشؒ	۲۲	انتساب جمیل
۳۷	پیر طریقت کی ضرورت	۲۳	نذر عقیدت
۳۸	مرشدِ کامل سے بیعت		بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
۳۹	طریقت میں کامل شیخ کی ضرورت	۲۴	تصوّف
"	جس کا پیر نہیں اس کا پیر	۲۵	فنا فی الشیخ
	شیطان ہے۔	۲۶	حضرت جنید بغدادی اور مرید
۴۸	بنی اسرائیل کے اونٹ کا واقعہ	۲۷	فنا فی الشیخ کا فائدہ
۴۹	حضرت کے ایک مرید کا واقعہ	۲۸	تصوّر شیخ
"	نانوے قتل کے بعد توبہ	"	تصوّر شیخ کا طریقہ
۵۰	توبہ کی قبولیت	۲۹	نماز میں مرشد کا تصّور
۵۱	اصحاب کہف کا ایک مشہور واقعہ	۳۰	پیر کے لئے دعا
	واقفہ	۳۱	حضور نبی کریمؐ نے فرمایا
۵۲	حکایت	"	فنا فی الرسولؐ
۵۵	مولانا روم نے فرمایا	۳۳	فنا فی اللہ

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۸۷	آپ کا سلسلہ نسب	۵۶	میں نہیں سمجھ توں
۸۹	حضرت صاحب کا خاندان	"	حضرت سلطان باہو
۹۰	ولادت باسعادت	۵۷	نماز کے فضائل
۹۱	شجرہ نسب	۵۹	نماز جس نے ترک کی
۹۳	حضرت صاحب کے والدین	"	فرض نماز کے بعد کی مسنون عبادتیں
	کریمین	۶۰	توشیحہ آخرت
۹۴	حضرت قبلہ عالم کی والدہ ماجدہ	"	نفی اثبات
۹۶	ماں کی شان	۶۱	حمد باری تعالیٰ
۹۷	کلام میاں محمد بخش	۶۲	نعت رسول مقبول
۹۸	بچپن میں عشق الہی کی سرگرمیاں	۶۳	شان مرشد
"	اسے معلوم نہیں کہ یہ کیا ہونے	۶۴	خدا کے فضل سے ہم پر ہے
	والا ہے۔	۶۵	مدح غوث اعظم
۹۹	سات سال کی عمر میں بحالت	۷۱	فیضان پیر مہر علی
"	خواب ابلیس سے قوت آزمائی	۷۲	دربار عالیہ گولڑہ شریف
۹۹	ابتدائی تعلیم	۷۷	حضرت صاحب کے فرامین
۱۰۰	قرآن مجید ناظرہ پڑھا حفظ ہو گیا	"	دربار عالیہ چشتیہ کے اوصاف
۱۰۱	مادر زاد ولایت پر کرم	۷۹	چودھویں صدی کا مجدد
"	موضع بھوتی کے درس میں داخلہ	"	بسم اللہ کا اہم عدد
۱۰۲	بھوتی کا ایک طالب علمانہ مناظرہ	۸۱	حیات
۱۰۳	عید گاہ ماغریباں کوئے تو	۸۲	پیر مہر علی شاہ

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۱۶	اتحاد محترم کی معیت میں سیال	۱۰۴	درس انگہ میں شمولیت
	شرفیہ کی حاضری	۱۰۵	موروثی جوہر و ایشیا کا مظاہرہ
۱۱۸	حضرت صاحب کے مشاغل اور شمال و خصائل	۱۰۶	تم قصیدہ پڑھو میں قصیدہ والے کو بلاتا ہوں
۱۲۲	متعلقین سے وفاداری کا معاملہ	۱۰۶	ایک آسیب زدہ مسجد کو
۱۲۳	معاندین سے حسن سلوک	۱۰۶	دارالوظائف قرار دینا جرأت
۱۲۴	دنیا سے بے توجہی		در محمدی کا مظاہرہ -
"	دوستی اور دشمنی کے متعلق نظریہ	۱۰۷	خلوت میں جلوت
۱۲۵	حضرت مائی صاحبہ کی برکات کے خصوصی اثرات	۱۰۸	ایک مجذوب کا اظہار حیرت
	حضرت صاحب کی خوراک	۱۰۹	ایک عابدہ مائی کی پیشین گوئی
۱۲۶	استاد زادوں کا احترام	۱۱۰	تعلیم و تعلم میں انہماک
۱۲۷	حضرت صاحب کا حلیہ مبارک	۱۱۱	بلانے والے کو سلیقہ ہو تو اہل بذخ جواب دیتے ہیں
۱۲۸	حضرت صاحب کا لباس	۱۱۱	یہ ہندوستان داد خواہم لگام
۱۲۹	آواز و گفتار	۱۱۲	سُلوک کی منازل
"	چال اور رفتار	۱۱۳	آپ کا اخلاق
۱۳۰	حضرت صاحب کی اسپ سواری	۱۱۴	آپ کی اولاد
۱۳۱	ایک مخلص کے دلی خط کا از خود جواب	"	دور ارشاد و تبلیغ
۱۳۲	حضورِ ی نام کے گھوڑے کا	۱۱۶	حضرت کے مُرشد شمس الدین سیالوی

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
	زیارت	۱۳۲	اظہار ادب۔
۱۴۵	قاضی فیض عالم	"	پاک پتن شریف میں ایک
۱۴۶	ایک قادری فقیر کے محبت		گھوڑے کی سرکشی
	بھرے جملہ کا حضرت پر اثر	۱۳۴	ڈھیری شاہان کی بارات کا
۱۴۷	مجدوب و سیاحت، میلے		واقعہ
"	تماشوں سے نفرت	"	معنوی جمالیات کے علاوہ
"	اثنائے درس آنحضرت صلی اللہ		صوری محاسن پر نظر
	علیہ وآلہ وسلم کی عنایات	۱۳۶	حضرت صاحب کی عبادت
۱۴۸	عشق رسول صلی اللہ علیہ	۱۳۷	حضرت صاحب کی وفاداری
	وآلہ وسلم	"	حضرت صاحب کی ابتدائی
۱۴۸	آپ نے مثل عالم اور ولی		نشست گاہ
	کامل تھے۔	۱۳۸	مراکہ، ذکر و فکر کی کیفیت
۱۴۹	درس و تدریس	۱۳۹	شان تربیت
۱۵۱	کشف و کرامات کے دلائل	"	اگر خدا سے ملنا ہے تو گولڑہ
	و ثبوت		شریف جاؤ
۱۵۸	کرامات کا ظہور	۱۴۰	چالیس روز کی بجائے دو یوم
۲۰۹	حضرت پیر مہر علی شاہ کے		میں ہی تکمیل کار
	ہمعصر اولیاء	۱۴۲	سفری حج کے مکاشفات
"	حضرت باو افضل دین کلیم	۱۴۳	شیخ کی غیرت
	چشتی نظامی	۱۴۴	حضرت خضر علیہ السلام کی

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
	حسن ابدال	۲۱۶	حضرت خواجہ احمد میرویؒ
۲۳۳	حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوہرہ شریف	۲۱۷	حضرت مولوی اکبر علی میانوالی
	ہری پور	۲۱۸	حضرت خواجہ امیر احمد سالویؒ
۲۳۷	حضرت مولانا وصی احمد محدثؒ	۲۱۹	حضرت سلطان نور احمدؒ
	پیلی بھیت		دربار سلطان باہوؒ
۲۳۸	حضرت سید علی شاہ دندہ شاہؒ	۲۲۱	حضرت پیر جماعت علی شاہؒ
	بلاول - اٹک	"	حافظ جماعت علی شاہؒ
	حضرت شاہ سلیمان شاہ پھلواری		علی پور شریف
۲۴۰	حضرت سید علی شاہؒ سہادہ	۲۲۲	حضرت میاں شیر محمدؒ شرفیور
۲۴۲	حضرت مولانا عبدالباریؒ رنگی محلی		شریف
	حضرت دیوان غیاث الدینؒ اجمیر شریف	۲۲۳	حضرت خواجہ عبدالعزیزؒ ڈوہ شریف
	حضرت دیوان سید محمد شاہؒ پاکتن شریف	۲۲۶	حضرت حافظ عبدالکریم عیدگا
	حضرت خواجہ حسن نظامی		شریف
۲۴۳	حضرت خواجہ اللہ بخشؒ تونسہ شریف	۲۲۷	حضرت مخدوم صدر الدین شاہ
۲۴۵	حضرت خواجہ محمد دینؒ سیال شریف		گیلانی ملتان
۲۴۹	حضرت صاحبزادہ محمد امینؒ سیالوی	۲۲۸	حضرت مخدوم اللہ بخشؒ گیلانی ملتان
	حضرت حیدر علی شاہؒ جلالپور شریف	"	حضرت سید غلام عباس شاہؒ
۲۵۰	بیماری اور ضعف		مکھڑ شریف
۲۵۱	منظر رحمت عالم	۲۳۲	حضرت پیر قطب شاہ سندیلویؒ
۲۵۲	افزونی مشاہدہ	۲۳۳	حضرت خواجہ عبدالرحیم باغ درہ

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۲۶۲	حضرت مولا علی کا انبیائے کرام سے تعلق	۲۵۳	بشارات طہی مشوروں پر ہوا خوری کا التزام
۲۶۳	ابدال اور تقبائر کی منازل اور کیفیات کا بیان	۲۵۴	عرض معروض کی کیفیات
۲۶۴	دیوان حافظ کے دو اشعار کی تشریح	۲۵۵	مجازیب اور اہل سکر کی کثرت
۲۶۴	درویشوں کی چار قسمیں ہیں (محبوب محض زاہد خشک مجذوب سالک اور سالک مجذوب انواع ذکر اول)	۲۵۶	حاضری گمشدگی سایہ کی اطلاع
۲۶۵	غافل اور زبان شاغل غفلت اور شغل مساوی غفلت اور شغل	۲۵۷	ایک صاحب کشف فقیر جو بوجہ لغزش علمی گمراہ ہو گیا۔
۲۶۵	زیادہ صحابہ کرام کا حضور دوام تصور شیخ اور رابطہ فی الصلوٰۃ	۲۵۸	عبادت سے ملائکہ کی تولید ترک اشغال بمعنی عدم تخت نشینی
۲۶۹	صحبت یار آخر باشت	۲۵۹	مولویت کے لئے چار کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔
۲۷۰	تقدیر و نماز جنازہ	۲۶۰	ایک مجذوب جو اپنے تئیں تلاش کرتا تھا اور نہیں پاتا
۲۷۱	حضرت قبلہ عالم کی آخری زیارت	۲۶۱	سخن در فضیلت اہلبیت کرام رض
۲۷۲	حضرت صاحب کار و ضہ مبارک	۲۶۲	حسین رض کے ابنائے رسول اللہ ہونے کا قرآنی ثبوت
۲۷۳	لنگر عوشیہ کا بذل و سخا	۲۶۳	دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔
۲۷۴	آمد و رفت مریداں	۲۶۴	

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۳۹	کلمہ شریف	۲۷۶	پہلا تراویح مبارک گیارہویں
۳۴۳	رب محضوں سجائیاں (نعت)		شریف
۳۴۴	صلوٰۃ و سلام	۲۷۷	دوسرا تراویح مبارک خواجہ
۳۴۸	مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں		پیر مہر علی شاہ
	سلام	۲۷۹	تیسرا تراویح پیر غلام محی الدین
۳۴۹	درود ارواحی		بابو جی رحمۃ اللہ علیہ
۳۵۲	آپ کی فوٹو مبارک	۲۸۰	بہشتی دروازہ
۳۵۲	حضرت قبلہ عالم کے سلاسل	۲۸۱	علامہ اقبال کا خط
	فقر	۲۸۲	سی حرفی حضرت پیر مہر علی شاہ
۳۵۵	سلسلہ چشتہ منظوم		رحمۃ اللہ علیہ
۳۵۷	سلسلہ قادریہ جدید منظوم	۲۹۶	آپ کے ارشادات و فرمودات
۳۵۹	اسباقِ چشتیہ عالیہ	۳۰۱	آپ کی تصنیفات و تالیفات
۳۶۳	ختم مبارک جمیع خواجگان	۳۰۴	عشقِ رسول میں نعتیہ کلام
۳۶۸	وظائف روزمرہ بعد نماز صبح	۳۰۵	قبلہ عالم کی مشہور نعت شریف
۳۷۱	ختم شریف چشتیہ نظامیہ		انج سبک متراں دی دھیری
۳۷۸	ناد علی مترجم	۳۱۲	عقیدت دے پھل
۳۷۹	تواریح اعراس مشائخ عظام	۳۱۵	پنجابی نعت شریف
۳۸۲	حضرت صاحب کاشجرہ	۳۱۹	منقبت شریف
	خاندانی	۳۲۱	کتے مرشد ندرس جاوے
۳۸۳	فہرست کتب	۳۲۳	مرثیہ

اے اللہ

يَا نَسَّاقُ

اے روزی دینے والے

يَا كَرِيمُ

اے سخی

يَا بَاسِطُ

اے خوشحالی بخشنے والے

يَا فَتَّاحُ

اے رحمت کے دروازے کھولنے والے

تمام پریشانیوں کے لئے اکیر ہے۔ روز مقررہ وقت کیساتھ ۲۱ مرتبہ

پڑھیں

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ

أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ

فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْبِعَا

وَالسَّاتِ - (تین دفعہ صبح و شام پڑھیں)

نجر کے بعد: هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۱۰۰ بار، ظہر کے بعد: هُوَ

الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۱۰۰ بار، عصر کے بعد: هُوَ الرَّحْمَنُ

الرَّحِيمُ ۱۰۰ بار، مغرب کے بعد: هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۱۰۰ بار

عشاء کے بعد: هُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۱۰۰ بار

ابن سیدنا

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا !
نگاہِ سرورِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ط

محبوبِ الہی کی اُلفت جس دل میں پائی جاتی ہے ا
ہر سانس میں اللہ اللہ کی اس قلب سے آواز آتی ہے
مرشد میرا ہادی ہمدی کامل مرد نیارا
نام مبارک مہر علی شاہ جی اشرف جانے عالم سارا
صحبتِ سنگت پیر میگردی بہتر نفل نمازوں
اک ایک سخن شریف انہاں دامحرم کردارازوں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اَمَّا بَعْدُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ ، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
آپ کی آل پاک پر درود و سلام کے بعد گزارش ہے کہ یہ بندہ حقیر باوجود
اپنی سینکڑوں کوتاہیوں اور کمزوریوں و مجبوریوں کے یہ تالیف حضرت قطب
دورانِ غوثِ زمان قبلہ عالم خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہ العزیز
گولڑوی کے حالاتِ زندگی سامعین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل
کر رہا ہوں۔ اس کے باوجود میرے دل میں یہ جذبہ موجبِ زن ہے کہ اعلیٰ حضرت
خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہ کی تبلیغ، تصوف، اسلام کے سلسلے میں دینی
خدمات تسلیم بند کروں۔ ایک عرصہ سے بعض احباب کا یہ اصرار تھا کہ یہ ناچیز

ایک ایسی کتاب لکھے جو نہ اتنی مختصر ہو کہ مطلب ہی پورا نہ ہو سکے اور نہ اتنی طویل ہو کہ مطالعہ کے لئے مزید وقت درکار ہو لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

گولڑہ شریف کے باپ اور بیٹا

جس نے دیکھا دل دے بیٹھا

آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علم و فقیر میں حضرت قبلہ و عالم خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہؒ کو جو مرتبہ و مقام عطا فرمایا تھا اس کا صحیح اور ادراک و بیان ہر کس و ناکس کا کام نہ تھا۔ کیفیات قلبی اور مشاہدات باطنی کا استفہام اور پھر ان کا الفاظ میں اظہار فرمایا کرتے تھے تقریباً پچاس سال کی طویل صحبت و استفادہ کے باوجود بالآخر متاسفانہ انداز میں یہی کہا کہ افسوس ہم اعلیٰ حضرت سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہؒ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان نہ سکے۔ چنانچہ آفتاب آمد دلیل آفتاب پر اکتفا کرتے ہوئے اس وسیع میدان میں قدم بڑھانے کی جرأت کسی کو نہ ہوئی تھی۔ لہذا اس سلسلے میں، میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ شکر گزار ہوں جس نے بندۂ عاصی کو اپنی بے مثال بے شمار نعمتوں سے نوازہ اور طفیل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان بزرگان دین کا ملین شخصیتوں جناب پیران پیر دستگیر، محبوب سجانی، شہباز لامکانی، قطب ربانی، شہنشاہ ولایت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز، اعلیٰ حضرت خواجہ خواجگان پیر شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰ حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی تھرت میاں فضل الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیداں شریف سیالکوٹ اور جناب قبلہ عالم مخدوم طریقت سیدنا پیر غلام محی الدین المعروف بابو جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کے صدقے اور نگاہِ اولین سے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی ورنہ

صلاح کار کجا و من خراب کجا

یہ بین تفاوت راہ از کجاست تا کجا

کتاب ہذا کو مختصر ہے مگر گونا گوں خوبیوں کے باوجود حالات زندگی خواجہ خواجگان سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز پر مکمل مبنی ہے۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ تمام عقیدت مند اولیاء کرام، علماء کرام اور شائقین حضرات اس کتاب کے مطالعہ سے مستفیض ہوں گے۔

تاہم برادران اسلام بالخصوص متعقدین آسانہ عالیہ غوثیہ چشتیہ گولڑہ شریف سے توقع ہے کہ بندہ عاصی کی اس سعی و محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ آخر میں التماس ہے کہ اس کتاب کا بغور مطالعہ عمیق نظروں سے فرمائیے اور اپنی نصوص دعاؤں میں اس گنہگار کو بھی شامل فرمائیے

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ حَقِيقَتٌ مِّنْ دَعَاؤِ مِیْنِ بَرِّ اِثْرٌ هُوَ ۗ ۛ

جہاں اپنے بچوں کے لیے اور اپنے عزیز و اقارب کے لیے دعا کریں گے وہاں اس بندہ عاصی کے لیے بھی ضرور دعا فرمائیں۔ آپ کی دعاؤں سے میری یہ تصنیف انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خدا میری بخشش اور سعادت دارین کا موجب بنے گی۔ ”آمین“

آپ کے حالات زندگی پر قلم اٹھانا میرا اپنا منصب تو نہیں صرف اس حسن عقیدت کے پیش نظر کہ شاید ان محبوبان الہی کی شان میں کوئی جملہ بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت پا کر محشر میں میری نجات کا سہارا بن جائے۔ انہی کم علمی کے باوجود قلم لے کر بیٹھ گیا۔ ورنہ

۵ من کیستم کہ با تو دم بندگی زخم
چندیں سگان کوٹے تو ہستم ویک منم

دوسرا مقصد یہ ہے کہ شاید میری یہ چند سطور مرشدی و سیدی حضرت خواجہ مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی حاضر باش اور صاحب بصیرت نیازمند کی توجہ اس طرف مبذول کر دیں اور وہ آپ کے شایان شان ”سوانح حیات“ منصفہ شہود پر لاسکے۔ ۶

ہر کسے را بہر کارے ساختند

حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ ”گولڑوی“ نے ۷۹ سال شمع رشد و ہدایت فروزاں رکھی۔ آپ کی اسلامی روحانی اور تبلیغی کوششوں سے ہزاروں گم کردہ راہ انساؤں

نے صراطِ مستقیم پائی۔ اگر آپ حضرات نے میری جستجوئے محبت اور جانفشانی
کی قدر کی تو بفضلِ خدا تعالیٰ مرشدِ کامل برحق راہِ مستین اعلیٰ حضرت خواجہ
خواجگان سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز کی حیات مبارکہ مصنف
کی قابلِ قدر داد ہوگی۔

والسلام

مٹے گی دل سے نہ یاد گولڑہ شریف و
کہ ہے بہشتِ سواد گولڑہ شریف
مجھے عاجزی میں وہ مزہ ملا جو غرور تھا وہ نکل گیا
تیرے کرم کی ایسی ہوا چلی کہ بس گرتے گرتے سنبھل گیا

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے میں سے
بک مرمر بناون شیشہ بک ماروٹہ بھن دے
دُنیا اُتے تھوڑے رہ گئے قدر شناس کسٹن دے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فقط طالب دعا و نگاہ
احقر العباد خاکِ پائے محمدی و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیچدان!

خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری چشتی
کلریالہ گجران تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی۔

تَقْرِیظ !

علامہ الحاج پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب مدظلہ
سجادہ نشین دربار عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ الْقَدِيمِ الْوَاحِدِ
الْوَحِيدِ الْحَكِيمِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ
الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ
الَّذِينَ قَامُوا عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ !
تاریخ اسلام کے اوراق گواہ ہیں کہ اطراف و اکناف عالم میں دین
اسلام کی اشاعت اولیاء کرام اور علماء حق کی بے لوث تبلیغ
کی بدولت ہوئی۔ انہی بے نفس حضرات کی مساعی جمیلہ سے آج دنیا کی
فضا توحید و سنت کے دلنواز نعمات سے گونج رہی ہے۔ بالخصوص
برصغیر پاک و ہند کی سرزمین میں ”تختم سجدہ“ کی کاشت اور شجر اسلام کی
آبیاری میں زیادہ تر صوفیاء کرام کا ہی حصہ ہے۔ اس خطہ کی تاریخ مشاہدہ ہے
کہ ہندوستان کی سرزمین پر مسلمانوں کی آٹھ سو سال عظیم المہال سکمرانی نے
محبوبان ربانی کی مبلغانہ جدوجہد کا نتیجہ تھی۔

یہ اہل اللہ عرب سے آٹھ، سبھرادر غزنی سے آٹھ اور کفرستان ہند میں راہ سے
بھٹکی ہوئی انسانیت کے سامنے خلق محمدیؐ کا وہ عظیم نمونہ پیش کیا کہ
گنگ و حین کے حواری اور بتکدہ سو منات کے پجاری خدائے واحد کے

پرستار اور توحید و رسالت کے علمبردار بن گئے۔
 اسی مقدس جماعت کی ایک بقیۃ السلف شخصیت فخر سادات چشتیاں حضرت
 خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی "جنہوں نے مارگلہ کی پہاڑیوں کے دامن میں
 واقع قصبہ گولڑہ شریف میں ۷۹ برس شمع رشد ہدایت فروزاں رکھی۔ آپ کی
 اسلامی و روحانی اور تبلیغی کوششوں سے ہزاروں گم کردہ راہ السالون نے
 صراطِ مستقیم پائی۔

آپ کی حیات مصنف خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری چشتی نے لکھ
 کر زائرین کے مطالعہ کے لیے پیش کر دی ہے۔ انتہائی خوبصورت انداز میں
 انہوں نے بڑی محنت اور لگن سے مظاہرہ کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کے صدقے اور سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ
 کے صدقے ان کی اس کوشش کو توشہ آخرت بنا دے۔ "اَمین"
 کتاب مکمل اور جامع ہے۔ بڑے پیارے انداز میں لکھی گئی ہے زیادہ سے زیادہ
 خرید کر مطالعہ کریں۔ اور مصنف و پیشہ ز کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔
 وَالسَّلَامُ

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
 قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

دعا گو !

پیر علاؤ الدین صدیقی
 سجادہ نشین آستانہ عالیہ
 نیریاں شریف ترائی کھل، پونچھ
 آزاد کشمیر

تقریب :

محقق ابن محقق مخدوم الہسنت **محمد عبد الشکور چشتی** نراری
 شیخ القرآن حضرت مولانا مفتی **محمد عبد الشکور چشتی** نراری
 مخدوم چشتیہ غفوریہ مہر آباد شریف دزیر آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 مُحَمَّدٌ وَفَصَلِّ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَ اِلٰهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ
 اَمَّا بَعْدُ

برصغیر میں زہد و ریاضت اور عبادت الہی میں یگانہ روزگار ہر دور میں امت مسلمہ کو اسلام کی تعلیمات پر بہرہ مند رکھنے کی تگ و دو اولیاء کرام گزے ہیں جنہوں نے دین اسلام تہذیب و اخلاق اور اصلاح نفوس کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں آج جو ہم اسلام کی عظمت و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اخلاقِ حسنہ کے شاہکار دیکھ رہے ہیں یہ سب ان ہی اولیاء کرام کی برکات اور کرامات کا نتیجہ ہیں جتنی خدمت اسلام کی سر بلندی، نفاذِ شریعتِ اسلامیہ، حفاظتِ ناموسِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مدافعتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اہل بیعتِ عظامؓ اور خصوصاً امامِ عظیم حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تعلیماتِ اقدس کی حفاظت کے لئے ان بوریہ نشیں اولیاء کرام نے اپنی مقدس خانقاہوں میں بیٹھ کر کسی صاحب منصب و جاہ اور نہ ہی کسی بڑے سے بڑے سرمایہ دار کو نصیب ہوئی۔ برصغیر کے ان ہی عظیم المرتبت بزرگانِ کرام میں ایک عظیم شخصیت عارف باللہ واقف سرار اعلیٰ حضرت سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ جنہوں نے اپنے دور میں اپنی توجہاتِ باطنی اور روحانی کمالات سے مخلوقِ خدا کی اصلاح کی۔ اعلیٰ حضرت خواجہ خواجگان سیدنا پیر مہر علی شاہ

رحمۃ اللہ علیہ نے گولڑہ شریف میں قیام فرما کر اپنی انہی توجہات باطنی کے ذریعہ برصغیر پاک و ہند کے گوشے گوشے میں یادِ الہی، محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عظمتِ اہل بیتؑ و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا درس دیا۔ بڑے بڑے اکابر علماء جو کہ صاحب تصانیف گزرتے ہیں۔ وہ کام انجام نہیں دے سکے جو اس بزرگانہ صفت درویش نے اپنے باطنی اور روحانی کمالات کے ساتھ تبلیغِ اسلام کے لیے دور دراز ممالک میں، صحراؤں میں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر اسلام کی عظمت اور روحانی سلوک و معرفت کی عظمت کے جھنڈے گاڑھے۔ نیز سلسلہ عالیہ جناب پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی شہباز لامکانی، غوث صمدانی شہنشاہِ دلایت شیخ ابو محمد محی الدین سیدنا عبدالفتاد جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہوتے ہوئے انہی کے طریقہ تبلیغ و اشاعت کو اپنا کر سلسلہ روحانی کو پھیلایا اور اپنے ان فرائض منصبی کو کما حقہ پورا کیا ایسی برگزیدہ شخصیت کے حالات زندگی خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری حاشی آف کلریالہ گجرات نے بڑی محنت و کوشش سے تصانیف فرما کر زائرین کے سامنے پیش کیے ہیں۔ واقعی اسمِ باسمیٰ ہیں گویا کہ دریا کو کونے میں بند کر دکھایا ہے۔

اس وقت بھی آپؑ کی اولاد کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ آپؑ کی اولاد آپؑ کی بزرگانہ روش کو قائم رکھتے ہوئے تبلیغِ دین اسلام اور محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغِ جلائے ہوئے ہیں باوجود اس کے گولڑہ شریف میں آپؑ کی اولاد صاحبِ جاہ و منصب ہونے کے قابلِ احترام اور بزرگانہ نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ آپؑ کی اولاد بھی اپنے بزرگوں کی اس پاکیزہ روش یعنی اخلاقِ حسنہ کے ساتھ دین اسلام کی سربلندی اور تبلیغ پر قائم ہے اور وقت مقررہ پر اپنے جدِ امجدِ اعلیٰ حضرت خواجہ خواجگان سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور غوثِ زمان پیر غلام محی الدین المودف بالوچی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالفتاد جیلانی قدس سرہ العزیز کے عرس مبارک کو نہایت ہی عقیدت و احترام اور شاندار طریقے سے منا کر محبت و اخلاق کا درس دیتے ہیں

اس وقت آپ کے مزار مبارک پر روحانیت کی بادشہ ہو رہی ہے۔ اور لوگ
جوق در جوق آکر فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

آپ کے عقیدت مند، محبت الفقراء، ملک محمد اشرف نقشبندی قادری،
چشتی مصنف کتب کثیرہ نے آپ کے حالات زندگی اور اذکار کی کتاب لاجواب
لکھ کر انتہائی رہنمائی کی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور درجات بلند ہو۔
”این“

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
اول نشیند در حضور اولیاء

مفتی عبد الشکور ہزاروی چشتی
وزیر آباد (پاکستان)



تقریظ! مخدوم طریقت روز حقیقت

کامل مرد فقیر سائیں عبدالرشید صاحب حیدری، قلندہ
سجادہ نشین دربار عالیہ مخدوم پیر سید فضل حسین شاہ
بخاری رحمۃ اللہ علیہ چونکہ شاہان مہیام شریف ڈاکخانہ
باغچیری تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی۔

مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّيَ عَلَيَّ رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمُ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَمَّا بَعْدُ

سوانح حیات خواجہ خواجگان الحان اعلم حضرت پیر سید مہر علی
شاہ صاحب گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ مصنف جناب خلیفہ ملک
محمد اشرف نقشبندی قادری، چشتی آف کلہ یالہ گجراں کی کتاب کا
بندہ نے عمیق نظر سے بغور مطالعہ کیا۔ کتاب واقعی اسیم
بامسمیٰ ہے۔ ملک صاحب نے لاتعداد کتب تصنیف کی ہیں۔
مگر سلسلہ چشتیہ میں بھی جاموہ حالات نہ تدگی لکھ کر اس
میدان میں بھی لوہا منوا گئے ہیں۔ سلطان الاولیاء میں الفقرا
راہنمائے جادہ نوروان راہ طریقت الحان خواجہ خواجگان اعلیٰ
حضرات تاجدار گولڑہ شریف پیر سید مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہ کی
شان کا بیان مجھ ناچیز کے بس کی بات ناممکن! ناممکن!
وہ عظیم تھے کہ ان کی صفات کے بیان کے لیے بڑے علم

بڑی نگاہ اور بصیرت کی ضرورت ہے اور میں بندہ ناچیز جس کا علم محدود، جس کی نگہ ضعیف اور عقل و بصیرت سے ہی دامن بھلا میں کیا۔ اور میری ہستی کیا پھر بھی اس عنایم و جلیل ہستی کا تذکرہ کرنے کیلئے جس محبت و عقیدت کی احتیاج ہے۔ وہی جذبہ بے خودی بار بار اگسا تا رہا۔ جذبات و ہمت دلاتا رہا۔ اگرچہ تم کوئی بڑے عالم نہ سہی، سگ در بارہ رسالت یعنی پنجتن پاک ہو۔ محبت آل نبی اور مولانا علی المرتضیٰ شہیر خدا، عیدہ گمراہ کے ماننے والے ہو۔ اولیاء اللہ و بزرگان دین کی مجالس و محافل میں بیٹھنے والے ہو۔ لہذا آپ بھی خواجہ خواجگان اعلیٰ حضرت الحاج پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں تفریظ لکھ کر اسم گرامی پشتیہ فقرا کے رجسٹریس درج کروالیں۔ کتاب لا تعداد خوبیوں کی مالک ہے۔ مارکیٹ میں خلیفہ ملک محمد اشرف صاحب کی نمایاں تصنیف ہے۔ ہر آدمی محب الفقرا سے خرید کر مطالعہ سے مستفید ہو۔ مصنف اور پبلشرز کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

دعا ہے کہ خلیفہ ملک محمد اشرف صاحب کو اللہ تعالیٰ مزید ترقی و ہمت کی توفیق دے۔ زور قلم اور زیادہ۔ اور ملک صاحب کی اس سعی جمیلہ کو توشہ آخرت بنائے۔ آمین

دعا گو : اسائیں عبدالرشید حیدری قلداری
آستانہ عالیہ میام شریف۔ راولپنڈی

اِسْتِثْبَاتِ حَمِيْلٍ :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَآلِیْهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ

میں اپنے اس سے سعی و کوشش کو جنابے غوثیہ دورانی حضرت
قبلہ و عالم الحج پیر سیدنا غلام محی الدین المعروف "المعروف" بالوجہ
رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین صاحبزادہ الحاج پیر سیدنا غلام معین الدین
المعروف بڑے لالہ محی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت الحاج پیر سیدنا
شاہ عبد الحق شاہ صاحب مدظلہ العالی کے نام نامی و اسم گرامی
سے منسوب کرتا ہوں جن کے ردحانیہ توخیر سے مجھ جیسے خطا
کار کو حیاتِ خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ کی تالیف کا شرف بلا

جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں اوکدی وی نہیں مرد
جے شک ہووی تاں آکے ویکھ لے قبر اُتے دیو بلا

فقط طالب دعا و نگاہ

خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری پستی غفرلہ

98389

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَذْرِ عَقِیْبَتِیْ

شیخ طریقت، امیر شریعت، جامع معقول، زین العارفین، قدوة السالکین،
جگر گوشہ سیدنا پیر مہر علی شاہ حضرت الحاج پیر غلام محی الدین المعروف
بالوجی دامت فیوضہم زین آستانہ عالیہ غوثیہ چشتیہ گولڑہ شریف
کے حضور؟

جن کی دینی و روحانی اور تبلیغی خدمات و توجہات کی بدولت
ہزاروں گم گشتگانِ جاوہ حق، صراطِ مستقیم اور راہِ ہدایت پر گامزن ہیں،
جن کی نگاہِ کرم اور روحانی توجہ سے ناچیز کوحیات
خواجہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ترتیب و تالیف کا شرف
حاصل ہوا۔

میری قسمت سے الہی! پائیں گے یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چھنے اُن کے دامان کے لیئے

ملک محمد اشرف نقشبندی
قادری چشتی غفرلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تصوّف

باطنی اعمال و تہذیب اخلاق کو تصوّف کہتے ہیں

تشریح

تصوّف سے مراد ہے صوفی بننے کے لیے رنج و مشقت اٹھانا اور اپنی کوششوں سے یہ حاصل کرنا اور صوفیہ کا پیرا بن پہن لینا۔ جبکہ زاہد شخص زہد کے آخری درجے میں پہنچ کر ایک خاص مقام حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس کے دل سے دنیا کی تمام اشیاء کی محبت ختم ہو جاتی ہے۔ بلکہ وہ اس سے متنفر ہو جاتا ہے۔ اس کے دل سے ان کی خواہش دور ہو جاتی ہے۔ تب وہ متزید کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ تمام دوستوں کی محبت دل سے ختم ہو جاتی ہے۔ دنیاوی چیزوں کی بجائے کوئی اور نہیں چیز اس کی نگاہ میں جلوہ گر ہونے لگتی ہے۔ دشمنی بغض اور دنیاوی دوستی ترک کر کے اپنے خالق حقیقی کا حکم کا تابع بن جاتا ہے۔ بارگاہ الہی سے حکم کا منتظر رہتا ہے۔ یہ متصوّف کا درجہ ہے۔

بعض نے تصوّف کا مطلب یہ لیا ہے کہ اللہ کے ساتھ سچے دل سے معاملہ رکھے اور خوش اخلاق ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بندہ نفلوں کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ اور میری دوستی کا طالب ہوتا ہے۔ تو میں اُسے اُسی وقت اپنا دوست بنا لیتا ہوں۔ پھر اُس کے کان، آنکھیں، ہاتھ اور زبان بن جاتا ہوں۔ اس کے دل میں داخل ہوتا ہوں۔ وہ میرے ہی حکم سے سنتا ہے۔ میری ہی مدد سے دیکھتا ہے۔ اور میری ہی زبان سے بولتا ہے۔ سب کچھ وہ مجھ ہی سے پاتا ہے اور

مجھ ہی سے طاقت حاصل کرتا ہے۔ اس قسم کے بندے کا دل اللہ کی محبت سے بھرا ہوتا ہے۔ خدائی علم، نور اور معرفت سے منور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث قدسی ہے۔ اللہ نے فرمایا! کہ میں زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا۔ صرف اور صرف مومن بندے کے دل میں سماتا ہے۔ وقت اپنا دوست بنا لیتا ہوں۔ پھر اس کے کان، آنکھیں، ہاتھ اور زبان بن جاتا ہوں۔ اس کے دل میں داخل ہوتا ہوں۔ وہ میرے ہی حکم سے سنتا ہے، میری ہی مدد سے دیکھتا ہے اور میری ہی زبان سے بولتا ہے، سب کچھ وہ مجھ سے پاتا ہے۔ اور مجھ ہی سے طاقت حاصل کرتا ہے اس قسم کے بندے کا دل اللہ کی محبت سے بھرا ہوتا ہے۔ خدائی علم نور اور معرفت سے منور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث قدسی ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ میں زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا صرف اور صرف مومن بندے کے دل میں سماتا ہوں۔

فتاویٰ الشیخ

جو مرید اپنے شیخ کے اندر جذب ہو جاتا ہے۔ اور اپنی ہستی کو مٹا کر شیخ کی ہستی میں سما جاتا ہے۔ اور وہ نہیں رہتا، بلکہ اس کے اندر سے شیخ ہی بولتا ہے دوسرے لفظوں میں اپنی ذات کو شیخ کی ہستی کے اندر فنا کر دیتا ہے۔ اسے فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔

صحابہ کرام نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بار پوچھا! یا رسول اللہ! من اولیاء اللہ۔ اولیاء اللہ کون ہیں تو آپ صابر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ازرو واذکر اللہ۔ جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آجائے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
اونشیند در حضور اولیاء

تشریح

طریقت میں پہلی منزل فنا فی الیشخ "یعنی شیخ کی ذات میں گم ہو جانا ہے" جب تک شیخ کی ذات میں گم نہیں ہو گا۔ آگے کی منزل کا پتہ نہیں پاسکے گا۔ مرید صادق کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مرشد کی صفات کو بالذات خود میں ضم کرے۔ یعنی مرشد کی ہر ادا، ہر خصلت، ہر عمل کو اپنانے کی کوشش کرے۔ ہر وقت اس کے خیال میں گمان مرشد سما یا رہے۔

میرے تصورات میں نقشہ ہو پیر کا
مرشد ہی سامنے ہو نظر جب اٹھاؤں میں

حضرت جنید بغدادی اور مرید

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "یا اللہ" کا ورد کرتے ہوئے دریا پار کرتے ہیں۔ اور مرید کو فرماتے ہیں کہ تو "یا جنید یا جنید" پکارتا ہوا آ۔ مرید نے اپنے مرشد کا بل کو دیکھا تو اس نے "یا جنید" کی بجائے "یا اللہ" کہنا شروع کیا۔ تو ڈوبنے لگا۔ اس نے عرض کیا۔ حضرت:

آپ "یا اللہ" کہیں تو دریا پار ہو جاتے ہیں، اور میں کہوں تو ڈوبتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا! ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی ہوس ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی)

معلوم ہوا کہ جب تک انسان "فنائی الشیخ" کے مرتبے پر فائز نہ ہو۔ اس وقت تک مرتبہ فنائی الشیخ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فائز ہونا ممکن نہیں۔ تو فنائی اللہ کے درجے پر کیسے فائز ہو سکتا ہے۔ ہمارے اسلاف نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔

فَنَائِي الشَّيْخِ كَافَاؤُهُ

حضرت سید خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمہ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کیا، حضور فنائی الشیخ کس قدر فائدہ دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا!

دو ہر ادگنا اور مزید ارشاد فرمایا! کہ جلدی فائدہ تو یہی دیتا ہے کہ یہ بہت آسان اور جلدی واصل ہونے کا طریقہ ہے۔ کیونکہ جب پیشوا کا تصور پختہ ہو جاتا ہے تو کمالات اور تجلیات جو پیشوا پر بالا حالت وارد ہیں۔ وہ بوجہ اس کی محبت کے بالتحسیر وری کرنے سے اس پر بھی وارد ہونے لگتی ہیں۔ وہ بوجہ اس کی بھی ترقی ہوتی جاتی ہے تصور کو یہاں تک پکا کرنا چاہیے کہ تمام حرکات و سکنات نشست برخاست عرض کہ ہر فعل میں پیشوا کی ادائیں آجائیں اور آخر کار پیشوا کی صورت کے مشابہ ہو جائے! اسی سے پھر گلہ ستہ کھل جاتا ہے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۴۶۰)

فَنَائِي تَا هُو تُو هُو جَاؤُوں مِيں تِي رِي ذَاتِ عَالِي مِيں

جُو مَجْهُو كُو دِي كْهُ لِي اس كُو تِي رَا دِي دَار هُو جَائِي

ہر مقام کے خاص آداب ہوتے ہیں۔ وہی شخص منزل مراد تک پہنچ سکتا ہے۔

جو ہر لمحہ ہر آن آداب شیخ کو ملحوظ رکھے گا۔ ورنہ فیضانِ مرشد سے ہمیشہ محروم رہے گا لہذا

مرید صادق کا فرض ہے کہ حدودِ آداب قائم رکھے۔ شیخ و مرشد کے مزاج گرامی کا شاسا ہو

ان کی نورانی طبیعت کا مشاہدہ کرتا رہے۔ اور بطریقہ مجلس ہر وقت شیخ کی طرف

حقیقت میں وہی سرمایہ عمر گرامی ہے
 جو لمحات حسین ہم تیری محفل میں گزار آئے
 فنا فی الشیخ ہونے کے لیے سب سے اہم بات "تصور شیخ" ہے۔
 میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔
 ۵ وادی فقر فنا دے اندر، اگلی منزل آئی
 فقر فنا اندر چپ بہتر گل نہ جانندی بائی

تصور شیخ کیوں کیا جاتا ہے؟

تصور کے معنی ہیں۔ خیال کرنا یا خیال رکھنا۔ انسان کو چاہیے کہ اللہ عزوجل کی قدرت
 سلطنت کا خیال رکھے۔ تاکہ یہ خیال اسے گناہوں سے روکے۔ مگر انسان بے دیکھی
 ذات کا خیال نہیں رکھ سکتا۔ نہ ہم نے رب دیکھا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کا پیارا ہے۔ اس لحاظ سے اگر صورت شیخ کو دھیان و تصور میں رکھا جائے تو یہ شکل
 آئینہ حق بن جائے گا کہ کچھ عرصے بعد اس سے تصور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم حاصل ہوگا۔ اور پھر رب تعالیٰ کی صفات پر دھیان جم جائے گا۔ جو کہ اصل مقصود
 ہے۔ مرید کے دل میں پیر و مرشد کی محبت اور عشق نہایت ضروری ہے اور "تصور شیخ"
 اسی کی ایک کڑی ہے۔ اور جب تک پیر و مرشد سے محبت و عشق نہ ہو تو ولایت کسی کو
 نصیب ہوتی ہی نہیں۔

تصور شیخ کا طریقہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، پروانہ شمع رسالت مولانا شاہ

احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ زبردست عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
متبحر عالم تھے۔ آپ بلاشک فنا الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ منصب پر
متمکن تھے۔ بارہا مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اقدس سے خواب میں مشرف
ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ "تصور شیخ" کا طریقہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

"خلوت" (تنہائی) میں آوازوں سے دُور، رُوبہ مکان شیخ مرشد کے گھر کی
طرف منہ کر کے اور وصال ہو گیا ہو تو جس طرف مزار شیخ ہو ادھر متوجہ بیٹھے۔ محفل خاموش
بادب، یکمال خشوع و خضوع صورت شیخ کا تصور کرے۔ اور اپنے آپ کو اس کے
حضور حاضر جانے اور یہ خیال جمائے کہ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انوار
فیوض شیخ کے قلب پر... فائض ہو رہے ہیں۔ میرا قلب، قلب شیخ کے نیچے بحالت
دریوزی گری (گداگری) لگا ہوا ہے۔ اُس میں سے انوار و فیوض ایل ایل کر میرے دل
میں آ رہے ہیں۔ اس تصور کو بڑھانے یہاں تک کہ حجم جائے۔ اور تکلف کی حاجت
نہ رہے۔ اس میں انتہا پر شیخ خود متمثل ہو کر مرید کے ساتھ رہے گی۔ اور ہر کام میں
مدد کرے گی۔ اور اس راہ میں جو مشکل اُسے پیش آئے گی۔ اس کا حل بتائے گی۔

(ابوظیفۃ الکرمیہ صفحہ ۱۹)

۵ خاصانِ خدا، خدا نہ باشند

لیکن زخدا، جدا نہ پائے باشند

نماز میں مرشد کا تصور

حضرت قید مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، شیخ و مرشد کا
تصور نماز میں عمدًا (قصداً) نہ لائیے کہ یہ خشوع کے خلاف ہے۔ ہاں بلا ارادہ آ

جلنے پر پکڑ نہیں۔ مگر تصور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں کا نام ہے۔ جن کی اداؤں کی نقل کر رہا ہے۔ ان کا خیال بھی ضرور رکھے۔

(اسرار الاحکام صفحہ ۵۸)

ہاں مرید یہ کہہ سکتا ہے کہ نماز کا سلام پھیرتے وقت جب سر کار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرشتوں امام و مقتدیوں پر سلامتی کی نیت کرے تو اپنے پیر و مرشد پر بھی سلامتی کی نیت کرے۔

پیر کے لئے دعا کرتا رہے

پیر کی خدمت دل و جان اور ہاتھ پاؤں سے بجالائے اور شکر کرے کہ پیر ہی کی عنایت سے اس خدمت کی مجھ کو توفیق ہوئی ہے۔ ہر وقت پیر کے لئے درازی عمر اور قرب خداوندی کی دعا کیا کرے۔ اگرچہ اس عزیز کی دعا سے کیا ہوتا ہے۔ مگر اس بات میں اس کے خلوص و محبت کا اظہار ہے کہ جو کچھ اس سے ہو سکتا ہے یہ کرتا ہے اگر پیر و مرشد وصال فرما چکے ہوں۔ تو ایصالِ ثواب سے ان کی رُوح مبارک کو خوش کیا کرے۔ اور ہر وقت پیر زبان سے جاری رکھے۔

اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ نہ ملے

ملا دیتے ہیں یہ اللہ والے اللہ سے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

- مجھے بچوں کی پانچ عادتیں بہت پسند ہیں :
- ۱- وہ رو کر مانگتے ہیں، اور اپنی بات منوالیتے ہیں۔
 - ۲- وہ مٹی سے کھیلتے ہیں۔ یعنی تکیہ اور غرور خاک میں بلا دیتے ہیں۔
 - ۳- جھگڑتے ہیں، لڑتے ہیں، پھر صلح کر لیتے ہیں۔ یعنی دل میں حسد، بغض اور کینہ نہیں رکھتے۔
 - ۴- جو میل جائے وہ کھاتے ہیں۔ اور کھلاتے ہیں، اور زیادہ جمع کرنے اور ذخیرہ کرنے کی حرص نہیں کرتے۔
 - ۵- مٹی کے گھر بناتے ہیں۔ کھیل کر گرا دیتے ہیں۔ یعنی بتاتے ہیں، کہ یہ دنیا "مقام بقا" نہیں، بلکہ مقام فنا ہے۔ (المحدث)

خوشی ہے آمنہؓ کے فعل کے تشریف لانے کی

سوائے ابلیس کے سارے جہاں میں خوشی مناسی ہے

فَنَانِي الرَّسُولِ

فنانی اشیح کے بعد دوسرا درجہ فنانی الرسول کا آتا ہے۔ اور اب سالک اپنے آپ کو نور رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ضم کر دیتا ہے

اپنی ہستی کو مٹا ڈالتا ہے۔ سوائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پر کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ اسے فنا فی الرسول کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فنا فی الرسول کی منزل پر فائز اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات کے منظر تھے۔ جب صورت حال یہ ہوتی ہے۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

تو پھر شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوبصورت انداز سے اس حقیقت کی عکاسی کی ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفرین، کار کشا، کار ساز
خاکی و نورمی نہاد، بندہ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غمتی، اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل، اسکے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب، اس کی نغمہ دلنواز
نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز
نقطہ پر کار حق، مرد خدا کا یقین
اور یہ عالم تمام، وہم و طلسم و مجاز
عقل کی منزل ہے وہ، عشق کا حاصل وہ
حلقہ آفاق میں گرمی مہل ہے وہ

تشریح

کی محمدؐ سے دفاتو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود پاک خداوند قدوس کی کائنات کا
مجسم نور اور چمکتا ہوا امتیاب خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین خداوند قدوس کی اور کائنات
کی وہ روشن ہستی ہے۔ جو کہ ابتدا حشر تک چمکتی اور دکتی رہے گی۔ انسان اگر اپنے
وجود کو حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رحمۃ اللعالمین کی محبت میں گم
کردے۔ تو کامیات الہی میں کسی وقت بھی اور کسی پہلو بھی بے چینی سے دوچار نہ
ہوگا۔ مگر اپنے آپ کو سنت رسول اور محمدؐ کی محبت میں فنا کرنا لازم و ملزوم ہیں زندگی
کا روشن اور قائم پہلو یہی ہے کہ اپنے آپ کو انسان فنا فی الرسول کریم دونوں مراتب
اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ تصوف کے اس قوانین کو انسان اپنالے تو اپنے آپ
کو خدا کی راہ میں فنا کرنا اپنی نجات اور دوسروں کو راستہ دکھانا لازم ہوتا ہے۔ خداوند
قدوس اپنے بندوں کو کبھی بھی اپنے در سے نا امید نہیں کرتا۔

بقول شاعر

جو مانگنے کا طریقہ ہے اسی طرح مانگو

درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

لیکن مانگنے کے ڈھنگ اور مانگنے کا طریقہ ان دو مراتب کے بعد ہی آتا ہے۔

زندگی بقا کے دور میں داخل ہوتی ہے۔ جس کو دنیاوی طریقے میں موت کہا جاتا انتقال
کے معنی لفظی یہ ہیں کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جانا۔ لیکن ان مراتب کو حاصل

کرنے کے بعد موت ناممکن ہو جاتی ہے۔ کیونکہ خدا بندہ نواز ہے وہ اپنے بندے پر نوازشیں کرتے ہی رہتے ہیں۔ حقیقت میں ولی کامل جو اس راہ میں گم ہو جاتا ہے وہ موت سے دوچار نہیں ہوتا۔

فَنَاءِ فِي اللَّهِ

راہِ تصوف میں فنا فی اللہ کا آخری مقام ہے۔ اس مقام پر سالک اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو انوارِ الہی میں گم جاتا ہے۔ جس کے سر اور رموز نہ سمجھے جاسکتے ہیں۔ اور نہ سمجھائے جاسکتے ہیں۔ اس کے حال جب ”اللہ“ ہی واقف ہوتا ہے۔ یہ مقام وہ مقام ہے جب اس کی زبان سے ”اللہ“ بولتا ہے جس کی خبر کسی کو نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اُسے کسی کی پرواہ ہوتی ہے۔ کوئی کیا کرتا ہے کوئی کیا کر رہا ہے۔ اسے فنا فی اللہ کہتے ہیں۔

ایک حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”من عادی لی اولیاء“

”جو میرے کسی ولی کا دشمن ہوگا۔ میں اس کے خلاف اعلان

جنگ کرتا ہوں“ اسی لیے جس شخص نے اولیاء اللہ سے دشمنی کی وہ اس دنیا میں تباہ و برباد ہو گیا۔

تشریح

اہل صفا یا متصوفین وہ لوگ ہیں۔ جو دنیا اور اس کے علائق سے قطعی طور پر لاتعلق ہو کر صرف اور صرف اپنے آپ کو خدا کی ذات میں مدغم کر دیں یہ مقام فنا فی اللہ

کا مقام ہے۔ اور فنا فی اللہ کے مقام تک پہنچنے کے لیے جسم و روح کی اتنی صفائی کی ضرورت ہوتی ہے کہ دنیا سے وابستگی کا ایک ذریعہ بھی جسم یا روح سے یگانہ ہو۔ اس تصفیہ روح و جسم کے بعد فطری طور پر انسان خدا کی قربت میں پہنچ جاتا ہے جسم بھی روح کی مانند لطیف ہو جاتا ہے۔ اور صوفی جیب چاہتا ہے۔ اپنے روح کا تعلق جسم سے جوڑ لیتا ہے۔ اور جیب چاہتا ہے۔ جسم کو روح سے الگ کر کے اسے کائنات کے مشاہدہ کے لیے چار دانگ عالم میں بھینچنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ جب وہ عرش کی خبر دیتا ہے تو صحیح اور فرش کی خبر دیتا ہے تو وہ پختہ اور سچی خبر ہوتی ہے۔ پھر اس کا ہر فعل فعل خداوندی بن جاتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے۔ "انا الحق" تو صاحب شرع مولوی کو اس لفظ میں کفر کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ لیکن ایک سال سمجھ جاتا ہے کہ اب "انا الحق" کہنے والا فنا فی اللہ کا مقام حاصل کر چکا ہے۔ "انا الحق" کا نعرہ کوئی شخص اختیاری طور پر نہیں مارتا۔ بلکہ یہ لفظ مقام وصل پر ہوا سستی کے ایک ایک رنگ سے خود بخود ابھرنے لگتا ہے۔ جو اس مقام بلند تک پہنچ جاتا ہے۔ چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عجب من شمس تبریزم کہ عاشق گشتہ ام بر خود
 چہ خود را خود نظر کہ دم نہ دیدم خبر خدا در خود
 ایک اور مقام پر شمس تبریز فرماتے ہیں:
 خود عاشق و معشوق خود قاتل و مقتول
 خود تیغ زدی بر من خود مشور و نعاں کردی

خواجہ معین الدین ہشتی

کے ایک فارسی شعر کا کسی پنجابی شاعر نے خوب ترجمہ کیا ہے۔
 کی بادہ کی جام نے ساقی نے کی مست شرابی
 چپ کر، بول معین الدین نہ آہے آاد آپی
 لیکن اس مقام پر پہنچنے کے لیے بڑے سخت مجاہدے کی ضرورت ہے۔ بڑا
 مشکل مقام تو دنیا سے قطع تعلق کرنا ہے۔ وہ بڑی جرأت والا ہوتا ہے۔
 جو عزت و اقارب، دولت و حشمت اور دنیا کے سکھ چھوڑ کر جنگل جنگل اور
 دشت دشت بھوکا پیاسہ اور تنگ حلق ہو کر نعرہ مستانہ مارتا اور عمریں گزار دیتا،
 پھر ضروری نہیں کہ جلد ہی اللہ کی قربت نصیب ہو جائے۔ قرآن میں بالوضاحت
 ہے کہ یہ مال و اولاد تمہارے لیے ”فتنہ“ ہیں یہاں ”فتنہ“ سے مراد ہے ”آزمائش“،
 یعنی یہ چیزیں تمہارے لیے ابتلا و آزمائش کا مقام رکھتی ہیں۔

میاں محمد بخش عارف

کھڑی شریف نے سیف الملوک میں اسی جانب اشارہ کیا ہے فرماتے ہیں

بھین بھراواں یار اشناواں ہو یوس چھوڑا کلا
 متے ہما پکھیرو لبھے ہو جاوے سب بھلا
 سیمرغ نون جال لگایا ہتھ لگن دی سے آسے
 کچیاں تنداں نال محمد کداو پیکھی پھاسے

مطلب یہ کہ دنیا سے قطع تعلق کر چکا ہوں تاکہ ہما مل جائے میں نے ہما کو بکڑنے کے لیے
 جال لگا دیا ہے مگر یہ ڈوری جو جال کی ہے وہ ابھی کچی ہے اس میں سیمرغ نہیں پھنس سکتا یعنی
 رب کو پانے کے لیے ابھی اور مجاہدہ اور ریاضت کرنی پڑے گی۔ تب جا کر یہ سبیاں مضبوط ہونگی
 اور مجھے قربت خداوندی یا مقام فتی فی اللہ حاصل ہوگا۔

پیر طریقت (شیخ) کی ضرورت

الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ -
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے -
 الْعِلْمُ عِلْمَانِ - عِلْمُ الْإِبْدَانِ وَعِلْمُ الْإِدْبَانِ -
 چونکہ دنیا کے اندر علم کی فضیلت کے بغیر اور کوئی فضیلت والی چیز نہیں عظمت
 جلال الہی کو وہی پہچان سکتا ہے جس کو اللہ تبارک تعالیٰ نے علم کی دولت عطا فرمائی ہے چنانچہ
 ارشادِ بانی ہے؛

انَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ -
 (یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے وہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں جو عالم
 ہوتے ہیں) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اس کا علم اعلیٰ درجے کا ہے -
 شَهِدُ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ
 (یعنی گواہی دیتا ہے اللہ کہ کوئی الوہیت والا نہیں سوائے اس کے اور گواہی دیتے
 ہیں ملائکہ اور علم والے)

علم کی دو مشہور شاخیں ہیں ایک علوم تو وہ ہیں جن کو دنیاوی علوم عرف عام میں
 کہتے ہیں۔ آگے ان کی بھی بے شمار شاخیں ہیں جو مختلف مضامین مفیدہ پر مشتمل ہیں -
 دوسرا علم علم معرفت الہی ہے - یہ علم کی وہ شاخ ہے جس کا معلم خود پروردگار عالم ہے - یہ
 علم انبیاء کی وساطت سے لوگوں تک پہنچا رہا - تا آنکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ
 نے مبعوث فرما کر تمام دنیا کے لیے قیامت تک انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنی نعمتوں کی
 انتہا کر دی - چنانچہ ارشاد فرمایا -

چنانچہ اب قیامت تک نہ تو کوئی نبی دنیا میں آئے گا اور نہ ہی اسلامی علوم کے علاوہ کسی اور دین کی مخلوق الہی کو ضرورت ہوگی۔ اب اللہ کی معرفت کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے اور سکھائے ہوئے طریقوں پر عمل کیا جائے۔

چونکہ اب قیامت تک کسی نئے نبی نے نہیں آنا۔ اس کے لیے خود اللہ تعالیٰ نے قیامت تک بند و بست کر دیا ہے کہ دین کو سکھانے اور عمل کرانے کے لیے ہر وقت دن رات بلکہ ہر ملک اور خطے میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے علوم کو پہنچانے کا عمل جاری و ساری رہتا ہے یہ ذمہ داری جس مقدس گروہ کے حوالے کی گئی ہے۔ یہ گروہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے علماء میں جو روشنی کے چراغ ہیں اور دن رات محنت کر کے علوم شرعیہ حاصل کرتے ہیں اور ان علوم پر عمل کر کے تقویٰ کے اعلیٰ ترین مقام تک پہنچے ہیں اور لوگوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

العلماء وراث الانیاء را اور انبیاء کے وارث علماء ہیں اور انبیاء نے کچھ درہم و دینار کی میراث نہیں چھوڑی بلکہ علم ہی میراث چھوڑا ہے سو جس نے اس علم کو لیا اس نے بھر پور حصہ پایا۔

(رواہ الامام احمد و الترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و الدارمی)

جس طرح باقی علوم حاصل کرنے کے لیے ان علوم کے ماہرین کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اسی طرح دین کا علم حاصل کرنے کے لیے بھی اس کے ماہرین کی طرف رجوع کرنا لازمی ہے۔ آپ خود بخود ڈاکٹری کی کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر نہیں بن سکتے۔ اسی طرح راسخین فی العلم کی تعلیم کے بغیر آپ علوم شرعیہ و الطریقہ سے بھی کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے لازم ہے کہ آپ کو عالم کابل کو اپنا رہبر تسلیم کریں۔ اور اپنا آپ کو اس کی جھولی میں ڈال دیں۔ تاکہ وہ بھی آپ پر نظرِ شفقت کر کے آپ کو اپنا

(شاگرد) بنا لے۔ پھر ایک زمانہ صحبت باؤلیا بہ ازطاعت صد سالہ بے ریا۔ آپ
اگر سو سال بھی اپنے طور پر کوشش کرتے رہیں۔ لیکن ولی کامل کی ایک صحبت اور
ایک نظر سے آپ کی قلبی قابلیت بدل سکتی ہے۔

یہ وہ نگاہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتی ہے۔ جو عمر کو حضرت عمر فاروقؓ بنا دیتی
ہے۔ اور عرب کے بادشاہ تینوں کوتاج سردار احنایت فرمادیتی ہے۔ آپ یقین لکھیں
کہ نبوت کا فیض نہ تو بند ہوا ہے۔ اور نہ ہی منقطع۔ بلکہ یہ تو قیامت تک جاری رہیگا۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورثاء (علماء ربانی و ساطت سے جب
تک دنیا قائم رہے گی۔ یہ فیض جاری رہے گا۔ کیونکہ یہ تو وہ حضرات ہیں جن کے بارے
میں کہا گیا ہے کہ ید بیضاء لیے بیٹھے ہیں۔ آستینوں میں ارادت ہو تو دیکھ ان کو یہ اللہ
کے دوست ہوتے ہیں۔ انہی کو اولیاء اللہ کہتے ہیں۔ انہی کے سلاسل عالیہ کو تصوف
کے سلسلے کہا جاتا ہے۔ آپ چاہے کسی بھی سلسلے کے کہا بھی بزرگ کے دستِ حق پرست
پر بیعت کریں۔ یہ تابعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دیتے ہیں۔ اور
قدم قدم پر آپ کو منزل مقصود یعنی تعلق مع اللہ اور حصولِ رضائے الہی تک پہنچاتے
ہیں۔ اسی لیے راہِ حق کے متلاشی کو لازماً پیر طریقت اور شیخ کی ضرورت ہے کہ اس کے
بغیر راہِ حق کا سفر کٹھن اور جان جو کھوں کا کام ہے۔ اور منزل تک پہنچنا محال ہے چونکہ
یہ دین قیامت تک باقی رہنے کے لیے آیا ہے۔ اس لیے قیامت تک اس میں انبیاء
نہیں آئیں گے۔ بلکہ اولیاء اللہ آتے رہیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم صحیح کو تلاش کر کے ان
کے دامن سے وابستہ رہیں۔ دین و دنیا کی فلاح حاصل کریں۔ والسلام

خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری حشتی

کلریالہ گجراں۔ راولپنڈی

کسی مرشد کامل سے بیعت ہو ہی جائیں

جب تک بچے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا

تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

پیروں کے پیر، پیر دستگیر، روشن ضمیر، محبوب سبحانی، شہباز لامکانی، قذیل نورانی، غوث صمدانی، قطب ربانی، شہنشاہ ولایت الشیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان مبارک ہے کہ میرا مرید چاہے کتنا ہی گناہگار ہو۔ وہ اس وقت تک نہیں مرے گا۔ جب تک توبہ نہ کر لے۔ (الاجبار الاخیار)

مریدی لا تحف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو

قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث الاعظم کا

حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں کو مبارک ہو کہ پیران پیر اپنے مریدوں کو توبہ کی بشارت دے رہے ہیں۔

مخترم قارئین! اگر ہم کسی کے مرید نہیں ہیں تو ہمیں فوراً کسی نہ کسی پیر کامل کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہیے۔ کیونکہ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی پیر نہیں۔ اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

کیونکہ جب انسان کسی کامل کے دامن سے وابستہ ہوتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ کھل کر کھیتا ہے۔ اور اُسے گناہوں کے دلدل میں پھنسا لے رکھتا ہے۔ مگر جیسے ہی کوئی سمجھدار انسان پیر کامل کے دامن سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنے پیر کامل کے فیض سے روحانیت حاصل کر کے شیطان کے مکر و فریب سے بچ جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم کسی نہ کسی پیر کامل کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیں۔

طریقت میں کامل شیخ کی ضرورت

اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے :
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَ
 جَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - (مائدہ ۶۴)
 اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور
 اس کی راہ میں جہاد کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

صاحب تفسیر روح البیان اس آیت کے تحت یہ مضمون تحریر فرماتے
 ہیں۔ "جان لے کہ اس آیت کرمیہ میں وسیلہ ڈھونڈنے کے حکم کی الی اللہ وسیلہ ہی سے
 بے شک ضروری ہے۔ کیونکہ وصول الی اللہ وسیلہ ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ
 وسیلہ علمائے حقیقت و مشائخ طریقت ہیں۔"

مولوی ہرگز نشہ مولائے روح تا غلام شمس تبریز لے شد
 مولوی جلال الدین رومی کو دیکھئے جب شمس تبریز کے غلام و مرید ہو گئے۔ تو مولائے
 روم کہلانے کے مستحق ہو گئے۔

جس کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے

امام اجل حضرت ابوالقاسم تشریحی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! مرید پیر واجب
 ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیر اکبھی فلاں نہ پائے گا۔ (رسالہ تشریحی)
 با ادب بامسراد بے ادب بے مراد

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”جس کا کوئی پیر نہیں۔ اس کا پیر شیطان ہے۔“ (عوارف المعارف)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں کہ مرید کے لیے اگر کوئی پیر نہ ہو۔ جس سے ایک ایک سانس پر راستہ سیکھے تو وہ اپنی خواہش نفس کا پجاری ہے۔ راہ فرمائے گا۔ (رسالہ تشریحیہ)

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ افریقہ ص ۱۳۹)

(بحوالہ ملفوظات غزالیؒ)

حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقصود ہے۔ اور درمیان میں واسطہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حصول برکت ہے۔ یعنی جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی، اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت کی۔ کیونکہ حقیقتاً یہ بیعت، بیعت الہی ہے۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک درمیان میں ایک واسطہ ہے اور وہ بمنزلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مبارک کے لیے۔

بعض مفسرین کرام نے آیت مبارکہ ”والتبع سبیل من اناب الی“ کی تشریح میں لکھا ہے کہ اس کا اتباع کرو۔ جس نے میری طرف رجوع کیا ہو۔ اور مقام قرب میں پہنچا ہوا ہو۔ اس سے مراد بیعت ہے۔ رَبِّ کریم عزوجل جس کی ہدایت چاہتا ہے اسے کوئی سچا راہنما مل جاتا ہے۔ اور مُرشد کے لیے ولی اللہ ہونا ضروری ہے بے شک سچے مُرشد اولیاء اللہ ہی ہو سکتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کامل عمل پیرا مُرشد صادق کے ہاتھ پر بیعت کرنا بالواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر بیعت

کے مترادف ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیعت کرنا بیعت علی
بید اللہ ہے۔ جیسا کہ خود قرآن پاک میں واضح طور پر ارشاد ہے۔

تمام اولیاء اللہ اور ابدال و صدیقین کا سلسلہ بھی اسی طرح چلتا آیا ہے کہ کوئی استاد
ہوا، کوئی استاد ہوا۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ کے شاگرد عقبہ غلام تھے۔ حضرت
شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردان کے بھانجے اور خادم حضرت ابوالقاسم جنید
بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ مشائخ ہی اللہ عزوجل تک پہنچنے کا ذریعہ اور راستہ ہیں۔
خدا کا راستہ دکھانے والے ہیں۔ اسی دروازے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں راستہ ملتا ہے۔

(غنیمۃ الطالبین ص ۶۱۵)

بایا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی کامل ولی
اللہ کے بیعت ہو جاؤ۔ ورنہ شیطان تمہارا پیر ہے۔ وہ رہنمائی کرے گا۔ کسی کامل
ولی سے نسبت قائم کر لو۔ تو پھر شیطان تمہارے ایمان پر ڈاکہ نہیں ڈال سکے گا کیونکہ
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے

حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا

بے شک اولیاء کرام دنیا و آخرت، قبر و حشر میں اپنے متوسلین کے شفیع
مددگار ہیں۔ چنانچہ امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ "مجبود
محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں: "جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا متوسل ہو
گا۔ ضرور ہے کہ وہ نبی و رسول یا ولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور
اس کی دستگیری فرمائیں گے۔"

یہی بزرگ "میزان الشریعۃ الکبریٰ" میں فرماتے ہیں۔ تمام آئمہ مجاہدین اپنے
پیر و کاروں کی شفاعت کرتے ہیں۔ اور دنیا و قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان
کی نگہداشت فرماتے ہیں۔ جب تک پلصراط سے پار نہ ہو جائیں۔ لہذا ہو جاؤ سچوں

شیخ کامل کی ضرورت و اہمیت

فرمایا: بزرگوں کا ارشاد ہے:

أَطْلُبُ الرَّفِيقَ ثُمَّ الطَّرِيقَ .
یعنی پہلے سفر کا ساتھی تلاش کرو
پھر سفر پر چلو۔

کیونکہ یہ راہ بڑا خطرناک ہے، پیر کامل کی رہنمائی کے سوا شیطان، نقصان
اور تباہی کے راستہ پر ڈال دے گا۔ سلطان العارفین حضرت بایزید
بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

مَنْ لَيْسَ لَهُ شَيْخٌ فَشَيْخُهُ
الشَّيْطَانُ .
جس کا پیر و مرشد نہ ہو اس کا پیر
شیطان ہوتا ہے۔

لہذا اس راہ میں کامل پیر و مرشد کا وسیلہ پکڑنا چاہئے تاکہ منزل مقصود
پر سلامت پہنچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ .
اے لوگو ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ
سے، اور ہو جاؤ ساتھ صادقوں کے۔
(پ ۱۱ - س التوبہ)

اس آیت میں سچے لوگوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا ہے یعنی صادقوں
کے ساتھ رہو تاکہ تم بھی صادق بن جاؤ۔

صادق وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ
کی رضا کو تقسیم کرنے والے ہیں اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل
کرنے والے ہیں۔ ان سچے لوگوں کی تابعداری میں رحمت و مغفرت ہے اور
ان کے انکار میں غضب ہے ریتِ کریم کا۔

اور حدیث قدسی کے مطابق ان سے دشمنی و عداوت رکھنا اللہ تعالیٰ

کے ساتھ جنگ کرنا ہے جبکہ لِسَانَ الْفَقْرِ سَيْفُ الرَّحْمَانِ خود فقیر کی زبان بھی اللہ کی تلوار ہے۔

بیعت کی ضرورت و اہمیت

فرمایا، — جو لوگ کسی کامل پیر سے بیعت نہیں ہیں وہ اسلام میں داخل ہیں اور مسلمان بھی ہیں لیکن ان کا ایمان کمزور اور ضعیف ہے، کیونکہ ایمانِ کامل ذاتی نور کے ایک بجلی کا نام ہے جس سے عام لوگ بے خبر ہیں۔ ایمانِ کامل خدا تعالیٰ سے ملنے اور بدن سے غیر جنس یعنی بُری صفات جو کہ انسان کے نُوری بدن پر غیر لباس ہیں، ان تمام خدا کی ناپسندیدہ چیزوں کو مٹا دینے کا نام ایمان ہے۔ دیکھو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ
وَسْؤْلِهِ - (پہ - النساء)

اے ایمان والو! (پھر) ایمان لاؤ
اللہ اور اس کے رسول پر۔

اس آیت میں ”پھر ایمان لانے“ سے مراد کامل پیر سے بیعت

ہونا ہے، کیونکہ کامل پیر ضعیف ایمان کو کامل اور مکمل کر کے بندے کو خدا سے ملا دیتا ہے۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ آتا ہے؛

وَقَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا - قُلْ لَمْ
تُؤْمِنُوْا وَاٰلٰئِكُنْ قَوْلُوْا اَسْلَمْنَا
لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ
قُلُوْبِكُمْ - (پہ - الحجرات)

دیہاتی لوگوں نے کہا (یا رسول اللہ) ہم مومن ہیں۔ اے نبی! فرما دو ان سے تم مومن نہیں ہو۔ ہاں یہ کہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ انبیاءِ کرام اور اولیاءِ کاملین کے وسیلہ کے بغیر ایمان

دلوں میں داخل و راسخ اور کامل نہیں ہو سکتا، یعنی ان حضرات کے وسیلہ کے بغیر ایمان آیت قرآنی اُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ كَمَا مَصْدَقٌ نَحْنُ نَسْتَكْتَبُ

فرمایا، — بیعت کا یہ سلسلہ کوئی نیا نہیں بلکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چلا آتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ خلافت و بیعت تا قیامت جاری رہے گی۔ خداوند کریم نے بیعت کے متعلق یہ ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ، يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ - (پ ۲۶ - الفتح)

بیشک جو لوگ اے نبی! آپ سے بیعت ہوتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت ہوتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سلسلہ بیعت کو تا قیامت جاری رکھنے کے متعلق وعدہ خداوندی قرآن پاک میں آیا ہے۔ خداوند کریم کا ارشاد ہے:

وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ - (پ ۱۸ - النور)

وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات نے سنا تھا ان لوگوں کے جو چکے ایمان والے ہیں اور نیک عمل کریں والے کہ وہ خلیفہ بنائے گا ان کو زمین پر، جس طرح اس نے خلیفے بنائے ان سے پہلے لوگوں سے۔

پہلے خلیفہ اللہ تعالیٰ کے ابوالبشر حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام میں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً - اور یاد کرو جب فرمایا تیرے رب نے فرشتوں کو، میں بنانے والا ہوں

(پ ۱ - البقرة)

زمین میں (اپنا) خلیفہ۔

حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام کے بعد یہ خلافت انبیاء علیہم السلام میں جاری رہی اور ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جب نبوت کا سلسلہ ختم ہوا تو ان کے بعد یہ سلسلہ خلافت و بیعت صحابہ کرام میں جاری رہا۔ ان کے بعد پھر اولیاء اللہ کے ذریعہ اور وسیلہ سے وہی سلسلہ خلافت و بیعت اب تک چلا آرہا ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔ لہذا ایسے کامل بزرگوں اور ولیوں سے بیعت ہونا فرض ہے جن کے ہاتھ سے خلافت خداوندی حاصل ہوتی ہے۔

برکہ خواہد، منتسبی با حذرًا اونشیند در حضور اولیاء
ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کے قرب و نزدیکی کا طالب ہو وہ
اولیاء اللہ کی صحبت و مجلس میں بیٹھے۔

لہذا کامل پیر سے بیعت ہونا فرض ہے تاکہ وہ مرید کو حقیقت ایمان سے واقف کرے اور جسم انسانی کی حقیقت یعنی لطائف سے آگاہ کرے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور مرتبہ و مقام اور ستر اسرار الہی سے باخبر کرے یہ کام کامل پیر کا ہے، کیونکہ وہ خدا و مصطفیٰ تک پہنچانے والے اس راستے سے اچھی طرح واقف اور باخبر ہوتا ہے۔ پیر کامل کے بغیر اس راستے پر چلنا بڑا خطرناک ہے۔

پیر ابگزیں کہ بے پیر این سفر ہست بس پُر آفت و خوف و خطر
ترجمہ: کسی پیر کامل کو اختیار کر، کیونکہ پیر کے بغیر یہ سفر بڑا
خوفناک اور آفتوں والا ہے۔

أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ
یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ
نے ایمان راسخ کر دیا ہے۔ (پ ۲۸ - س المجادلہ)

کا یہی معنی ہے۔

ان تمام اقوال بزرگان رحمہم اللہ سے معلوم ہوا، کہ کسی "پیر کامل کا دامن تھامنا ضروری ہے۔ ورنہ شیطان اور نفس انسان کو راہ سے بھٹکا دیں گے۔ مگر یہ بھی احتیاط رکھنا ضروری ہے کہ پیر و مرشد پابند شرع اور تابع سنت ہو۔ اور کامل ہو، عامل نہ ہو۔

۵ مرد ملے تاں درد نہ چھوڑے اوگن تھیں گن کر دے
کامل پیر محمد بخشا لعل بنا دن پتھر دے

بنی اسرائیل کے اونٹ کا واقعہ

مولانا روم فرماتے ہیں۔ "بنی اسرائیل کے زمانے میں ایک اونٹ کے گلے میں ایک تعویذ بندھا ہوا تھا۔ جس طرف سے وہ اونٹ نکلتا تھا۔ لوگ اس کی عزت کرتے اور اس کو باغوں میں سے پھل کھانے کو دیتے تھے۔ ایک دن کسی شخص نے وہ تعویذ کھول لیا۔ پھر یہ حال ہوا کہ اس اونٹ کو بیگار میں پکڑ کر لے گئے۔ اور بوجھ لادنا شروع کر دیا۔" (مناقب رومی صفحہ ۳۶۷)

ہر مسلمان کو چاہیے کہ کسی پیر کامل کی "بیعت" کا "پٹہ" اپنے گلے میں ڈال لے تاکہ دونوں جہاں کی سعادتوں سے مالا مال ہو۔ اللہ تعالیٰ سے لڑنا ہوا رشتہ اللہ تعالیٰ کے ولی کی نگاہ کرم سے جڑ جاتا ہے۔ اور انسان کو کامل کامیابی ہو جاتی ہے۔

مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے

۵ ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا
اونشیند در حضور اولیاء

حضرت پیر مہر علی شاہ کے ایک مُرید کا واقعہ

روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیعت ہوا۔ گھر واپس آیا۔ تو اس کا بیل مر گیا۔ دل میں تصور کیا کہ اگر میں بیعت نہ ہوتا تو بیل بھی نہ مرنے چلوں صبح سویرے جا کر بیعت توڑتے ہیں۔ دوسرے دن گولڑہ شریف خواجہ پیر مہر علی شاہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، اور عرض کیا۔ حضرت صاحب میں کل آپ سے بیعت ہوا، تو واپسی پر گھر میرا بیل مر گیا۔ لہذا بیعت توڑ دیں۔

حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے فرمایا! بیعت ہونا کچی تند نہیں ہے ٹٹ جاوے۔ ایہہ پکی لگی ہوئی باے

میرا ہتھ میرے ہتھ وچہ
میرا ہتھ شمس العارفین
سیا لوی رحمۃ اللہ علیہ دے ہتھ وچہ
انہاں دا ہتھ اپنے مرشد دے ہتھ وچہ

لہذا ایہہ ہتھ سلسلہ بہ سلسلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے ہتھ وچہ
اوانہیا۔ حضور دا ہتھ اللہ دے ہتھ وچہ، اوانہیا عقل دیا ہٹ جا پریرے۔ تول
کی جانے نبی دا نور کی اے بیعت نہیں ٹٹ سکدی۔

بچال پریت نون توڑ دے نٹیں
جہدی بانہہ پھر لیندے تیر چھوڑ دے نٹیں

تا توے قتل کے بعد توبہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ نبی اسرائیل میں سے ایک شخص کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ننانوے افراد کو قتل کیا۔ پھر اسے خیال آیا کہ توبہ کرنی چاہیے۔ ایک شخص کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میں نے ننانوے قتل کیے ہیں۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ عالم نے کہا نہیں۔ اس نے اس شخص کو بھی قتل کر دیا۔ اور پھر ایک راہب کے پاس آیا۔ اور یہ بات کہی تو راہب نے کہا۔ کیوں نہیں۔ ایسا کرو۔ فلاں گاؤں میں کچھ نیک لوگ رہتے ہیں۔ ان کے پاس چلے جاؤ۔ اور ان کی صحبت میں رہ کر توبہ کرو۔ اور نیک اعمال کرو۔ چنانچہ یہ شخص اس گاؤں کی طرف چلا۔ جہاں صوفیاء رہتے تھے۔ ابھی راستے میں ہی تھا کہ اُس کی روح کو قفس عنصری سے نکال لیا گیا۔ اب دونوں طرف کے فرشتے آگئے۔ نیک لوگوں کی رُوح کو لے جانے والے اور بدکار آدمی کی رُوح کو لے جانے والے آپس میں بحث کرنے لگے کہ ہم اسے لے جائیں گے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں فیصلہ پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! زمین کو ناپ لو۔ اگر یہ نیک لوگوں کے قریب تھا۔ تو نیک والے فرشتے لے جائیں۔

روایت میں آتا ہے کہ ابھی یہ نیک لوگوں سے دُور تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹنے کا حکم دیدیا گیا اور ایک بالشت نیک لوگوں کے قریب ہو گیا۔ چنانچہ اس پر اس کی بخشش کر دی گئی اور نیک رُوح لے جانے والے فرشتے اسے لے گئے۔

توبہ کی قبولیت

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے گناہ نہ کرنے کا عزم کیا۔ پھر غلطی ہوئی۔ اور توبہ ٹوٹ گئی۔ اس نے دوبارہ توبہ کی کچھ عرصہ بعد پھر توبہ پر قائم نہ رہ سکا۔ اور توبہ توڑ دی۔ تیسری بار پھر توبہ کی۔ کچھ عرصہ بعد پھر

اس کے عزم میں کمزوری آگئی۔ اور توبہ توڑ دی۔ اس طرح توبہ کرتے توڑتے عرصہ گزر گیا۔ حتیٰ کہ ستر دفعہ توبہ کی اور توڑی۔ اس کے بعد ایک دفعہ تنہائی میں بیٹھا تھا کہ اُسے توبہ کا خیال آیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اُسے شرم و حیا آگئی لیکن سوچنے لگا کہ میں نے ستر مرتبہ توبہ کر کے توڑی ہے۔ خدا جانے اب وہ میری توبہ قبول کرے گا بھی یا نہیں اس بابوسی کا خیال آتا تھا کہ غیب سے آواز آئی۔ اے میرے بندے تو یلوس نہ ہو۔ یہ تیرا طرف تھا کہ تو ستر بار توبہ کرو اور توڑتا رہا۔ مگر میرے ظرف کو دیکھ کر تو نے تو ستر بار توڑ دی ہے اگر اس سے کہیں زیادہ مرتبہ توبہ کر کے توڑ دے گا۔ اور پھر توبہ کرے گا تو میں میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔

سین واری میں توبہ بھنی میں ہاں بے اعتبارا
فیر بھی رحمت تیری دیاں مولا آس امیدان کھن والا

اصحاب کہف کا ایک مشہور واقعہ

اصحاب کہف کا قصہ قرآن پاک میں موجود ہے۔ اور بہت مشہور ہے کہ ان کے ساتھ ایک کتابھی ہو لیا تھا۔ چونکہ اصحاب کہف اولیاء اللہ میں سے تھے۔ کتے نے ان کا ساتھ دیا تھا۔ اور ان کے قدم بہ قدم ان کے پیچھے چلتا رہا۔ اصحاب کہف جب جنت میں داخل ہونے لگے تو دیکھا کتابھی ساتھ تھا۔ اصحاب کہف فرمان لگے۔ او تو جنت دیکھ نہیں جاسکدا۔ یہ سن کر کتابھی بیزار ہو گیا۔ بارگاہ الہی میں فریادی ہوا۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہک بوہلی ہک خندے کتے میں، اکھ نوٹ کتورا

درتیرے میں آن ڈگا شاہا پاؤ کرم دا ٹوڑا!

اصحاب کہف فرماندے نے اوتوں جنت اندر جا کے بھونکسیں ٹونکسیں تے

شور مچا سیں! ایہ سُن کے میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نہ میں بھونکاں نہ میں ٹونکاں اتے نہ میں شور مچاواں

سنگ رلیاں تساڈے شاہ جی متاں میں بھی بخشیا جاواں

اس لیے اس کتے کو بھی مرتبہ اعلیٰ ملا۔ اور اس کا حشر بھی ان ہی حضرات کے

ساتھ ہوگا۔

حضرت خواجہ خواجگان محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کتے

بھی دوست ہیں۔ اور کتے کو بھی دیدار سے محروم نہ رکھیں گے۔ تو پھر انسان اس کے

فصل سے کیوں نا امید ہو۔

ایک موہڑوی مُرید کا واقعہ

اعلیٰ درجات کی رسائی کی منزل پانے کے لیے نشان منزل صمدی ہے یہاں

ایک واقعہ حضرت باباجی محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت کا بیان کرتا ہوں

غور کرنا۔ کتے دی وفاداری ڈیوٹی کس طرح پوری کر دالے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دربار عالیہ موہڑہ شریف میں آنے والے مریدین میں

سے ایک شخص کا جو تاگم ہو گیا۔ کافی تلاش کے بعد جب اُسے نہ ملا تو حضرت باباجی

محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا۔

حضور میرا جوتا گم ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا! جاؤ خادموں سے کوئی جوتالے لو۔ کہنے لگا۔ حضور میرا جوتا بہت قیمتی تھا اور مجھے وہی چاہیے۔ آپ نے فرمایا! اچھا معاف کر دو۔ جس نے بھی اٹھایا ہے۔ کہنے لگا نہیں! مجھے تو وہی جوتا چاہیے جب وہ بہت ضد کرنے لگا۔ تو آپ نے درباری کتے کو آواز دی ریاد رہے پیر محمد قاسم نے دربار پر کتا بھی رکھا ہوا تھا، جب کتا قریب آیا تو آپ نے فرمایا! جاؤ اس شخص کا جوتا تلاش کر کے لاؤ۔ وہ کتا وہاں سے چلا گیا۔ اور اوپر تین میل دور جیکا گلی کے قریب کچھ گراں نے دیکھا کہ ایک آدمی نے اپنے ہاتھوں میں کوئی چیز چھپا رکھی ہے۔ اور دربار موہڑہ شریف کا کتا اس کے آگے آکر اسے بھونک رہا ہے۔ گویا پیچھے چلنے کو کہہ رہا ہے۔ لوگ جمع ہو گئے اور اس شخص سے پوچھا۔ اے شخص تیرے پاس کیا ہے۔ جو دربار کا کتا تیرے پیچھے لگ گیا ہے۔ اور واپس چلنے کو کہتا ہے۔ وہ شخص ڈر گیا اور بتا دیا کہ میں ایک جوڑی جوتے دربار سے اٹھا کر لایا ہوں۔ لوگوں نے کہا۔ انہیں بھینک دو۔ ورنہ کتا تمہیں چیر پھاڑ دے گا۔ اس نے جوتے پھینک دیئے۔ تو کتے نے اپنے منہ میں دبائے اور موہڑہ شریف دربار پر جا کر حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا دیئے۔ تو حضرت نے فرمایا! کہ ولیوں کے در کے کتوں کو بھی اللہ تعالیٰ فراست عطا فرمادیتا ہے۔ بندہ جو غفلت میں پڑا ہے کہ اُس رَبِّ العزت کی ناشکری کرتا ہے۔

پ

پیر ملیاں جے پیرنہ جاوے اُس نوں پیر کیہ دھرنا ہو
 مرشد ملیاں ارشاد نہ من نوں اوہ مرشد کیہ کرنا ہو
 جس ہادی کنوں ہدایت ناہیں اوہ ہادی کیہ پھڑنا ہو
 جے سردتیاں حق حاصل ہووے حضرت باہو موتوں کی ڈرنا ہو

حکایت

ولی کارل کی اجازت سے پڑھنے والوں کو جہاں فیوض و برکات حاصل ہوتی ہیں وہاں اس کا یقین اور اعتماد بھی بچتے ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک پیر کا مرید جو دیہاتی تھا کبھی کبھار پیر سے ملنے کے لیے آتا تھا۔ ایک دفعہ پیر سے کہنے لگا کہ حضرت مجھے وظیفہ بتائیے۔ پیر صاحب خاموش رہے۔ پھر کہا، تو پھر آپ خاموش رہے۔ اسی طرح چند مرتبہ اس نے اصرار کیا تو پیر صاحب نے کہا۔ ”ہش“ یہ سمجھا کہ حضرت نے وظیفہ بتا دیا۔ حسن گمان کے ساتھ دن رات اسی کو پڑھا رہتا۔ ہش ہش۔ ایک دن کھیت میں کام کر رہا تھا درانتی اس کے ہاتھ میں تھی۔ گھاس کاٹ رہا تھا کہ دل میں پیر سے ملنے کی آرزو پیدا ہوئی۔ دل تڑپ گیا۔ اس نے اس ورد کو تیز تیز پڑھنا شروع کیا۔ (ہش ہش) کہ ایک طرف سے تیز ہوا آئی اور اسے اوپر اٹھایا۔ اور پیر صاحب کے آستانے کے قریب جا کر اتار دیا۔ یہ بڑا خوش خوش اندر داخل ہوا۔ سلام کیا۔ پیر صاحب نے دیکھا تو پوچھا۔ اے یہ کس حالت میں آگئے۔ کہاں کام کر رہے ہو۔ کہنے لگا میں اپنے گاؤں میں کھیت میں کام کر رہا تھا۔ آپ سے ملنے کا اشتیاق ہوا، تو جو آپ نے وظیفہ بتایا تھا۔ فرمایا کونسا وظیفہ بتایا تھا۔ کہا حضور! آپ نے ہش بتایا تھا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا! وہ تو میں نے تمہیں وہاں سے ہٹنے کے لیے کہا تھا۔ یہاں تک تمہیں تمہارے اعتقاد و یقین نے پہنچایا ہے۔



مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
 بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا
 ایک ساعت اولیاء کی ہم سرہی
 بے ریا سو سال کی عبادت سے بڑی

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
 او نشیند در حضور اولیاء
 جو خدا کے پاس چاہے بیٹھنا
 اولیاء کے پاس سیکھے بیٹھنا

اولیاء را بہت قدرت از الہ
 تیر جتہ باز گرداند ز راہ ؛
 اولیاء اللہ کو وہ طاقت ملی
 جس سے نکلے تیر کی ہو واپسی

انوارِ چشتیاں ہیں، خواجہ پیر مہر علی شاہؒ
 سرتاجِ عارفان ہیں خواجہ پیر مہر علی شاہؒ



میں نہیں، سب توں جَلَّ جَلالہ

رَبَّامیکر حال دا محرم توں
اندر توں باہر توں روم روم وچہ توں
توں ہی تاناں توں ہی باناں سب کچھ میرا توں
کہے حسین فقر سائیں دا میں نہیں سب توں

”شاہ حسین“
سُلطان العارین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا

الف

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچہ لائی ہو
نفس اثبات دا پانی ملیا ہر رگ ہر جانی ہو
اندر بوٹی شور مچایا جیاں بھلسن بر آئی ہو
جیوے مرشد کامل حضرت باہو جیس ایہہ بوٹی لائی ہو

ب

بغداد شہر دی کوئی نشانی اچیاں لمیاں چیراں ہو
تن من میرا پرزے پرزے جیووں درزی دیاں لیراں ہو
انہاں لیراں دی گل کفنی پاکے رلساں سنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں کرساں میراں میراں ہو

نماز کے فضائل

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ جب بندہ مومن نماز پڑھنے کے لیے ارادہ کرتا ہے۔ اور جب کہتا ہے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ تو جان کنی یعنی موت کا وقت کی سختی اس پر آسان ہو جاتی ہے۔ اور جب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں چار ہزار نیکیاں درج فرمادیتے ہیں۔ اور چار ہزار برائیاں مٹا دیتے ہیں۔ اور چار ہزار درجے بلند فرمادیتے ہیں۔ اور جب کہتا ہے۔ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ (ثناء پڑھتا ہے) تو اللہ اس کے نامہ اعمال میں اس کے جسم کے ہر بال کے عوض ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور اس کی قبر اس کے لیے فراخ (کشادہ) ہو جاتی ہے۔ اور پھر جب سورہ فاتحہ (الحمد للہ) پڑھتا ہے۔ تو گویا اس نے حج و عمرہ ادا کیا۔ تو جب (اللہ اکبر) کہتا ہے تو اپنے گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے کہ گویا کہ وہ اُحد ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور جب رکوع کرتا ہے تو گویا کہ وہ اُحد کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہے۔ اور کہتا ہے سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ تو گویا اس نے ہر ایک مقدس کتاب جس کو اللہ آسمان سے نازل فرمایا پڑھ لی۔ اور جب سَمِعُ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتا ہے تو اس نے قرآن کریم کی سورتوں کے حروف کی تعداد کے برابر راہِ خدا میں غلام آزاد کیے۔ اور جب سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی کہتا ہے۔ تو اللہ اس کے نامہ اعمال میں اس قدر نیکیاں درج فرماتا ہے۔ جس قدر انسان

اور جن و شیاطین کی مقدار ہے۔ التَّحِيَّاتُ پڑھنے پر نمازیوں کے برابر ثواب دیتا ہے۔ اور جب سلام پھیرتا ہے تو جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو فرائض کے بعد نوافل کی کثرت توفیق ہو۔ اور یہ دولت نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے فضل سے مجھے اور میرے تمام مسلمین دوستوں، والدین کو بھی نصیب فرمائیں۔

(تذکرۃ الواعظین)

مذریعہ نجات سے از حبت کی کنجی ہے

حضرت دانا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں ابتداء سے آخر تک ہر مقام پر سالک راہ حق پاتا ہے۔ اور اسے حق کے مقامات نظر آتے ہیں۔
(کشف المحجوب) فارسی ص ۲۶۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

سَلَمٌ قَوْلًا مِّنْ رَبِّ الرَّحِیْمِ۔

سَلَمٌ ۱۹۷	قَوْلًا ۲۱۰	مِّنْ رَبِّ ۲۰۷	رَحِیْمِ ۲۰۹
رَحِیْمِ ۲۰۴	مِّنْ رَبِّ ۲۰۳	قَوْلًا ۲۱۰	سَلَمٌ ۲۰۹
قَوْلًا ۲۰۲	سَلَمٌ ۲۰۸	رَحِیْمِ ۲۱۲	مِّنْ رَبِّ ۱۹۹
مِّنْ رَبِّ ۲۱۱	رَحِیْمِ ۲۰۰	سَلَمٌ ۲۰۱	قَوْلًا ۲۰۶

نماز جس ترک کی

- فجر کی : اس کے چہرے سے نور ختم کر دیا جاتا ہے۔
 ظہر کی : اس کی روزی سے برکت ختم کر دی جاتی ہے۔
 عصر کی : اس کے بدن سے طاقت ختم کر دی جاتی ہے۔
 مغرب کی : اس کو اولاد سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔
 عشاء کی : اس کی نیند سے راحت ختم کر دی جاتی ہے۔

(ارشادات نبویؐ)

فرض نماز کے بعد کی مسنون دعائیں

۱۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ
وَالْاِكْرَامِ۔

۲۔ رَبِّ اغْنِنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

۳۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتُ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ
ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ۝

۴۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجَدِّ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَحْلِ
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَرْزَلِ الْعُمُرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ
فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

(سُبْحَانَ اللَّهِ ۳۳) (الْحَمْدُ لِلَّهِ ۳۳) (اللَّهُ أَكْبَرُ ۳۴)

نوشتہ اکثرت

جسم : کی تندرستی نمازیں ہے۔
 دل : کی طاقت تلاوت قرآن مجید میں ہے۔
 دماغ : کی قوت ذکر الہی میں ہے۔
 روح : کی راحت درود شریف میں ہے۔
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَيْهِ۔

نقی اثبات

لَا إِلَهَ دِي پھیر بھاری، جے اللہ گھر آدی
 بن مرشد زندگی، زندگی نہیں
 بن مرشد بندگی، بندگی نہیں
 اشرف بناں مرشد جاندی گندگی نہیں
 سب مل کر پڑھو۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔

اللَّهُ هُوَ

اللَّهُ هُوَ

اللَّهُ هُوَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .
 یٰ اٰیُّوْهُ
 رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کَا النّٰسَانِ سَے خَطَابُ

میری طرف توجہ کر کے تو دیکھ
 میری راہ میں چل کر تو دیکھ
 مجھ سے سوال کر کے تو دیکھ
 مجھے رب مان کر تو دیکھ
 میرے خوف سے آنسو بہا کر تو دیکھ
 وفا کی لاج نبھا کر تو دیکھ
 میرے نام کی تعظیم کر کے تو دیکھ
 اپنی ہستی کو فنا کر کے تو دیکھ
 مجھے حیا القیوم مان کر کے تو دیکھ
 بالآخر میرا ہو کر تو دیکھ
 ہر کسی کو تیرا نہ بنا دوں تو کہنا۔

عبدالرب جنجوعہ عفی عنہ



نعت شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تیرے تعلق کی گلیوں میں بھٹکتا رہا
یوں گم سم رہا تنہا تنہا گرتا رہا

ٹڑپتا رہا ، پہنے تیری قبا
سنہلتا رہا تب جا کے ہوئی عطا

صلیٰ علیٰ اصیل علی درود و صلوة جا بجا

تجھے ڈھونڈا کبھی حلیمہ کے گھر
تیرے قدموں کی آہٹ وہ ذرے کہاں

تیری بکریوں کے کبھی ڈھونڈے نشان
کی عجز و انکساری سے یہ اک دُعا

صلیٰ علیٰ اصیل علی درود و صلوة جا بجا

وہ کالی کالی ، وہ کالی زلفیں
یہ ورد ہے ان کا ، یہ ان کی زباں

وہ رحمت عالم ، وہ شافع دو جہاں
یہ ذکر حبیب یہ دلکش نضا

صلیٰ علیٰ اصیل علی درود و صلوة جا بجا

یہ سوز جہاں یہ آہ و فغاں
یہ شور قدسیاں ، یہ حمد و ثنا

یہ زیر زمین ، یہ زیر آسماں
یہ مست الست پھرے تیرا گدا

صلیٰ علیٰ اصیل علی درود و صلوة جا بجا

ہے علم و حکمت وہ مرتضیٰ
یہ نظام شریعت ، پیام خدا

ہے رحمت عالم در مصطفیٰ
یہ ازل سے ابد تک سراپا شفا

صلیٰ علیٰ اصیل علی درود و صلوة جا بجا

تیری رحمتیں بکریں یوں بارہا
عنایت پہ ہوئی ہیں عنایات الہی

تیری بخششیں بنیں چار سو پاسبان
تیری لغت گوئی یہ حضور می عطا

صلیٰ علیٰ اصیل علی درود و صلوة جا بجا

عنایت اللہ عنایت

شانِ مرشد

پ: پیر، پ، ی، ر، تین لفظوں سے بنا پیر
 پ: کے معنی پاک، ر کے معنی رہبر یعنی مرشد رہبر
 رہنمائی کرنے والا، رہبری کرنے والا، سیدھا راستہ دکھانے والا،
 عاقبت کو سدھارنے والا

ی: کے معنی یار یعنی اللہ کا یار، اللہ کا دوست

الف تائی چھبیس الفاظ ہیں

اول، الف اللہ اور آخری لفظ ی یار
 یعنی اللہ کے نام سے شروع اور اپنے پیارے محبوب یار پر ختم کر دیا۔
 اللہ اور محمدؐ جہاں اللہ وہاں محمدؐ ساتھ ہیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

ج: ج، ج، ج کا نقطہ نکال کر سر پر رکھ دو تو بن جائے گا خدا

ح: حق ہے غ غیر ہے، ت توبہ، ظ ظلم سے باز رہو

س: سخی بن کر اپنی عاقبت سدھار لو

م: محب وہ ولی، ک کے، ولی کے محب بن جاؤ

م: محمدؐ ع عشق پیدا کر کے عاشق اللہ اور رسولؐ بن جاؤ۔

طالب دعا: سک محمد اشرف نقشبندی

ایک عظیم الشان پُر از کرامات مدلل اور مفصل منقبت شریف

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا

از : (عاشق غوث الوری مولانا شاہ جمیل الرحمن رضوی قادری رحمۃ اللہ علیہ)

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا
 ہماری لاج کس کے ہاتھ ہے بغداد والے کے
 جہاز تاجراں گرداب سے فوراً نکل آیا
 گئے اک وقت میں ستر مریدوں کے یہاں آقا
 شفا پاتے ہیں صد ہا جاں بلب امراض مہلک سے
 بِلَادِ اللّٰهِ مُکَلِّی تَحْتَ حَسْبِیْ سے یہ ظاہر ہے
 فَحَسْبِیْ نَافِقٌ فِی کُلِّ حَالٍ سے ہوا ظاہر
 ہوا موقوف فوراً ہی برسنا اہل محفل پر
 جو حق چاہے وہ یہ چائیں جو یہ چائیں وہ حق چاہے
 فقیہوں کے دلوں سے دھو دیا ان کے سوالوں کو
 وہ کہہ کر قَمْرُ بَازِئِ اللّٰهِ جلا دیتے تھے مردوں کو
 فرشتے مدرسے تک ساتھ پہنچانے کو جاتے تھے
 سفر سے واپسی میں دینِ اقدس کو کیا زندہ
 جو فرمایا کہ دوش اولیاء پر ہے قدم میرا
 لعاب اپنا چٹایا احمد مختار نے ان کو
 رسول اللہ نے خلعت پہنایا برسر مجلس
 محرز چار سو مجلس میں حاضر ہو کے لکھتے تھے
 اگرچہ مرغ سب کے بول کر خاموش ہوتے ہیں
 ہمارا ظاہر دباطن ہے ان کے آگے آئینہ

ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوثِ اعظم کا
 بلائیں مال دینا کام کس کا غوثِ اعظم کا
 وظیفہ جب انہوں نے پڑھ لیا یا غوثِ اعظم کا
 سمجھ میں آ نہیں سکتا معمر غوثِ اعظم کا
 عجب دار الشفا ہے آستانہ غوثِ اعظم کا
 کہ عالم میں ہر اک شے پر ہے قبضہ غوثِ اعظم کا
 تصرف انس و جن سب پر ہے آقا غوثِ اعظم کا
 جو پایا ابر باراں نے اشارہ غوثِ اعظم کا
 تو مٹ سکتا ہے پھر کس طرح چاہا غوثِ اعظم کا
 دلوں پر ہے بنی آدم کے قبضہ غوثِ اعظم کا
 بہت مشہور ہے ا حیا ئے موت غوثِ اعظم کا
 یہ دربارِ الہی میں رتبہ ہے غوثِ اعظم کا
 محی الدین ہوا یوں نامِ دالا غوثِ اعظم کا
 لیا سب کو جھکا کے سب نے تلوا غوثِ اعظم کا
 تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوثِ اعظم کا
 بچے کیونکر نہ پھر عالم میں ڈنکا غوثِ اعظم کا
 ہوا کرتا تھا جوار شاد والا غوثِ اعظم کا
 گر طر مرغ بولے گا ہمیشہ غوثِ اعظم کا
 کسی شے سے نہیں عالم میں پردہ غوثِ اعظم کا

عطا کی ہے بلندی حق نے اہل اللہ کے جھنڈے کو مگر سب سے کیا اونچا پھر برا غوثِ اعظم کا
نی نور الہی اور یہ نورِ مصطفائی ہیں تو پھر نوری نہ کیونکر ہو گھرانہ غوثِ اعظم کا

جمیل قادری سو جان سے قرباں ہو مرشد پر
بنایا جس نے تجھ جیسے کو بردا غوثِ اعظم کا

مدح غوثِ اعظم دستگیر

جناب غوثِ الاعظم شاہ جیلانی

لودر ایں خانہ رادائم نگہباں

لکھیاں تے پھیر دا لکیرنی سیو
باراں سالان بعد ڈبیا بڑا تراندا
غوثِ پاک پیراں دا پیرنی سیو
نبی دا نواسہ پنجن دیں شانی آ
لکھیاں تے پھیر دا لکیرنی سیو
بادشاہ جہاں د فقیرنی سیو
او پیر بڑا روشن ضمیرنی سیو

غوثِ پاک پیراں دا پیرنی سیو
چوراں نوں پھڑ قطب بنا ندا
پیر میرا روشن ضمیرنی سیو
غوثِ پاک قطب ربانی آ
ولی سارے غوث دے فقیرنی سیو
قطب ابدال نے سوالی میر پیر
اشرف دے دا فقیرنی سیو

یا غوث الاعظم جیلانی

کرم سے کیا راہنما رہنوں کو دم نزع آو کہ دم آے دم میں
ادھر بھی نگاہ کرم غوثِ اعظم کرو ہم پہ یہ سبب دم غوثِ اعظم
جہاں چاہو رکھو قدم غوثِ اعظم یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے

مفتی اعظم عالم اسلام مصطفیٰ خان بریلوی

منقبت شریف

در شانِ غوثِ الاعظم دستگیرا

آستان ہے آپ کا حاجت روا غوثِ حبلی
اک نظر ہو صدقہ مشکل کشا غوثِ حبلی

از طفیل خواجہ ہندالولی اک عرض ہے
بخشوا دیجیئے اب میری ہر ملک خطا غوثِ حبلی

آپ ہیں محبوبِ سبحانی خدا کے فضل سے
آپ کی محبوبیت ہے ہر اک ادا غوثِ حبلی

بھیک ملتی ہے ولایت کی اسی دھلیز پر
اولیاء جب آپ کے ہیں زیر پا غوثِ حبلی

حاضری مقبول میری ساتھیوں کے ساتھ ہو
مختصر ہے معتبر ہے مدعا غوثِ حبلی

پاشہ بغداد! سن لو قطب کی بہر خدا
دے رہا ہوں آپ کے در صد غوثِ حبلی

یہ منقبت سرکارِ غوثِ پاک کے عرسِ اقدس پر حاضری کے موقع پر خواجہ غلام قطب الدین قطب نے کہی۔

مُنَاجَات

حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

(در بیان احتیاط سیفی افتادہ است)

ستار توتی پوش علیہم کبرم
 کہ خلق جہاں بسے محتاج ترم
 دہر کہ نظر کنم یہ بنیم ہنرے
 جز عیب نہ بینم چو بخود نگرم
 بیگانہ ز حسد اصم و از تقویٰ دو
 دام بفریب نفس و شیطان مغرور
 سراقہ ممت قہ عصیان و فجور
 لیکن تو رحیمی و کریمی و غفور
 گفتم ز سر قیاس بے ہودہ بسے
 کروم ز گناہ آنچہ نہ کردہ است کے

القصدہ ندارم اندریں ورطہ جہل!

جز لطف و عنایت تو فریاد سے!



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

- ۱- يَا سَيِّدُ مُحِي الدِّينِ أَمْرُ اللَّهِ -
- ۲- يَا شَيْخُ مُحِي الدِّينِ فَضْلُ اللَّهِ -
- ۳- يَا أَوْلِيَاءُ مُحِي الدِّينِ أَمَانُ اللَّهِ -
- ۴- يَا مُسْكِينُ مُحِي الدِّينِ نُورُ اللَّهِ -
- ۵- يَا غَوْتُ مُحِي الدِّينِ قُطْبُ اللَّهِ -
- ۶- يَا سُلْطَانُ مُحِي الدِّينِ سَيْفُ اللَّهِ -
- ۷- يَا خَوَاجَةَ مُحِي الدِّينِ فَرْمَانُ اللَّهِ -
- ۸- يَا مَخْدُومُ مُحِي الدِّينِ بُرْهَانُ اللَّهِ -
- ۹- يَا دُرُّ وَيْتِشُّ مُحِي الدِّينِ آيَاتُ اللَّهِ -
- ۱۰- يَا بَادِشَاهُ مُحِي الدِّينِ غَوْتُ اللَّهِ -
- ۱۱- يَا فَقِيرُ مُحِي الدِّينِ مَشَاهِدُ اللَّهِ -

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ خَيْرَ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ
وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا بَارِكَا كَثِيرًا كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

نعت شریف

کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
 اُج نیماں لایاں کیوں جھڑیاں
 وَأَشَدُّ وَبَدِيءٍ أَمِنْ دَفْرَتِهِ
 نیماں دیاں فوجاں مہر چڑھیاں
 مٹھے چمکے لاٹ نورانی اے
 مخمور اکھیں ہن مدبھریاں
 جسیں لوتوں ناک مڑہ دے تیر چھٹیاں
 چٹے دند موتی دیا ہن لڑیاں
 جاناں کہ جانِ جہاں آکھاں
 جس شان توں شانیں سب بنیاں
 بصورت ظاہر صورت تھیں
 وچ دت پھٹیاں جد گھڑیاں
 توبہ راہ کہ عین حقیقت دا
 کوئی ویر لیاں موتی لے تریاں
 رہے وقت نزع تے روزِ شر
 سب کھوٹیاں تھیں تدکھریاں
 فَتَرْضَىٰ بِوَرَىٰ آسِ اسَا
 وَاشْفَعُ شَفَعُ صِيحِ پُھیاں
 من بھا نوری جھلک دکھاؤ سخن
 مَا أَحْسَنَكَ مَا أَكْمَلَكَ
 گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

اُج سیک مہراندی ودھیری اے
 لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
 الطَّيْفُ سَرِيٌّ مِنْ طَلْعَتِهِ
 فسکرت ہنا من نظر تہ
 مکھ چند بدر شمعانی اے
 کالی زلف تے اکھ مستانی اے
 دو ابرو قوس مثال دین
 لبساں سرنج اکھاں کہ لعل من
 اس صورت نوں میں جان اکھاں
 سچ آکھاں تے رب دی شان اکھاں
 ایہہ صورت ہے بصورت تھیں
 بے رنگ دے اس صورت تھیں
 دے صورت راہ بے صورت دا
 پر کم نہیں بے سو جھمت دا
 ایہا صورت شالا پیش نظر
 وچہ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گزر
 يُعْطِيكَ رَبُّكَ وَأَسْأَلُ
 لچپال کر لسی پاس اسان
 لاہو مکھ توں من خطط بُردِ یمن
 سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَحْبَبْنَا
 کتھے مہر علی کتھے تیری شہ



فیضانِ مہرِ علی شاہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیر کا مسل صورتِ ظلّ الہ
یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا

مہر علی شاہؒ مہراں والیاں سائیاں نظر مہر دی پاویں
دل دے جلوہ نور زلفِ دامتِ آں مٹاویں
ایہ صورتِ شالا پیشِ نظر رہے وقت نزع تے روزِ محشر
جاواں صدقے میں سوہنیاں زلفاں توں
جوہینِ بزلیاں ساریاں مسکاں توں
واہ وا پیر مہر علی شاہؒ عالی شان تیرا دربار آ
دنیا تیرے قدماں اُتے ہوندی پئی نثار آ
تو سخی تیرا سخی دربار ہے !
ہو نظر تیری تو اشرفِ دا بیڑہ پار ہے

کتھے مہر علیؒ کتھے تیری شنا
گستاخ اکھیں کتھے جاڑیاں !
اے غلام بے نوا تو ایک نہیں ان کا گدا
فیض یاب ہوتے ہیں ان سے شاہِ دگدا

یہ فیض ہندولی ہے یہ فیض غوثِ جلی
خوشا نصیب کہ ہم ہیں غلامِ مہرِ علی

جو تمہارے فقیر ہوتے ہیں
آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

پیر صاحب گولڑہ شریف

ایک تعارفی مضمون تاجدار گولڑہ شریف

دربار عالیہ گولڑہ شریف

اللہ کے پیاروں کی رحمت کی بستی ہے اور محبت و سکون کی پُر نور وادی ہے۔ راولپنڈی سے تقریباً گیارہ میل کے فاصلے پر شمال مغرب کی جانب واقع ہے یہ خطہ پوٹھوار کا ایک مشہور و معروف قدیمی اور تاریخی قصبہ ہے جو پختہ سڑک کے ذریعے راولپنڈی، اسلام آباد دارالحکومت سے ملایا گیا ہے۔ اور انہی پختہ سڑکوں کے ذریعہ پشاور تا کراچی رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ اور ریلوے کا مشہور جنگش ہے۔

دربار عالیہ گولڑہ شریف

گولڑہ شریف اللہ والوں کی محبت بھری نورانی وادی ہے۔ یہاں جو بھی پھول کھلتا ہے اس نے رشد و ہدایت کے اس گلشن سے مہکنا سیکھا ہے۔ جس کی خوشبو جنت الفردوس اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگرہی مدینہ منورہ کے سرخزاروں سے آتی ہے۔ اس وادی میں جو ہوا چلتی ہے اس میں مدینہ منورہ اور بغداد شریف کی خاک کے ذروں کا رچاؤ ہے۔ اس بستی کی شبنم آلود صبحوں کے حسن میں خدا کی اُن محبوب و مقبول بندوں کے چہروں کی تازگی شامل ہے جنہوں نے اس خطے کو جمالِ مصطفویؐ سے آراستہ کیا ہے۔ اس شہر خوبیاں کو گولڑہ شریف نگرہی حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی کہا جاتا ہے۔

دربارِ عالیہ گولڑہ شریف

اگرچہ اللہ والوں کی ایک چھوٹی سی بارونق آبادی کو گولڑہ شریف کہتے ہیں، لیکن گولڑہ شریف کے مکینوں کی نظر گنبدِ خضرا پر ہو اور سلینوں کی کشادگی بغداد شریف تک ہو اس کی خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ۔ اس کی اغوش میں غوثِ زمان قطبِ دوراں حضرت قبلہ عالم سیدنا پیر علی شاہ گیلانی قدس سرہ العزیز اور جناب مستطاب حضرت تقدس مآب، زبدۃ السالکین، قدوة العارفین صوفی کابل و پیر اکمل سیدنا پیر غلام محی الدین دامت برکاتہم اسودۃ الحدیث میں۔

اللہ کے ان محبوب و مقبول دوستوں کی خاک پا کے طفیل اس بستی کو یہ اعزاز ملا ہے کہ اس کی فضاؤں میں سکون قلب کا ایک ایسا احساس ہے کہ دلوں کا اضطراب ختم ہو جاتا ہے۔ اس بستی کے شبِ روزِ ذکر و فکر، محفلِ میلاد، محفلِ گیارہویں شریف کی محفلوں سے سجے ہوئے ہیں۔ اس بستی میں معرفتِ الہی کا چشمہ رواں ہے اس کا ایک ہی جرمِ روح کی تشنگی دینے کے لئے کافی ہے۔

دربارِ عالیہ گولڑہ شریف

اللہ والوں کی اس نگری کو مکانات تک محدود رکھنا اور اس کی وسعت کا بالحاظ آبادی کا تقابلاً کرنا انتہائی نامناسب بات ہے۔ کیونکہ یہ جنتِ مہرہ وادی ہے جسے عرفِ عام میں "گولڑہ شریف" کہا جاتا ہے۔ بہت خوش بخت وادی ہے جو اعلیٰ حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کے نام مبارک سے مشہور و معروف ہے۔ البتہ ان کے آستانہ فیض رساں سے فیامت تک یہ فیض عقیدت مندوں اور مریدوں کے لئے جاری و ساری رہے گا۔ جس کسی نے اب تک

پایا یا کبھی پائے گا۔ وہ انہی کے دربارِ گہر بارہ سے پائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے صدقے میں دے گا۔ ورنہ قیامت تک خاسر و محروم اور اگر کوئی بد نصیب و بد قسمت اس پناہِ ملائکہ کو چھوڑ کر دُنیا و آخرت کی کسی حصولِ فلاح کا دعویٰ کرے تو وہ کذاب و دجال ہے۔

نگاہِ مرشدِ کامل سے عشقِ مُصطفیٰ حاصل
خدا کا قرب دیتی ہے محبتِ پیرِ خانے کی
عرشِ بریں کی خلوتِ محبوب کی قسم
فیضِ رسولِ پاکؐ ہے فیضانِ اولیاء
مفضل ہے پاکِ حضرتِ خیر الانام کی
بائیں ہر طرف صدائیں صلوة و سلام کی
دربارِ مُرشدی میں فیضانِ مُصطفیٰ
خیراتِ بٹ رہی ہے محمدؐ کے نام کی۔

دربارِ عالیہ گولڑہ شریف

راولپنڈی سے تقریباً گیارہ میل کے فاصلے پر مارگلہ کی پہاڑیوں کے دامن میں ایک قصبے کا نام گولڑہ شریف ہے۔ جو غالباً وہاں کے قدیمی باشندوں گولڑہ قوم کے باعث اس نام سے موسوم ہے۔ سلطنتِ خدادادِ پاکِ ستان کا دارالخلافہ اسلام آباد ہے اس قصبے کی مشرقی حدود کے ساتھ واقع ہے۔ اُن دنوں یہ جگہ سکھوں کی عملداری میں سکھ قلعہ دار کا صدر مقام تھی۔ سکھوں کی تحصیل و قلعہ کے کھنڈرات و آثار اب تک موجود ہیں۔ آج کل یہاں ریلوے جنکشن، تھانہ پولیس، ہسپتال، ڈاکخانہ، تارگھر، ٹیلیفون آفس وغیرہ بن چکے ہیں۔ اور راولپنڈی اسلام آباد سے پختہ سڑکوں کے ذریعے یہ علاقہ بلا ہوا ہے جن پر سرکاری موٹر بسیں، ویکنیں، سوزوکیاں اور ریل گاڑیاں

مسافروں اور زائرین کی آمد و رفت کا ذریعہ ہیں۔
 یہ عروج اس قصبے کو اللہ تعالیٰ نے دربارِ عالیہ غوثیہ چشتیہ مہریہ کی وجہ سے
 بخشا ہے۔ جو منبع برکات ہونے کے باعث مرجع خلائق ہے۔
 پہلے اس علاقہ پر افغانوں کا قبضہ تھا۔ آٹھارہویں صدی عیسوی کے آخر میں احمد شاہ ابدالی
 کے انتقال پر رنجیت سنگھ نے (جو افغانوں کی طرف سے پنجاب کا صوبیدار تھا) خود مختاری کا اعلان کر دیا اور پنجاب کے ساتھ اس علاقے کو بھی اپنی عملداری میں
 شامل کر لیا۔ حضرت پیر سید روشن دین شاہ اور پیر سید رسول شاہ کے مزارات
 آستانہ عالیہ کے شمال کی طرف ایک چار دیواری میں زیارت گاہِ خلو ہیں۔
 میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔
 میں نیواں میرا مرشد اُچاتے میں اُچیاں د سنگ لائی
 صدقے جاواں اینہاں اُچیاں تھیں جہناں نیویاں نال نبھائی

توں بیلی سیں سب جگ بیلی ان بیلی بھی بیلی
 سبناں باجھ محمد بخشا آج سبھی پٹی توہلی
 راتیں ستیاں نیند نہ آندی لے
 خواہر پیر مہر علی شاہ جی

تساڈی یاد پیٹی سدا ستاندی لے
 راہ تیرا میں تکی رہندی محل اُچتے چڑھ کے
 یاد بہتی کاہلی پاوس روداں اندر وڑھ کے

آج ٹر چلے دلدار وطنوں چکٹ مہاراں
 اُجڑی نگری نظری آوے کند دتی جد یاراں
 قصبہ گولڑہ شریف میں ایک رات شادی کے موقع پر لڑکیوں نے پنجابی زبان
 میں گیت گاتے ہوئے یہ شعر پڑھا۔

اُچی ڈھکی گھر سامنے میری ڈاڈھے نال پریت

نال توڑی ، ملاں توڑساں نال توڑن دی ریت
گرمیوں کا موسم تھا آپ بالاخانہ کی چھت پر شغل و ذکر الہی میں محو تھے
کہ یہ شعر سن کر وہ جہد ہو گیا۔ شادی والے گھر میں خبر پہنچی تو لڑکیاں رات
گئے اسی شعر کا تکرار کرتی رہیں۔ جب آپ نے دُعا دے کر منع فرما بھیجا تو انہوں
نے گانا بند کیا۔

رات اندھیری گھمن گھیری دریا ٹھاٹھاں مائے
ادہ کی جانن سارا ساڈا جھیرے رہن کنائے

بہت کچھ ان کو جو سمجھتے ہیں وہ بھی کیا سمجھتے ہیں
کوئی ان کو سمجھ سکتا نہیں اتنا سمجھتے ہیں

نہ علم و فضل میں نہ جہت و کلاہ میں ہے
جو بات اہل محبت کی اک نگاہ میں ہے

میاں محمد بخش عارف کھڑکی شریف فرماندے ہیں

قلب میرے نون جن در چڑھیا کنجی سایاں تھ تیرے
نام مولا توں لاه پھڈ جن در تو لگے تن میرے



حضرت صاحب کے فرامین

اعلیٰ حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک کو آسمانی کتاب (قرآن مجید) کے مطابق ہدایت کرے ! اور مرید کہلانے کا مستحق وہی شخص ہے جو بہ حسب ہدایت پیر صاحب عمل کرے ۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس شخص کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ (مملفوظات غزالی)

در بارہ عالیہ چشتیہ کے اوصاف

سلسلہ چشت اہل بہشت کے جملہ بزرگانِ کرام معنی جہالیات کے ساتھ حسن ظاہری سے بھی مالا مال ہوئے اور ان کے باہمی تعلق اور نسبت میں نظر پاکبان کا بھی ایک غالب عنصر شامل ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے حسین و جمیل قطبِ وقت غوثِ زمان ہو گزرے ہیں۔ آپ نے مجدد کی حیثیت سے بھی علم و عرفان کو زندہ و تابندہ کیا۔ اعلیٰ حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ ۲

کے بایں میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے خط کے دوران اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہیں جو پیش نظر مقصد کے لیے کھٹکھٹایا جائے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ فرماتے ہیں

مہر ہے ساری علیٰ نودی شک نہ رہیا اک ذرہ

تائیں اوہ پیاں دسریاں سانوں ماہی والیاں ٹاہلیاں
حضرت عنوث الاعظم کے فیوض و برکات کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے
ہے جو ہر تنزیہہ عین تشبیہ جمع حق شہود ہے
کرم کیتا عنوث اعظم اپنے سردیاں والیاں

سگ درگاہ جیلاں شوچوں خواہی قرب ربانی

کہ بر شیراں شرف دار دسگ درگاہ جیلانی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پتودھویں صدی کا مجدد بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کا اہم عدد

ابجد کی رو سے حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اعداد ۷۸۶ نکلتے ہیں۔ جو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے اعداد بھی ہیں۔

نیز آنجناب کے متذکرہ بالا اسم گرامی سے اگر بطریق جعفر حروف می، الف اور ہ کو جو مسکّر آتے ہیں حذف کر دیا جائے تو ۷۷۷ (سات سو ستر) اعداد رہ جاتے ہیں جو مجدد قرن رابع عشر (پتودھویں صدی کا مجدد) کے حروف مکررہ ۵۷۷-۷۷۷ حذف کرنے کے بعد حروف کے اعداد ہیں۔

✘

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیر کابل، صورتِ ظیلِ الہ
یعنی دیدِ پیر، دیدِ کبریا
جو بھی تریسے فقیر ہوتے ہیں
آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

حیات

پیر علی شاہ کیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

حالاتِ زندگی

قدوة العارفين، برهان الواصلين، عارف باللہ فنا فی اللہ حضرت قبلہ
خواجہ پیر سید ہر علی شاہ کیلانی نور اللہ مرقدہ
تاجدارِ اعلیٰ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

حسب ارشاد

آفتابِ شریعت مہتابِ طریقت
غلامِ محی الدین بابو جی
جناب پیر خواجہ

مسند آرائے آستانہ عالیہ چشتیہ غوثیہ گولڑہ شریف

تالیف

خاکپائے اولیاء: ملک محمد اشرف نقشبندی قادری چشتی

وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ

تعارف !

حضرت سید پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی

خطہ پوٹھوار کے بلند پایہ فقیہ اور حبیب عالم دین

حضرت قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے اولیاء و مشائخ کرام میں آپ کو ایک انتہائی مقام حاصل ہے۔ آپ کی ۷۹ سالہ زندگی ۱۸۵۹ء تا ۱۹۳۷ء کے دوراں جس میں سے تقریباً ۴۸ برس کا عرصہ آپ نے خلق خدا کی رشد و ہدایت میں صرف فرمایا۔ لاکھوں تشنگان علم و روحانیت آپ کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہوئے۔

آپ کے علمی و روحانی کمالات کا ہر مکتبہ فکر نے یکساں اعتراف کیا۔ کامل توازن و اعتدال مسلک، ہر معاملہ میں مکمل پابندی، شریعت اور اُمت مسلمہ میں اتحاد و یگانگت کے لئے آپ کی مساعی جمیلہ آپ کے خصوصی امتیازات ہیں۔ نظریہ وحدت الوجود پر آپ کو فقید المثال دسترس حاصل تھی۔ قادیانیت کی بروقت تردید اور اس کے مؤثر سد باب میں آپ نے ایک معرکہ الآرا اور تاریخی کردار ادا کیا۔

اولیاء کرام اور علماء اسلام کی تعداد ان گنت ہے۔ جنہوں نے دین اسلام کی آبیاری اپنے خون جگر سے کر کے کفر کے اندھیروں کو صیاب ابد بخششی تابناک روشنی جس سے آج گم گشتہ انسانیت صراطِ مستقیم پر چل رہی ہے۔ اس میں بزرگان

دین کا خونِ جگر شامل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد وحی کی آمد کے بند ہونے کا سلسلہ نبوت تو موقوف ہو گیا مگر تبلیغ اور رشد و ہدایت کا سلسلہ مشیت ایزدی کے مطابق بزرگانِ دین اولیاءِ عظام کے توسط سے ہر دور میں جاری و ساری رہا۔ یہی رشد و ہدایت کا سلسلہ خطبہ پوٹھوار کے خاندانِ سادات کے ایک فرد فرید قطبِ دوراں حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی ذاتِ والا صفات میں جو مہر لصف النہار ہے کو بلند یوں پر پہنچتا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ ایک بلند پایہ فقیہہ ثانیہ کا آغاز ہوا۔ آپ میں شاعرانہ صلاحاتیں خداداد تھیں۔ برجستہ شعر کہنا آپ کے لئے ایک معمولی امر تھا۔ عالم کیفیت میں جو آپ حمد اور مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اشعار کہے۔ جو ابد کے لئے خزانہ عظیم ہیں

نہ کام ہو سکا جس کا کوئی زمانے سے
وہ شاد کام اٹھا تیرے آستانے سے

تجھلے شیخ قرآن حق نے وہ انوار بخشے ہیں
ہزاروں کے دلوں میں بھر گئی ہے جس کی تابانی
نگاہِ ناز چسے آشتاء راز کرے
وہ اپنی خوبی قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے
اوروں کو تو جو کچھ بلا مقدر سے بلا
مجھ کو تو مقدر بھی تیرے در سے بلا



اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَأَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ
وَأَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ

خبردار! بیشک اللہ کے دستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمزدہ ہونگے (القرآن)

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

سراج حیات

فَإِنِّي فِي اللَّهِ بِأَقْبِ بِاللَّهِ آيَةٌ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ
شيخ العلماء العارفين وقدام الفضلاء الكاملين قطب الاولياء
سراج الواسلين، سلطان الفقراء، خواجہ خواجگان، قطب دُوران
عارف زمان، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بانی تحریک ختم نبوت
اعلیٰ حضرت

خواجہ
سیدنا پیر مہر علی شاہ مجدد

نور اللہ سرتہ گولڑہ شریف

ولادت ۱۲۷۵ھ وصال ۱۳۵۶ھ

اٹھارہویں صدی عیسوی برصغیر کے مسلمانوں کے لیے بڑا المٹاک اور پیر آشوب دور تھا
اس نازک دور میں سلطنت مغلیہ کے چراغ کو بجھانے اور یہاں سے مسلمانوں
کے وجود کو ختم کرنے کے لیے انگریز اور ہندو دوسری اسلام دشمن طاقتوں

کے ساتھ مل کر شامل ہو چکے تھے۔ ہندوؤں نے داخلی طور پر اسلامی مملکت کی سازشوں سے کمر توڑ دی تھی۔ تو ایک عظیم سازش کے تحت انگریز ہندو کے خفیہ تعاون سے یہاں سوداگر بن کر داخل ہو چکا تھا۔ اور پھر جب انگریز کی سازش آشکار ہوئی تو برصغیر پر انگریز حکمران بن چکے تھے۔ انگریز اس ملک پر قیامت تک قبضہ نہ کر سکتا تھا اگر داخلی اور خارجی طور پر مسلمانوں کے خلاف منظم سازش نہ کی جاتی مسلمانوں کی حکومت ختم نہ ہو سکتی تھی۔ اگر اس ملت بیضاء میں غدار اور وطن فروش سازشوں کے ساتھ مل نہ جاتے۔

کیوں — اس لیے نہیں کہ مسلمان ایک بہادر قوم ہے کیونکہ اگر بہادری ہی کو معیار قرار دیا جائے اور دنیاوی میزان پر طاقتوں کو تولا جائے تو مادی لحاظ سے قوی ہوگا۔ وہ فاتح ہوگا لیکن مسلمان جو ہمیشہ اپنی روحانی طاقتوں سے مالا مال رہا ہے جو ہر میدان میں قوتِ بازو سے زیادہ قوتِ پروردگار سے کو داتا مسلمانوں کے پاس خداوند قدوس کی قوت ہے قرآن اور رسولِ خدا کی قوت اور اسے ہر دور میں ولیوں، بزرگوں اور پیشواؤں کی دعائیں حاصل ہیں۔ اگر کبھی وقتی طور پر اپنی کسی خامی کی بنیاد پر ہار بھی گیا تو اس کی شکست عارضی ثابت ہوئی اور پھر ایک ایسا دور آیا کہ مسلمانوں نے اپنی شکست کا بدلہ ضرور لیا۔

یہی کیفیات برصغیر میں بھی مسلمانوں کے ساتھ پیش آئیں۔ اپنوں کی عناداری اور بیرونی سازشوں نے مسلمانوں کو انگریزوں کا غلام بنا دیا لیکن انگریز کے خلاف نفرت کا لاوا پختا رہا اور آزادی کی تڑپ اس عظیم قوم کو تڑپاتی رہی۔ شمع آزادی کے روشن کرنے والوں میں جہاں بہت سے ناک آتے ہیں۔

علماء و صلحاء و کلا، دانشور غرضیکہ ہر طبقہ خیال تحریک آزادی میں اپنی اپنی بساط کے مطابق کام کرتا رہا ہے۔ انہی دانشوروں، بزرگان دین اور شمع آزادی کے متوالوں کی صف میں ملک کی ایک مقتدر شخصیت اور روحانی پیشوا جناب خواجہ خواجگان اعلیٰ حضرت الحاج پیر سیدنا مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز بھی پیش پیش تھے

آپ کے زیر اثر پنجاب اور گرد و نواح کا سارا علاقہ تھا۔

حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی نے مسلمانوں کو ہندوؤں کے گٹھ جوڑ سے الگ کر کے علیحدہ آزادی کے لئے تیار کیا۔ آپ کی بلند شخصیت کے تحریک آزادی کے ہم نوا بننے کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کے قصر شاہی میں زلزلے کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ انہوں نے اپنے نمائندوں کے توسط سے آپ کو بڑی بڑی جاگیروں کی پیشکش کی۔ لاکھوں اور کروڑوں کا لالچ دیا۔ لیکن آپ نے پائے حقارت سے ان تمام دنیاوی پیشکشوں کو ٹھکرا دیا۔ آپ کو لندن میں خصوصی طور پر جارج پنجم کی مسند نشینی کے موقع پر دعوت دی گئی لیکن آپ نے اسے بھی قبول نہ کیا۔

آپ نے جاگیر کی پیشکش کے جواب میں فرمایا وہ آبِ زبر سے تائیرخ کے ادراق میں ثبت کرنے کے قابل ہے۔

”ہمیں حکومت کی جانب سے پیش کردہ کسی جاگیر کی ضرورت نہیں۔ بلکہ مشرق و مغرب، شمال و جنوب سارا جہاں ہمارے جدِ امجد سیدنا غوث الاعظمؒ کی جاگیر ہے جو ہمیں وراثت میں ملی ہوئی ہے۔“

انہی مقدسین کے خلوص اور اسلام پسندی کا نتیجہ تھا کہ آخر ایک روز انگریز کو اس ملک سے بوریالتر باندھ کر کوچ کرنا پڑا اور مسلمان آزادی کی نعمتوں سے مالا مال ہوئے۔

اس روشن حقیقت کو لاکھوں یردوں میں بھی نہیں چھپایا جاسکتا کہ سرزمین گولڑہ شریف وہ سرزمین ہے جہاں سے توحید رسالت کی ضیاء پاشیوں سے سرزمین مملکت خداداد پاکستان کا قریہ قریہ منور و تاباں ہوتا ہے۔ یہ گولڑہ شریف جہاں سے ردحائنت کے چشمے پھوٹتے ہیں ان روحانی فیوض و برکات کا سرچشمہ حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی ذات گرامی تھی جن کا مزار پر انوار رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لئے رشدِ ہدایت کا مرکز و منبع رہے گا۔ اعلیٰ حضرت کئی ہمیش بہا خوبہوں کا مخزن و منبع تھے۔ اپنے علم و فضل، رشدِ ہدایت

دریافت کے اعتبار سے غیر معمولی شہرت کے مالک تھے۔ آپ کی سوانح حیات اور حالات زندگی جو مجھے میسٹر آئے قارئین کرام کے لیے تحریر ہیں۔ تاکہ آپ کی ذات والا صفات کا مزید تعارف ہو سکے۔

آپ کا سلسلہ نسب

اے وہ کہ تیرا نانا نبی صلی علیہ ہے
اے وہ کہ تیرا دادا علیؑ شیر خدا ہے

علیؑ بابا نبی نانا سخاوت ہو تو ایسی ہو
چلے خنجر کرے سجدہ عبادت ہو تو ایسی ہو۔

حضرت خواجہ قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ جبیلانی، رزاقی، قادری، چشتی نظامی، صابری اور حنفی تھا۔ جبکہ حضرت کا سلسلہ پچیس واسطوں سے جناب پیران پیر دستگیر، محبوب سبحانی قطب ربانی، شہباز لامکانی غوث صمدانی سیدنا شیخ عبد الفتاح اور جبیلانی قدس سرہ العزیز اور چھتیس واسطوں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ جو کہ بالتحقیق حسنی طریقت کے لحاظ سے آپ غوثیہ چشتیہ اور قادریہ سلسلہ رکھتے ہیں۔ آپ اولیاء کبار اور شائخ عظام میں ایک بلند مرتبہ کے مالک ہیں۔ حضرت قبلہ عالم کی والدہ ماجدہ بھی اسی خاندان گیلانیہ رزاقیہ سے تھیں۔ سیدنا حضرت پیر مہر علی شاہ جناب غوث الاعظم جبیلانی شہنشاہ بغداد کے منجھلے بیٹے سید تاج الدین عبدالرزاق قدس سرہ العزیز کی اولاد میں سے تھے۔

جن کا سلسلہ طریقت قادریہ رزاقیہ مشرق و مغرب میں پھیلا ہوا ہے۔

سیدنا عبد الرزاق اپنے وقت کے مشائخ کبار میں سے ہوئے ہیں۔

آپ مفتی عراق کے نام سے مشہور تھے۔ سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ کی نانی صاحبہ

حضرت پیر سید جمال الدین شاہ بخاری مخدوم جہانیاں اور چ شریف کی اولاد میں

سے تھیں۔ اس بناء پر آپ نجیب الطرفین سید ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔

آپ مادر زاد ولی اور قطب دوراں تھے۔ ولایت کی علامتیں بچپن ہی سے آپ

کے چہرے پر نور پر ہویدا تھیں۔ آپ کی روشن پیشانی سے انوار و برکات کی

تجلیات پھوٹی تھیں۔ آپ کے چہرہ مبارک پر نگائیں پڑتے ہی انسان ایک خاص

جذبہ عشق سے بس دیکھتا ہی رہ جاتا۔

آپ کی علمی، روحانی صفات کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ آپ کا وجود قالب

حیات میں بھی ایک نعمتِ عظمیٰ کا درجہ رکھتا تھا۔ شریعت، طریقت اور معرفت

میں آپ کی مثل کوئی نہ تھا۔ اور مشائخ عظام میں بہت کم نظیر ملتی ہے اور

وصال پاک کے بعد سے تادم امروز بھی لاکھوں عقیدت مند سوالی اپنے اپنے

کشکول بھر بھر کے لے جاتے رہے ہیں۔ اور لے جا رہے ہیں، اور یہ چشمہ فیض

تا قرب روز جزا جاری رہے گا۔

۷

ہزاروں سال نرگس اپنی بے لوری پہ روٹی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ و پیدا



حضرت صاحب کا خاندان

قبل ازیں پچھلے صفات میں ذکر کر چکا ہوں کہ آپ سترہویں پشت کے ایک نامور بزرگ حضرت شاہ تادرتیص رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف سے ہندستان تشریف فرما ہوئے اور کافی عرصہ بنگال و عنبرہ میں تبلیغ دین فرما کر قصبہ ساڈھورہ ضلع اربالہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الانبیاء میں آپ کے حالات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ پیران محبہ شاہ مقیم کی اولاد میں سے ہیں۔ اور آپ کی نانی صاحبہ حضرت مخدوم جلال الدین اوریچ شریف والوں میں سے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

میں صدقے جاواں خواجہ خواجگان سیدنا پیر مہر علی شاہ توت
نام اچھا۔ کام اچھا۔ اخلاق اچھا ہے لہجہ پال سید

لہجہ پال پریت نون توڑے نسیں
جدھی ہاتھ پھڑے پھر چھوڑے نسیں

علم کے مہر درخشاں چل دیئے
فقر کے خود شیدا باں چل دیئے



ولادتِ باسعادت ؟

زمین پر عرشِ بالا کے نشان معلوم ہوتے ہیں
علیؑ کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت قبلہ عالم خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہ صاحب گیلانی قدس سرہ العزیز
کی تاریخ ولادت یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۲ اپریل ۱۸۵۹ء
بروز سوموار راولپنڈی سے گیارہ میل دور واقع گولڑہ قصبہ میں اس عالم میں
نشرف لائے۔ پیدائش کے وقت آپ کے قلب اور زبان کی جنبش سے
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی آواز پیدا ہوئی۔ آپ کی پیدائش سے قبل ہی آپ کے
بزرگوں کو بشارتیں مل چکی تھیں۔

آپ کا پیدائشی نام مہر منیر تھا لیکن آپ مہر علی کے نام سے مشہور ہوئے
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بھی بروز سوموار کو ہوئی تھی۔
خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ نے پیدائش کے ساتھ ہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سے اپنی نسبت قائم کر لی۔ یعنی اللہ کریم غفور الرحیم نے حضرت خواجہ
سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ نسبت عطا فرمادی۔

حضرت صاحب کی پیدائش سے قبل ایک عمر رسیدہ مجذوب خالقاہ
شرفیت میں آکر مقیم ہو گئے اور آئندہ پیدا ہونے والے مقبولِ خدا کی زیارت
کا ذکر کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت تولد ہو تو یہ مجذوب حرم سرٹ ڈیوڑھی میں پہنچے
اور آپ کو باہر منگوا کر ہاتھ پاؤں چومے اور رخصت ہو گئے۔ سچ ہے مقبولانِ خدا بنتے نہیں
بنائے جاتے ہیں۔

شجرۂ نسب

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ لور کا
تو ہے عین لور تیرا سب گھرانہ لور کا

حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ جیلانی رزاقی قادری پشتی نظامی و صابری حنفی
قدس سرہ کے نسب پاک کا سلسلہ پچیس^{۲۵} واسطوں سے حضرت عوث^۲ الاظم اور چھتیس^{۳۶} واسطوں
سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ اس کی تفصیل جو کہ مخازن^۱ النسب
مصنف میر عبدالحق ابن میر سیف الدین قادری و خاندانی شجرہ جاتِ قلمیہ درج ذیل ہے۔

سید مہر علی شاہ ابن سید نذیر شاہ ابن سید غلام شاہ ابن سید روشن دین شاہ ابن سید عبد الرحمن نقوی
ابن سید عنایت اللہ شاہ ابن سید عنایت علی ابن سید فتح اللہ ابن سید اسد اللہ ابن سید فخر الدین ابن
سید احسان ابن سید دگاہی^{۱۱} ابن سید جمال علی ابن سید محمد جمال^{۱۲} ابن سید ابی محمد^{۱۵} ابن سید میراں محمد
کلاں ابن سید میراں شاہ قادر قمیص سادھوری ابن سید ابی الحیات ابن سید تاج الدین ابن
سید بہاؤ الدین ابن سید جلال الدین ابن سید داؤد^{۲۲} ابن سید علی^{۲۳} ابن سید ابی صالح^{۲۴}
ابن سید تاج الدین ابو بکر عبد الرزاق ابن سیدنا عوث^۲ الاظم میراں محی الدین ابی محمد عبد القادر
جیلانی ابن سید ابو صالح ابن سید عبد اللہ حبیبی ابن سید یحییٰ ابن سید موسیٰ الجون
ابن سید عبد اللہ محض ابن سید حسن منشی ابن سیدنا امام حسن المجتبیٰ ابن سیدنا
علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہم اجمعین

حضرت قبلہ عالم کی والدہ ماجدہ بھی اسی خاندان گیلانی رزاقیہ میں تھیں
جن شجرہ شریف مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت معصومہ^۱ موصوفہ بنت سید بہادر شاہ ابن شیر شاہ ابن سید چراغ شاہ

ابن سید امیر شاہ ابن سید عبداللہ شاہ ابن سید مبارک شاہ ابن سید
 حسین شاہ ابن سید امیر شاہ ابن سید محمد مقیم شاہ ابن سید عبدالموالی
 ابن سید نور شاہ ابن سید لعل بہاؤ الدین المعروف بہ ساول شیر قادری سکنہ
 حجرہ شاہ مقیم ضلع قصور ابن سید محمود ابن سید علاؤ الدین ابن سید
 مسیح الدین ابن سید صدر الدین ابن سید ظہیر الدین ابن سید
 شمس العارفین قادری ابن سید مومن ابن سید مشتاق ابن
 سید علی ابن سید ابی صالح نصر ابن سید تاج الدین ابوبکر
 عبدالرزاق ابن سید ناعوث الاعظم محی الدین ابی محمد عبدالقادر
 جمیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔

آنجناب کا رشتہ ازدواج بھی اسی خاندانِ عالیہ میں یعنی آپ
 کی والد ماجدہ کے عم زاد بھائی سید پیر چراغ علی شاہ صاحب
 کی صاحبزادی سے ہوا۔ یہ خاندان حجرہ شاہ مقیم سے نسل مکانی
 کر کے حسن ابدال ضلع اٹک میں آباد ہو چکا تھا۔

دَمِ مَسِيرِ اِلْعَسْلِ پَاك

بہاول شیر قلمند

حضرت صاحب کے والدین کریمین

بارھویں صدی ہجری میں شاہ قادر قمیص رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے دو حضرات سید روشن دین شاہ صاحب اور سید رسول شاہ صاحب برادران حقیقی نے ساڈھوہ سے حجاز مقدس اور عراق سے ہوتے ہوئے واپسی پر گولڑہ شریف میں سکونت اختیار فرمائی۔

حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سید روشن شاہ صاحب کے پوتے سید نذر دین شاہ صاحب کے فرزند ارجمند ہیں، جو کہ نہایت صالح، متقی اور پرمیتر ولی اللہ تھے۔ حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کے والد ماجد کا نام نامی پیر سید نذر دین شاہ صاحب عرف حضرت اجی صاحب تھا، حضرت پیر سید روشن دین شاہ صاحب کے صاحبزادے پیر سید غلام شاہ صاحب کی شادی اپنے چچا پیر سید رسول شاہ صاحب کی صاحبزادی اور پیر سید فضل حسین شاہ صاحب کی ہمشیرہ سے ہوئی تھی اس رشتہ سے پیر سید نذر دین شاہ تولد ہوئے۔ جو حضرت قبلہ عالم کے والد بزرگوار تھے۔ آپ حضرت اجی صاحب کے نام نامی سے مشہور خلائق ہوئے۔ آپ کی ولادت ۳۵-۱۲۳۲ ہجری یعنی ۱۸۱۵ء میں بمقام گولڑہ شریف میں ہوئی۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ حضرت اجی صاحب نے اپنے بلند اقبال اور قطب مدار نور نظر حضرت قبلہ عالم خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کے عروج کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ حضرت کے والد بزرگوار پیر سید نذر دین شاہ صاحب اپنے زمانے کے بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ سکھوں کے دور میں انہیں سکھوں کی حکومت نے کسی الزام کے تحت جلا دینے کا فیصلہ کیا تو ان کے ارد گرد چتا جلانے کی کوشش کی گئی مگر ان کی کرامت اور نصرت الہی اس طرح ہوا کہ لاکھ جتن کے باوجود

وہ چتا نہ جل سکا۔ سکھوں نے اپنی شرمندگی چھپانے کی خاطر حضرت پیر
سید نذر دین شاہ صاحب کو ربا کر دیا۔

حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کی پیدائش سے پہلے بھی اس علاقے میں
آپ کے بزرگانِ کرام کے کشف و کرامات کا کافی چرچہ تھا۔ خصوصاً آپ کے
والد ماجد کے ماموں پیر سید فضل دین شاہ صاحب گیلانی بڑے خدا رسیدہ بزرگ
گزرے ہیں جن کی زیر تربیت آپ نے جدی پشتی سلسلہ قادریہ کے ادراد و
اشغال کا استفادہ فرمایا۔

قبلہ عالم کے والد محترم پیر سید نذر دین شاہ صاحب عرف حضرت اجی صاحب
نے ۹۰ برس کی عمر میں ۲۴ رجب ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۵ء میں داعی اجل
کو لبیک کہا۔ اس وقت حضرت قبلہ عالم کی عمر شریف پچاس برس کے قریب
تھی۔ حضرت اجی صاحب بلند اوصاف اور لطیف واردات حال کے مالک تھے۔
آپ کی طبیعت میں غریب نوازی اور مظلوموں کی حمایت کا مادہ بدرجہ اتم موجود
تھا۔ کسی جابر شخص کی زیادتی کی شکایت پہنچتی تو فوراً اس کے خلاف کمزور شخص
کے حق میں صف آراء ہو جاتے، آخری عمر تک سخاوت، شجاعت اور سیہ گیری
کے اوصاف آپ کی ذات والا شریف میں نمایاں رہے۔ آپ گھوڑے کی سواری
کے بہت شائق تھے اور ہمیشہ اچھے گھوڑے آپ کے زیر سواری رہے۔

اک گناہ میرا ماں پیٹو دیکھے دیوے دیں نکالا
لکھ گناہ میرا مولا دیکھے اوہ ہے پردہ پاؤں والا۔

حضرت قبلہ عالم کی والدہ ماجدہ

حضرت قبلہ عالم کی والدہ ماجدہ بھی اسی خاندان پاک گیلانیہ رزاقیہ میں سے
تھیں۔ آپ کے والد ماجد پیر سید نذر دین شاہ صاحب عرف حضرت اجی صاحب

کی شادی حضرت پیر سید بہادر شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت زینک اختر سے ہوئی تھی۔

حضرت قبلہ عالم حبیب والدہ ماجدہ کے لطن مبارک میں تھے تو آپ کی والدہ ساری ساری رات جاگے نماز پر بیٹھ کر اللہ اللہ کرتی رہتی تھیں۔
حضرت صاحب کی والدہ محترمہ کا نام نامی واسم گرامی سیدہ خانم خاتون رحمۃ اللہ علیہا تھا۔ مگر گھر والے خلیق و محبت سے "دادی خانم جی" کے نام سے ہی بلاتے تھے جو کہ عابدہ زاہدہ تھیں۔

حضرت میراں بہادر شیر قلندر رحمۃ اللہ علیہ حجرہ شاہ مقیم سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے سید عبدالرزاق کی اولاد میں سے ہیں۔ اور نویں صدی ہجری کے قریب بغداد شریف سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت قبلہ عالم کے والد محترم اور والدہ ماجدہ دونوں طرف سے نجیب الطرفین گیلانی سید ہیں۔
میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جنت ملدی ماں دے قدماں اندر سیس جھکایاں
ماں دا حق ادا نہیں ہوندا لکھ واری حج کرایاں
پر جو خدمت ماں دی کر دے دو جگ تر جان دے
نانرمان جو ماں دے ہوندے اوہ آپے ہی ڈب جان دے



ماں کی شان

جب ماں کو خدا نے بتایا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ !
 پیانہ کی ٹھنڈک ، شبنم کے آئینے ، بلبیل کے نغمے ،
 چکوری کی تڑپ ، گلاب کے رنگ ، پھولوں کی بہک
 کوئل کی کوک ، سمندر کی گہرائی ، دریاؤں کی روانی ،
 موجوں کا جوش ، کہکشاں کی رنگینی ، زمین کی چمک ،
 صبح کا نور اور آفتاب کی تمازت ، ان سب
 چیزوں کو جمع کیا جائے

تا کہ
 ماں کی تخلیق کے لئے
 جب ماں کو خدا نے بتایا تو فرشتوں نے پوچھا -
 اے مالک دو جہاں !
 تو نے اس میں اپنی طرف سے کیا شامل کیا ہے
 اللہ جل جلالہ نے فرمایا !

محبت

طالب دعا
 ملک محمد اشرف عقیل

کلام میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے ماں دی شان بارے کیا
خوب فرمایا ہے

جنت مسدٰی ماں دے قدمان اندر سیس جھکایاں
ماں دا حق ادا نہیں ہوندا مکھ واری حج کرایاں !
پر جو خدمت ماں دی کر دے دو جگ تر جانے
نا فرمان جو ماں دے ہونڈے اوہ آپے ہی ڈب جانے
ماں دی خدمت وچ بے بندہ ساری رات کھلو
فیروی اُس نول اک گھڑی دا حق ادا نہ ہو
ماں دی شان نہ مئے بھاتویں مکھے خلقت ساری
بعد خدا دے ہے بچے دی ماں ہی پالنہاری

ماں اگے پتر دی فریاد

سیس واری میں تو بہ بھتی میں ہاں بے اعتبارا
فیروی رحمت تیری دیاں مولا آس امیداں رکھن والا
تلم ربانی ہتھ ولیاں دے آئی مکھے جو من بھاو
ولیاں نول رب طاقت بخش پی مکھے لیکھ مٹاو
"میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف"

بچپن میں عشقِ الہی کی سرگرمیاں

حضرت قبلہ عالم فرمایا کرتے تھے کہ بچپن میں مجھے آبادی سے ایک گونہ وحشت اور دیرانوں میں جی لگنے کا احساس ہوتا تھا۔ میں ابھی اتنا چھوٹا تھا کہ گھر کے دروازوں کی اندر والی درمیانی زنجیر تک میرا ہاتھ نہ پہنچتا تھا اور میں بغیر کسی حمیزہ پر کھڑے ہوئے اُسے کھول نہ سکتا تھا اس لیے شام کے وقت "ایک چٹو" کو دھکیل کر دروازہ کے قریب رکھ دیتا اور رات کو جب والدین سو جاتے تو اُس چٹو پر چڑھ کر زنجیر کھول کر باہر نکل جاتا اور رات کا بیشتر حصہ سامنے والے پہاڑی نالہ کے کھڑوں اور جھاڑیوں میں گزارتا۔ کبھی ساتھ والے جنگل میں پھرتا رہتا۔ جب ذرا بڑا ہوا تو اس وحشت کے ساتھ ساتھ طبیعت میں گرمی اور جدت اس قدر زیادہ ہو جاتی کہ سخت سردی کے ایام میں بھی بعض اوقات نالے کے ٹھنڈے پانی میں غسل کرتا۔ اور یہ نسبت یعنی جھے ہوئے پانی کے ٹکڑوں کو جسم پر ملتا۔ کبھی کافی رات گئے مطالعہ سے فارغ ہو کر کمرہ سے باہر نکلتا تو موسم سرما کی سرد پہاڑی ہوا کے جھونکوں سے ایسی تسکین ہوتی جیسے گرمیوں میں کسی تشنہ کام کو آبِ خنک سے ہوتی۔

اسے معلوم نہیں یہ کیا ہونے والا ہے

حضرت قبلہ عالم ابھی چار سال کی عمر کو نہ پہنچے تھے اور عربی کا پہلا قاعدہ پڑھتے تھے کہ ایک روز گرمی کے موسم میں بڑے پیر صاحب یعنی حضرت پیر سید فضل دین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نمازِ ظہر کی تیاری کے سلسلے میں باہر تشریف لے گئے تو

آپ کو خانقاہ سے باہر والی جھاڑیوں میں قاعدہ لٹے ہوئے سوتے پایا۔ جبکہ سایہ دار نہ تھی اور زمین تہا زت آفتاب سے تپ رہی تھی۔ بڑے پیر صاحب نے اسی وقت اپنے چھاتہ سے ان پر سایہ کیا۔ اور اٹھا کر گھر بھی جانے کے لیے خادم کو بلا بھیجا جب تک خادم نہیں آیا اس وقت تک آپ سایہ کئے کھڑے رہے اور فرمایا! یہ بھی معصوم ہے اسے معلوم نہیں کہ ایک روز کیا ہونے والا ہے۔

سات سال کی عمر میں بحالت خواب

ابلیس سے قوت آزمائی

سیفِ چشتیائی اور ملفوظاتِ طیبات میں درج ہے کہ سات برس کی عمر میں آپ کی خواب میں شیطان سے قوت آزمائی ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ خواب میں شیطان نے مجھے کہا کہ آؤ میرے ساتھ کشتی لڑو جب میں اسے گرانے کے قریب ہوتا تو دل میں خوشی پیدا ہوتی کہ میں غالب آ رہا ہوں مگر اچانک رخ بدل جاتا اور جب وہ مجھے گرانے کے قریب ہوتا تو تائیدِ الہی سے میری زبان پر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ جاری ہو جاتا اور وہ منسوب ہونے لگتا۔ تین چار مرتبہ اسی طرح ہوا اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی مدد سے میں اسے گرانے میں کامیاب ہو گیا۔

ابتدائی تعلیم

آپ کو قرآن کریم پڑھنے کے لیے خانقاہ کے درس میں اور اردو فارسی کے لیے مدرسہ میں داخل کیا گیا۔ عمر اتنی کم تھی کہ خادم اٹھا کر لے جاتا اور واپس لاتا۔ مدرسہ کے طلباء نے راولپنڈی جا کر امتحان دیا آپ کو جمعہ چوکیدار

اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے گیا۔ ممتحن انگریز تھا اُس نے سب سے پہلے آپ پر یہی سوال کیا کہ باید کا مصدر کیا ہے۔ آپ نے صحیح جواب دیا ممتحن نے ساری جماعت کو یہ کہہ کر پاس کر دیا کہ جب اِس قدر کم سن بچہ ایسا صحیح جواب دے رہا ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُسٹاذ کی تعلیم اچھی ہے، اور پوری جماعت لائق ہے۔

قرآن مجید ناظرہ پڑھا حفظ ہو گیا

حافظہ کی یہ حالت تھی کہ قرآن مجید کا روزانہ سبق آپ زبانی یاد کر کے یعنی حفظ کر کے سنا دیا کرتے تھے جب قرآن مجید ختم کیا تو اُس وقت سارا قرآن مجید آپ کو بلا ارادہ حفظ ہو چکا تھا۔ عربی، فارسی، صرف و نحو کی تعلیم کے لئے بڑے پیر فضل دین شاہ صاحب نے علاقہ پکھلی (ہزارہ) کے مولوی غلام محی الدین کو مقرر فرمایا جنہوں نے آپ کو کافی تک تعلیم دی۔

آپ فرماتے تھے کہ ایک روز اُسٹاذ صاحب نے پوچھا کہ مطالعہ کر کے آتے ہو یا نہیں مجھے اُس مطالعہ کا صحیح مطلب معلوم نہیں تھا میں سمجھا کہ مطالعہ زبانی یاد کرنے کو کہتے ہیں۔ اس لیے اگلے روز تمام سبق زبانی سنایا تو اُسٹاذ صاحب کی حمیرانی کی انتہا نہ رہی۔

بچ ڈالے ہم نے موتیِ علم کے مٹی کے مول
رکھ لیا تو اِس رُو میں بخشوانے کیلئے

گر تو مؤمن اُست

مادرِ زاد ولایت پر کرم خوردہ کتاب کی شہادت

ایک مرتبہ مولوی غلام محی الدین صاحب نے زیرِ سبق کتاب قطر الہند کے ایک ایسے حصہ کی عبارت یاد کرنے کی ہدایت کی جو کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے پڑھی نہیں جاسکتی تھی۔ جب آپ نے عذر کیا کہ جو مضمون کتاب میں موجود نہیں اُسے کیسے یاد کیا جاسکتا ہے۔ تو مولوی صاحب نے غالباً آپ کے مادرِ زاد دلی ہونے کی شہرت کی تصدیق کی غرض سے کہا کہ میں نہیں جانتا اگر کل یہ عبارت یاد نہ ہوئی تو سزا ملے گی۔ حضرت فرماتے تھے کہ میں آبادی سے باہر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مطالعہ وغیرہ کیا کرتا تھا میں نے وہاں بیٹھ کر کتاب کے کرم خوردہ حصہ کو سمجھنے کی کوشش کی مگر کچھ پتہ نہ چلا آخر سر اٹھا کر کہا یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ یہ عبارت کیا ہے۔ اگر تو مجھے بتا دے تو میں اُستاد کی سزا سے بچ جاؤں گا۔ یہ کہنا تھا کہ اچانک درخت کے پتوں میں ایک سبزمائل عبارت نمودار ہوئی۔ جسے میں نے حفظ کر لیا تو وہ غائب ہو گئی۔ میں نے اُسی عبارت کو اُسنادِ صاحب کو سنا دیا۔ انہوں نے کچھ شبہ کا اظہار کیا تو میں نے کچھ انشائیے بغیر کہا کہ مجھے اس کے صحیح ہونے میں اس قدر یقین ہے کہ اگر اس کتاب کا مصنف بھی قبر سے اٹھ کر نکل آجائے اور یہ کہے کہ یہ غلط ہے تو میں نہ مانوں گا۔ چنانچہ اُستاد صاحب اس کی صحت کے لئے اُسی روز راولپنڈی گئے اور ایک مکمل نسخہ سے میری بتلائی ہوئی عبارت کو صحیح پا کر واپس آکر بعد حیرانی اُس کی صحت کے اعمتِ راف کیا۔

موضع بھوئی کے درس میں داخلہ !

اس واقع کے کچھ عرصہ بعد مولوی غلام محی الدین نے بڑے پیر صاحب اور حضرت اجلی صاحب

کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ کو ایسا ذہن رسا اور اعلیٰ دماغ عطا کیا ہے کہ ہر سبق حفظ سُنائیے کے علاوہ بعض اوقات ایسے دقیق سوالات کرتا ہے کہ اُن کا جواب دینے سے اپنے آپ کو عاجز پاتا ہوں۔ اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں اب اس کی تعلیم کا صحیح حق ادا نہیں کر سکتا۔ اسے کسی بڑے فاضل اُستاد کے پاس ہونا چاہیے۔ ان ہر دو حضرات کا خیال تھا کہ آپ کو صاحبزادگی کے ماقول سے دور رہ کر تعلیم پانا چاہیے۔ خود آپ کو بھی باہر جا کر ایک عام طالب علم کی طرح حصول تعلیم کا شوق تھا۔ لہذا گولڑہ شریف میں نحو پڑھ کر اُسی کم سنی کے حالت میں موضع بھوئی علاقہ حسن ابدال جا کر فاضل اجل جناب مولانا محمد شفیع قریشی کے درس میں داخل ہو گئے۔ اس عمر میں بھی طبیعت کا رنگ یہ تھا کہ فریاتے ہیں کہ اُس نواح میں تین مشہور درس جاری تھے جب میں ان میں سے کسی ایک درس کو پسند کرنے کے خیال سے اُدھر جا رہا تھا تو راستہ میں ایک ٹیلہ کے پاس سے تینوں طرف راستے پھوٹتے تھے۔ میں نے اُس ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھا تو ہر سبہ جوانب غورتوں نے کپڑے دھو کر ڈھوپ میں ڈالے ہوئے تھے۔ دو جانب کے کپڑوں کے رنگ مختلف تھے مگر بھوئی کی سمت والے کپڑے تمام کے تمام سفید تھے جس سے میں نے یہ تاثر لیا کہ ادھر اُجلا پن اور نورانیت زیادہ ہے چنانچہ بھوئی کے درس میں آپ نے دو اڑھائی سال میں رسائل منطق قطبی تک اور نحو اور اصول تک کے درمیانہ اسباق کی تعلیم حاصل کی۔

بھوئی کا ایک طالب علمانہ مناظرہ

بھوئی کا ایک طالب علمانہ مناظرہ بہت مشہور ہے جس کی وجہ سے اس کم عمری میں بھی آپ کو اُس نواح میں بہت شہرت حاصل ہوئی۔ بھوئی کے قریبی گاؤں بجاڑ میں ایک شخص فوت ہو گیا۔ اس وقت کے دستور کے مطابق ورثاء نے اُرد گرد کے معززین عوام اور دینی مدارس کے اساتذہ اور طلباء کو ختم قرآن و ایصالِ ثواب کے سلسلے میں مدعو کیا

اس دوران بھوئی اور گڑھی افغاناں کے طالب علموں میں کسی علمی مسئلہ پر بحث چھڑ گئی۔ لوگ حلقہ باندھ کر سوال جواب سننے لگے۔ حضرت باہر تھے جب وہاں پہنچے تو بوجہ کم سنی مجمع کے اندر جانے کا راستہ نہ ملا۔ ایک شخص سے کہا کہ مجھے اٹھا کر لوگوں کے دائرہ کے اندر پہنچا دو۔ اُس نے کہا وہاں داڑھیوں والے طلباء بحث کر رہے ہیں تم بچے ہو کیا کر لو گے۔ آپ نے اسرار کیا تو اُس نے اٹھا کر آپ کو مجمع کے اندر حلقہ مناظرہ میں کھڑا کر دیا۔ اُس وقت گڑھی افغاناں کے درس کے دو نارسہ التحصیل طلباء جو ہندوستان میں اعلیٰ التعلیم کے لیٹے گئے ہوئے تھے اور ان دنوں تعطیلات پر آئے ہوئے تھے بھوئی کے طلباء سے سوال و جواب کر رہے تھے اور اپنی فضیلت کے باعث اُن پر چھائے ہوئے تھے حضرت نے پہنچتے ہی شافیہ کی عبارت

قال الخلیل الاشياء افعالٌ وقال الفراء لصفاء بڑھی اور سوال کیا کہ حسب قاعدہ قال کا مقولہ جملہ ہوا کرتا ہے یہاں قال الفراء لصفاء میں قال کا مقولہ مفرد ہے اس کی کیا وجہ ہے؛ مگر ان میں سے کوئی اس کا جواب نہ دے سکا۔ اس کے بعد آپ نے اُن پر منطوق کلمے سوال کیا کہ تصدیق مرکب ہے یا بسیط؟ انہوں نے جواب دیا کہ انا رازی کے مذہب میں مرکب ہے آپ نے فرمایا کہ اگر بقول انا رازی تصدیق مرکب ہے تو مقولات متبانیہ سے ترکیب کا اشکال وارد ہوتا ہے۔ جن سے مرکب چیز محض اعتباری ہوتی ہے۔ واقعی نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا یہ جائز ہے، آپ نے کہا سند پیش کرو۔ انہوں نے قاضی مبارک کی عبارتیں نوک زبان پڑھنا شروع کر دیں، جب وہ ایک عبارت ختم کرتے تو آپ کہتے اس سے رفع اشکال کیسے ہوا اس کا وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور کوئی دوسری عبارت پڑھ دیتے۔ آپ پھر وہی سوال دہراتے جب دو تین مرتبہ ایسا ہوا تو اساتذہ نے فیصلہ صادر کیا کہ آپ جیت گئے اور لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ اس شکست پر گڑھی افغاناں کے طلباء نے اس بچے کو رات کے وقت اٹھالے جانے کی سفارش کی ہے چنانچہ کئی روز تک بھوئی والے آپ کی حفاظت کے لیٹے راتوں کو پہرہ دیتے رہے۔

عید گاہ ما غریباں کوئے تو

آپ بھوئی کے درس سے فارغ التحصیل ہو کر گھر پہنچے تو عید الفطر کا موقع تھا حضرت اجی صاحب کو سواری کا بہت شوق تھا اور اکثر شاہسوار ایسے موقعوں پر نیزہ بازی کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے چنانچہ نماز کے بعد جب لوگ اکٹھے ہونا شروع ہوئے تو آپ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے دل سے پوچھا کہ عید کی خوشیوں کا منظر دیکھنا چاہیے ہو یا دوست سے ملاقات کا تدبیر کا خیال ہے۔ دل نے جواب دیا دوست سے ملنے کی خواہش ہے۔ لہذا موضع انگہ علاقہ نوشہرہ ضلع شاہ پور کے مشہور و معروف درس میں داخلہ کے خیال سے گھر سے نکل پڑا۔ وہاں میرا ایک بھوئی کا ہم مکتب فقیر نادر دین پہلے ہی داخل ہو چکا تھا۔ وہ رات میں نے میکی ڈھوک کی مسجد میں بسر کی۔ صبح اُس مسجد کے امام مولوی محمد حسن اپنے صاحبزادے کو مسجد میں شرح جامی پڑھاتے رہے اور مجھے بھی شریک سبق ہونے کو کہا مگر میں نے کہا کہ میرا ارادہ انگہ جانے کا ہے لہذا رخصت ہوا۔

درس انگہ میں شمولیت

موضع انگہ علاقہ سون ضلع شاہ پور سرگودھا میں گولڑہ شریف سے تقریباً ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ وہاں پہنچ کر فقیر نادر دین کے ذریعہ استاد صاحب مولوی سلطان محمود سے متعارف ہوئے فقیر نادر دین عمر میں حضرت سے بڑا تھا اور جب آپ ابتدائی کتب یعنی قطبی وغیرہ پڑھ چکے تھے تو فقیر نادر دین نے معقول کی تمام کتابیں ختم کر لی تھیں۔ مولوی سلطان محمود نے پوچھا کہ آپ کیا پڑھیں گے تو فقیر نادر دین نے ان کی کم عمری اور بھوئی کے ایام تعلیم کے خیال سے کہا کہ انہیں معقول کا کوئی چھوٹا سا رسالہ شروع کر دیجئے حضرت نے فقیر نادر دین سے پوچھا کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں وہ اُس وقت صدر یعنی شرح ہدایت الحکمت "مصنف صدر الدین شیرازی

پڑھ رہا تھا۔ اس لیے تعجب یا شاید طنز کے انداز میں بولا کہ کیا میرے ساتھ ہم سبق ہونے کا خیال ہے میں تو صدر "پڑھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں بھی صدر "پڑھوں گا، حضرت اُستاد صاحب کو تعجب تو ہوا مگر اس سبق کی شرکت کے دوسرے تیسرے روز ہی اُن پر اچھی طرح واضح ہو گیا کہ اس کتاب کو پڑھنے کی استعداد آپ میں فقیر نادر دین سے کہیں زیادہ ہے۔

ہم درس کا احساس کمتری

فقیر نادر دین پر آپ کی ذہانت اور قابلیت کے کمال کا احساس کچھ اس شدت سے غالب ہوا کہ احساس کمتری کا شکار ہو کر دارِ علمی منڈ والی اور انگہ چھوڑ کر چلا گیا۔ بعد میں اُس نے رام پور کے مدرسہ عالیہ کے پرنسپل مولانا عبدالمحق ابن مولانا فضل حق خیر آبادی سے معقول کی کتابوں کی تکمیل کی اور وہیں مدرسہ رام پور میں ملازمت اختیار کر لی پھر یہ نظامیہ حیدرآباد دکن میں ملازم ہو کر اعلیٰ عہدہ پر پہنچا اور وہیں انتقال کیا۔ اُس نے اپنی یادگار اُردو کا ایک رسالہ چھوڑا ہے جو اثباتِ ہیولی اور اثباتِ جعلِ بسط پر لکھا تھا۔ حضرات خیر آبادی کی جو تقریریں ان مشکل مباحث پر ہوتی رہتی تھیں یہ رسالہ اُن ہی مضامین کا مجموعہ معلوم ہوتا ہے۔

موروثی جوہر و ایثار کا مظاہرہ

انگہ میں حضرت "کو جو خرچ گھر سے ماہوار پہنچتا تھا آپ اُسے نادار طلباء میں تقسیم فرمادیتے اور خود عموماً روزہ یا فاقہ سے رہتے۔ شدید اشتہا کی صورت میں طلباء کے جمع کردہ ٹکڑوں میں سے کچھ تناول فرمالتے۔ آپ کی اس جوہر و سخا و ایثار اور ریاضت و مجاہدہ کو دیکھ کر وہاں کے لوگ اور طلباء آپ کے عقیدت مند ہو گئے حضرت نے اس کم عمری کی حالت میں ہی ریاضات و مجاہدات کو اپنا معمول بنا لیا تھا جس کے متعلق بہت سی روایات مشہور ہیں۔

تم قصیدہ پڑھو میں قصیدہ والے کو بلاتا ہوں۔

اس نواح میں قصیدہ غوثیہ شریف کے ایک عامل نے لوگوں پر اپنا اثر و رسوخ اور وجاہت قائم کر رکھی تھی۔ یہاں تک کہ لوگ اُسے دیکھتے ہی تعظیماً کھڑے ہو جاتے تھے اور دست بوسی کرتے تھے۔ ایک روز وہ شخص انگہ کی مسجد میں آیا سب لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے مگر حضرت بیٹھے رہے اُس نے جیس بہ جیس ہو کر کہا "اد لڑکے، کیا تو مجھے نہیں جانتا، پڑھوں قصیدہ؟" آپ نے فرمایا تم قصیدہ پڑھو اور میں قصیدہ والے کو بلاتا ہوں۔ ان الفاظ سے عامل صاحب پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی اور اُس نے معذرت کماں آپ کے پاؤں کو چھووا۔

ایک آسیب زدہ مسجد کو دارالوظائف قرار دینا

انگہ کی آبادی سے کچھ فاصلے پر ایک ویران مسجد آسیب زدہ اور جنات کے مسکن کے طور پر مشہور تھی اور کوئی شخص بھی شام کے بعد ادھر کا رخ نہ کرتا تھا، لیکن آپ ہمیشہ عشاء کی نماز کے بعد وہیں جا کر وظائف میں مصروف ہو جاتے بعد ازاں واپس آ کر مطالعہ اسباق و کتب میں منہمک رہتے فرماتے تھے اُس مسجد میں جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں بعض وظائف باواز بلیت پڑھا کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ لوگ بے آرام نہ ہوں۔

جراثیم و رحم دلی کا مظاہرہ

ایک دفعہ آپ کے اساتذ محترم کے صاحبزادے کے پاؤں میں ورم آ گیا۔ جس پر باندھنے کے لئے ارنڈ کے پتوں کی ضرورت تھی، آپ انگہ سے کچھ فاصلہ پر پہاڑیوں میں ارنڈ کے پتے اکٹھے کر کے ایک رومال میں باندھ کر لائے تھے کہ راستہ میں دو بھیریلوں نے ایک گدھی کو گھیر کر لیا، اُس کا بچہ بے چینی سے بجائے جان

بچا کر بھاگ جانے کے اپنی ماں کے ارد گرد بھاگنے اور چکر کاٹنے لگ گیا۔ آپ نے دیکھا تو بے اختیار دوڑ کر وہاں جا پہنچے اور رومال میں بندھے ہوئے پتے بھڑیے کے منہ پر گدھی کو چھڑانے کے لئے مارنے لگ گئے۔ چند کسان کچھ فاصلہ پر ہل چلا رہے تھے۔ انہوں نے چلا کر آپ کو روکنا چاہا اور جلد ہی بھاگ کر وہاں پہنچ بھی گئے مگر اس اثناء میں بھڑیے بھی گدھی کو معمولی زخمی کر کے بھاگ گئے تھے۔ کسانوں نے آپ سے کہا کہ جب درندہ شکار پر ہو تو اُس کے اور اس کے شکار کے درمیان کبھی مداخلت کرنے کی غلطی نہ کرنا چاہیے کیونکہ اس سے وہ انسان پر حملہ بھی کرنے سے نہیں چوکتا اور آپ تو ابھی بالکل بچے ہیں آپ نے کہا مجھ سے گدھی کے بچے کی حالت نہیں دیکھی گئی جو ماں کی محبت میں اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر بے قراری سے اُس کے بورد گرد ہی بھاگتا رہا، اس کے بعد آپ گدھی اور اس کے بچے کو ہانک کر بحفاظت گاؤں میں لے آئے۔ اگلے روز جمعہ تھا اور مولانا سلطان محمود نے وعظ کے دوران اپنے کم عمر شاگرد کی خداترپی رحم، ایثار و جرات کا تذکرہ کیا جو کافی عرصہ زبان زدِ عام و خاص رہا۔

خلوت میں جلوت

حضرت کی طبع مبارک پر ابتداء سے ہی عشقِ الہی کا رنگ غالب تھا۔ سماعِ آگ پر تیل کا کام کرتا تھا۔ آپ خود بھی نہایت خوش آواز تھے اور خوش آوازی سے اثر پذیر بھی بے حد ہوتے تھے آپ کی عام گفتگو بھی اس قدر شیریں اور درد انگیز ہوا کرتی تھی کہ سُننے والوں کے دلوں میں کیفیت کے طوفان اُمڈ آتے تھے۔ اُن ایام میں آپ اکثر جنگل اور ویرانوں کو نکل جاتے اور باوازہ بلند عشقیہ اور درد انگیز اشعار پڑھا کرتے۔ آپ کے ہم درس طلباء اور گاؤں کے باقی لوگ بھی بالخصوص انگ کے نمبر دار میاں علی اکبر آپ کی لاعلمی میں ایسے مواقع سے لطف اندوز ہونے کے ہمیشہ مشتاق و منتظر رہتے۔

آئین بالجہر پر مناظرہ

غیر مقلدین کے ایک بڑے مولوی سہارن پور آئے جن کے ساتھ حضرت کا بلند آواز سے آئین کہنے کے متعلق مکالمہ ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ بلند آواز سے آئین کہنے کے حق میں سب سے قوی دلیل کیا ہے تو انہوں نے ترمذی شریف کی حدیث جَهْرَبِهَا صَوْتُهُ کا حوالہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ شعبہ کی روایت خَفَضَ بِهَا صَوْتُهُ بھی ترمذی میں موجود ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کی امام ترمذی نے تضعیف کی ہے آپ نے فرمایا کہ اس تضعیف کی امام ابن حجر نے تلخیص الجبیر میں تردید کی ہے۔ نیز یہ روایت دوام یا اکثریت پر دلالت نہیں کرتی جس سے اس کا سنت ہونا ثابت ہو۔ یہ تو محض ایک واقعہ ہے جس سے زیادہ سے زیادہ جواز نکلتا ہے متنازع فیہ نہیں۔ آيَةُ اَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو، یہی آہستہ پڑھنے کی متقاضی ہے۔ اس پر مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔

ایک مجذوب کا اظہارِ حیرت

حضرت فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اپنی باری پر ہدایہ شریف کا سبق لیتے مولانا کے کمرے کی جانب جا رہا تھا چونکہ مطالعہ کا موقع نہ ملا تھا اس لئے جاتے ہوئے سر پر پگڑھی بھی پیٹنا جاتا تھا اور کتاب کھول کر مطالعہ بھی کرتا جاتا تھا۔ مسجد میں حوض کے کنارے ایک مجذوب پڑا رہتا تھا۔ اس نے باواز بلند پکار کر کہا پیر جی مرغینانی نے اس کتاب کو اٹھارہ سال میں لکھا ہے اور آپ چلتے چلتے اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مرغینانی سے ان کی مراد مصنف ہدایہ علامہ برہان الدین مرغینانی تھا۔

طالب علمی میں جو دو کرم اور ریاضت و مجاہدہ کی شان

علی گڑھ آنے پر بڑے پیر صاحب نے حضرت قبلہ عالم کے لیے ساٹھ روپے ماہوار وظیفہ مقرر فرمایا تھا جو ماہ بساہ وقت معینہ پر پہنچتا رہتا تھا۔ مگر حضرت اس رقم کو طلباء میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے اور خود اکثر روزہ یا فاقہ سے رہتے۔ آپ کے ہم جماعتوں میں سے کئی طلباء شہر کی مساجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے اور جمواعت کو بہت سا کھانا لاکر آپ کی خدمت میں پیش کرتے آپ اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہتے کہ لے کھالے۔ مگر ہفتہ بھر کا فاقہ زدہ کھاتا تو کیا کھاتا چند لقمے تناول فرما کر سب کچھ واپس کر دیتے۔

ایک عابدہ مانی کی پیشین گوئی

ایک دفعہ جمعہ کی رات کو ایک کمرہ میں خفیہ طور پر قوالی کا اہتمام کیا گیا اور آپ نے بھی اس میں حصہ لیا۔ اگلے روز اُستاد صاحب کے پاس شکایت ہو گئی جنہوں نے باقی طلباء کو تو ذرا سختی سے زجر و توبیح کی مگر حضرت کو نرم انداز میں سمجھایا۔ مسجد کے قریب ہی ایک عابدہ مانی رہتی تھی جو حضرت سلطان باہو کی حضوری سے مشرف تھی انہوں نے سُن کر کہا کہ آج تو حافظ سلطان محمود اس سید زادے کو ٹوک رہے ہیں کل جب ان کے مقام اور مرتبہ سے آگاہ ہوں گے تو ان کے پاؤں چوڑے ہوں گے۔ یہ نہایت ہی صاحب کمال بچہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اور ہر لمحہ اس کے مراتب بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں، خدا کی شان اس پیشین گوئی کا ظہور اس طرح ہوا کہ جب آپ ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی سے مجازہ ہوئے تو ایک مرتبہ عرس سیال شریف کے موقع پر مولانا سلطان محمود نے آپ کو انگ چلنے کی دعوت دی چنانچہ عرس کے بعد آپ گھوڑے پر سوار ہو کر اُستاد صاحب کے ہمراہ انگ روانہ ہوئے۔

راستہ میں ایک مقام پر اُستاد صاحب اپنے گھوڑے سے اترے اور پیادہ پا ہو کر حضرت کے گھوڑے کے آگے دوڑنے لگے اور آپ کو تاکیداً سوار رہنے کا حکم دیا کہ اگر اس کے خلاف کیا تو حق شاگردی کے خلاف تصور کروں گا، حضرت فرماتے تھے کہ میں سحت شرمندہ تھا، مگر قہر درویش بر جان درویش تعمیل حکم کی، آخر کچھ فاصلہ اسی طرح طے کرنے کے بعد حضرت کے اُستاد گھوڑے پر سوار ہو گئے اور فرمایا کہ ایک دفعہ اثنائے سفر سیال شریف اسی مقام پر یہی مسافت آپ نے میرے گھوڑے کے آگے دوڑ کر طے کی تھی جس کا میرے دل پر سحت بوجھ تھا اور میں اسے بے ادبی محسوس کرتا ہوں، الحمد للہ کہ آج اس کی تلافی ہو گئی۔

پھر انگریزوں کو استاد صاحب نے احادیث صحاح ستہ کی تمام کتب کے چیدہ چیدہ حصے سنا کر حضرت سے اجازت حدیث حاصل کی اور آپ کے حسب ارشاد تالیفات حدیث شریف ہی پڑھتے رہے، اور منطق و معقول کی تدریس ترک کر دی۔

تعلیم و تعلم میں انہماک

حضرت کو تعلیم و تعلم میں اس قدر انہماک تھا کہ اپنی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے درجہ کے طلباء کو تعلیم بھی دیا کرتے تھے، اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ موسم سرما کی طویل راتیں عشاء کی نماز کے بعد مطالعہ میں ہی گزرتیں حتیٰ کہ اسی حالت میں صبح کی اذان ہو جاتی، رفتہ رفتہ آپ کے پاس پڑھنے والے طلباء کی اتنی کثرت ہو گئی کہ آپ نے انہماک کا قیام ترک کر کے شکر کوٹ میں رہائش اختیار فرمائی، دن کے وقت انہماک میں اپنی تعلیم حاصل کرتے، اور شام کو شکر کوٹ جا کر طلباء کو درس دیتے۔

بلانے والے کو سلیقہ ہو تو اہل برنخ جو اب دیتے ہیں

حافظ غلام احمد سکنہ پنجہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ چک نمبر ۴۷ ضلع سرگودھا میں رونق افروز تھے کہ مسئلہ سماع موتی پر ذکر چھڑ گیا آپ نے فرمایا کہ اگر بلانے والے کو بلانے کا سلیقہ ہو تو اہل برنخ ضرور سنتے ہیں انگریزوں کے ایام طالب علمی میں ”یا شیخ عبدالقادر حیلانی پکارتا تھا تیسری پکار پر جواب آتا تھا کہ میں نے سن لیا ہے تم اپنا کام شروع کرو۔ حضرت کی ایک تحریر سے اس لفظ سلیقہ کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ پکارنے والے کو اہل برنخ سے خصوصی نسبت ہونا چاہیے۔

بہ ہندوستان داد خواہم لگام

تقریباً اڑھائی سال انگریزوں میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب آپ واپس لوٹے تو درس نظامی سے صرف فلسفہ، معقول، ریاضی اور فقہ کی آخری کتب اور حدیث شریف میں صحاح ستہ اور تفسیر میں بیضاوی وغیرہ باقی رہ گئی تھیں، ان کتابوں کی تعلیم کے لیے ان دنوں عام طور پر طلباء ہندوستان کے مدارس کا رخ کرتے تھے۔ آپ نے آئندہ تعلیم کے سلسلہ میں ایک روز ”سکندر نامہ“ سے فال لی تو یہ شعر نکلا۔ اپنے شیخ کے ساتھ یہ نسبت، نیاز اور عقیدت آج کل کے علماء و زعماء کے لیے مقام عبرت و نصیحت ہے۔

کیمیا پیدا کن از مشقت گلے
بوسہ زن بر آستانِ کلمے

”اقبال“

سلوک کی منازل

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم پیر سید نذر دین شاہ صاحب سے حاصل کی۔ تمام علوم ظاہری کی تکمیل آپ نے کم عمری میں کر لی تھی۔ اور اپنی تعلیمات میں زیادہ سے زیادہ اتباع سنت پر زور دیا۔ اور آپ سنت نبویؐ کی اتباع کو عشق رسولؐ سے تشبیہ دیتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ نے مختلف اساتذہ سے علم ظاہری میں تحصیل فرمائی۔ سلسلہ قادریہ میں آپ نے بڑے پیر صاحب حضرت پیر سید فضل دین شاہ چشتی شیخ طریقت تھے۔ انہوں نے آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت فرمائی اور فیوض و برکات حاصل کیں۔

حضرت میاں فضل الدین کلیامی چشتی نظامی سے بھی گہری عقیدت و محبت تھی۔ حضرت خواجہ امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے چشتیہ صابریہ میں خلافت حاصل کی۔ اسی دوران تدریس میں آپ سیال شریف برابر تشریف لے جاتے رہے اور علوم ظاہرہ میں اس قدر مصروفیت کے باوجود علم باطنی میں بھی ترقی کا سلسلہ جاری رہا اگرچہ آپ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غوث الاعظم جیلانی اور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جیسے مردانِ خدا کی توجہات ابتداء ہی سے آپ کے شامل حال تھیں۔ مگر حسب قواعد طریقت عنایت ازلی کا ظہور کسی زندہ شیخ کامل کے ذریعہ ہونا ضروری تھا۔ آخر وہ وقت قریب آپ پہنچا کہ یہ شہباز حقیقت تمام ماسوی اللہ سے منہ موڑ کر ہمہ تن مراقبات اور اشغال باطنیہ کی طرف متوجہ ہو کر خلاق خدا کے لیے قطب ارشاد اور شیخ وقت کے فرائض انجام دیئے۔ چنانچہ آپ ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۸۲ء میں جب سیال شریف حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اوراد و وظائف

سلسلہ چشتیہ نظامیہ اور قادریہ میں اجازت فرما کر منصبِ خلافت و ارشاد کی ذمہ داریاں آپ کے سپرد فرمائیں۔
آپ جب وطن واپس تشریف لائے تو اسی ہفتہ میں حضرت پیر سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔

خالق سب کا ایک ہے خالق کا کوئی ایک
ہزاروں میں تو ملت نہیں لاکھوں میں جا دیکھ۔

آپ کا اخلاق و عادات مبارکہ

حضرت کریم النفس، ختمِ درجین، شریف الطبع، خوش اخلاق اور حمیدہ اخلاق تھے۔ دشمنوں کے ساتھ بھی مہربانیاں کرتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالقِ عظیم کے منظرِ سلیم تھے۔ عفو و درگزر میں اپنی مثال آپ تھے۔ بڑے بڑے دشمنوں اور مخالفین کو معاف فرمادیتے۔ امیر و غریب، شاہ و گدا کو ایک جیسا سمجھتے۔ ہر کسی کے دکھ درد کو اپنا درد سمجھتے۔ شاہی دربار سے ہمیشہ دور رہے۔ دنیاوی کاروبار میں بہت کم حصہ لیتے دینی علم کا بہت شوق تھا۔

خدا جانے کہاں سے جلاوہ جاناں کہاں تک ہے
وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

مخالفت حضرت صاحب کو پسند ہی نہ تھی۔ ایک مرتبہ آپ کو حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ کو تسہ شریف کے کبیدہ خاطر ہونے تکذ کر فرمایا! تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ شدید گرمیوں کے موسم میں سیال شریف سے سیدھے تو تسہ شریف چلے گئے تاکہ بزرگوں کے

خدشات کو دور کیا جائے۔ اور ہوا بھی یہی کہ جب آپ نے پہلی ملاقات خواجہ صاحب سے فرمائی تو ان کے تمام خدشات دور ہو گئے۔

ایک فقرہ تو حضرت صاحب کا بہت یادگار اہمیت کا حامل ہے۔ جب آپ کو یہ بتایا گیا کہ صوفیاء کرام کو مناظرات سے بہت دور رہنا چاہیے، تو آپ نے کیا خوب فرمایا تھا کہ!

اگر مسلمان ہی نہ ہوں گے تو صوفیاء کرام دین کی تعلیم کن کو دیں گے۔

حضرت صاحب کی اولاد

آپ کے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئی۔ بیٹے کا نام حضرت سیدنا پیر عظیم محی الدین شاہ عرف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ تھا، اور بیٹی بچپن میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئی تھی۔

بابو جی صاحب نے آپ کے نقش و قدم پر چیل کر دربار عالیہ کو خوب چمکایا۔ اب آپ کے صاحبزادگان حضرت پیر سید غلام معین الدین شاہ صاحب عرف لالہ جی صاحب اور پیر سید شاہ عبدالحق شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین ہیں۔

دور ارشاد و تبلیغ

۱۳۵۰ ہجری ۱۸۶۷ء سے سالکانِ طریقت کو علوم باطنیہ کی تلقین اور کتب تصوف کی تعلیم میں زیادہ تر مشغول ہوئے۔ مثنوی مولانا رومی اور حضرت شیخ اکبر کی مشہور کتب خصوصاً حکم اور فتوحات مکیہ کی آپ ایسی تشریح فرماتے کہ مستفیدین جن میں بڑے بڑے علماء و فضلاء شامل ہوتے تھے مثلاً حضرت دیوان سید محمد صاحب سجادہ نشین پاکستان شریف، حضرت مولانا محمد رفیع صاحب سجادہ نشین جکھڑی شریف

حضرت مولانا فقیر محمد امیر صاحب سجادہ نشین کوٹ اہل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ،
 فقیر گل صاحب پشاور ، مولانا عبدالحق صاحب سسرال ، حضرت مولانا غلام محمد
 صاحب کہوٹوی ، شیخ الجامعہ دارالعلوم عباسیہ سہارنپور وغیرہ آپ کی تحقیقات
 کو سن کر محو حیرت میں ہو جاتے تھے ، آپ نے ۱۳۱۶ ہجری بمطابق ۱۹۰۰ عیسوی
 کو قادیانی تحریک کی تردید میں شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح کے نام سے ایک
 کتاب تصنیف کی ، جس میں کتاب سنت کے دلائل متواترہ سے حضرت مسیح ابن مریم
 کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لانا ثابت فرمایا
 کہ مرزا کے دعویٰ مسیح موعود ہونے کو پاش پاش کر دیا۔ پھر مرزا کے ایک
 حواری مولوی محمد حسین امر وہی نے ”شمس باز غم“ لکھی جبکہ مرزا نے بھی
 سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں اپنی کتاب ”اعجاز مسیح“ لکھی۔ آپ نے ان کی تردید میں
 ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۲ء میں ایک کتاب ”سیف چشتیاں“ کے نام سے تحریر فرمائی
 جس میں ان کا پر زور جواب دیا۔

۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۵ء میں آپ نے ایک کتاب اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما
 اہل بہ لغیر اللہ کے نام سے تصنیف فرمائی جس میں آپ نے
 اولیاء اللہ کے نام پر نذر و نیاز کے جواز پیش فرمایا کہ لوگوں کی تردید فرمائی جو
 اہل اسلام کے ایصالِ ثواب کو بت پرستوں کی مشرکانہ رسوم سے تعبیر کرتے ہیں
 آپ کے منظوم کلام کے اشعار آپ کے جذب و عشق اور قرب الہی
 کی نشاندہی کرتے ہیں جن سے ارباب بصیرت آپ کے کمالات باطنیہ کا اندازہ
 کر سکتے ہیں۔

حضرت پیر صاحب کو اللہ تعالیٰ اجل شانہ نے فقیر محمد سدی اور
 استعناہ کامل کی دولت سے مالا مال کر رکھا تھا۔

دودھ و جود تیرے وچہ شیریں روغن دار سمائی
 مرشد لاوے جاگ پریم دی تاں جمد دودھ پانی

حضرت کے مرشد شمس الدین سیالوی

روحانی میدان میں حضرت قبلہ عالم گوڑوی رحمۃ اللہ علیہ بنیادی طور پر اپنے شیخ طریقت شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سے منسلک تھے۔ اور عاظمین کو اسی سلسلے میں بیعت فرمایا کرتے تھے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ میں بھی آپ کو اپنے والد بزرگوار کے ماموں حضرت پیر سید فضل دین شاہ صاحب سے بیعت و خلافت حاصل ہوئی تھی۔

استاذ محترم کی معیت میں سیال شریف کی حاضری

حضرت کے استاذ محترم مولانا سلطان محمود انگوئی کی بیعت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی نظامی فخری سلیمانی قدس سرہ العزیز سے تھی وہ سال میں کئی بار سیال شریف ضلع سرگودھا اپنے مرشد کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ سیال شریف انگہ سے بالیس گوس کے فاصلہ پر دریائے جہلم کے شرقی کنارے پر واقع ہے۔ راستہ میں کئی مقامات پر قیام کرتے اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ حضرت قبلہ عالم ہمیشہ استاذ صاحب کے ساتھ جاتے تھے۔ اور حضرت اعلیٰ سیالوی بھی آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ آخر حضرت نے سلسلہ چشتیہ میں ان ہی سے بیعت کی تھی۔



حضرت خواجہ پیر علی شاہ صاحب

کی اپنے شیخ سے عقیدت

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کو اپنے شیخ کریم کے ساتھ بے حد عقیدت اور کمال درجہ کی محبت تھی۔ ملفوظات طیبات میں آپ کا ارشاد یہیں مضمون درج ہے۔

ہمارے خواجہ شمس الحق والدین کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو بھی محبت سے آیا اُسے اُس کی استعداد سے زیادہ فیوض و برکات سے نوازہ۔ آپ نے ہر کسی سے یکساں برتاؤ کیا۔ ہر کسی کی فریاد سی فرمائی۔ جس کسی نے آپ کو ایک بار دیکھا اُس کو دوبارہ دیکھنے کی ہمیشہ حسرت رہی۔ ۱۳۰۰ ہجری میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر حضرت حاجی اداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ خود بخود میری طرف متوجہ ہوئے اور باطنی نعمت دینا چاہی لیکن میرے دل میں خیال گذرا کہ جو رُخ انور ہم نے دیکھا ہے جہاں میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ آخر ان کے اصرار پر عرض کی کہ اگرچہ ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے لیکن چونکہ آپ بخوشی عنایت فرما رہے ہیں اس لیے آپ کا شکریہ گزار رہوں۔ تاہم اس عنایت کو اپنے شیخ طریقت کی طرف سمجھتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے طریقہ سلسلہ طریقت چشتیہ صابریہ عنایت فرمایا۔

تیری نگاہ سے پتھر کے دل بچھل جائیں
جو آنکھ اٹھائے تو شام و صبح بدل جائیں

حضرت صاحب مشاغل اور شمائل و خصائل

حضرت کے اوقات مشاغل اور بعض شمائل و خصائل کی تفصیل جناب شیخ الجامعہ صاحب نے اپنی قلبی یادداشت میں اس طرح بیان کی ہے۔

اشغال :- ہمیشہ ذکر و شغل اور ارشاد مخلوق میں وقت صرف فرماتے تھے۔ فجر کی نماز کی سنتیں پڑھ کر حجرہ شریف سے مسجد میں لشرف لائے، مسجد میں امام کا انتظار فرماتے، جب کبھی امام صاحب بوجہ بارش یا بیماری کے نہ آسکے تو کسی دوسرے قابل امامت مخلص کو امام بنا لیتے۔ بعد ادا ایسی نماز فرض آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھ کر دعا مانگا کرتے تھے۔ پھر ذکر جہر فرماتے اور تین چار بار کلمہ شریف پڑھ کر دوبارہ دعا فرماتے پھر مکرر ذکر کلمہ شریف بالجہر فرما کر تیسری بار دعا مانگا کرتے تھے۔ اس کے بعد عادت مبارک تھی کہ دس بجے تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ کبھی یہ شغل مسجد میں ہی ادا ہوتا اور کبھی حجرہ شریف میں، اس شغل کے دوران کسی کے ساتھ کلام نہیں فرماتے تھے، ویسے بھی آپ کا قدرتی رعب ایسا تھا کہ کسی کو بے تکلف ہو کر گفتگو کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ صبح کے ان اوراد کے دوران خاص طور پر کوئی بغیر اجازت آپ کے نزدیک نہیں جاتا تھا، کیونکہ بعض وظائف کی نوعیت ایسی ہوتی تھی کہ پاس پھٹنے والے کے مجنون ہونے کا اندیشہ ہوتا تھا۔

راولپنڈی کے ایک نوجوان کے ساتھ ایسا ہی واقعہ ہوا، اسے حضرت نے فرما رکھا تھا کہ وقت بے وقت دیکھ کر آیا کرو مگر وہ حضرت کا کرم دیکھ کر بے تکلف ہو گیا اور ایک رات حضرت کے قریب شغل کی حالت میں چلا گیا آپ نے ہوں ہوں کر کے روکا مگر وہ نہ رکا، کمرے کے اندر قدم رکھتے ہی کسی تجلی کی زد میں آکر دیوانہ ہو گیا، پہلے دو روز چپ چاپ روتا رہا کبھی اتنا کہتا کہ بھول ہو گئی " پھر زبان بست ہو گئی، حضرت سے دعا اور دم کروانے رہے مگر افاقہ نہ ہوا۔

ارشاد و تلقین :- ساڑھے دس گیارہ بجے دن حجرہ سے باہر دیوان خانہ میں تشریف لاتے۔ اس وقت ہر شخص کو اپنے عرائض پیش کرنے کی اجازت ہوتی تھی۔ اس دوران ارشاد و تلقین کا سلسلہ بھی جاری رہتا اور مخلصین سے سلسلہ تکلم بھی تعویذ اور دم بھی جاری رہتے اور بعض اوقات اسباق کا شغل بھی جاری ہو جاتا۔ مشنوی تشریف مولانا روم، فتوحات مکیہ خصوصاً الحکم بخاری شریف، شرح چغیننی یہ مختلف کتابیں میں نے آپ کو اس مجلس میں پڑھاتے دیکھا ہے۔ بارہ یا ساڑھے بارہ بجے حجرہ میں تشریف لے جاتے کھانا کھا کر قیلو فرماتے اور تقریباً ایک گھنٹہ آرام فرما کر اٹھا کرتے۔ ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کر کے اول وقت نمازِ ظہر کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے نمازِ ظہر کے بعد حجرہ شریف میں جا کر ذکرِ الہی میں مشغول رہتے مگر اُس وقت اگر کوئی آدمی کچھ عرض کرنا چاہتا ہو تو اسے اجازت ہوتی تھی۔ بلکہ بعض دفعہ مخصوص لوگوں کی مختصر سی مجلس بھی منعقد ہو جاتی تھی۔ پھر اُسی وضو سے نمازِ عصر کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نمازِ عصر کے بعد اپنے سامنے ختم خواجگانِ چشتیہ و قادریہ پڑھواتے اور ایصالِ ثواب کے بعد مسجد سے نکل کر کبھی حجرہ میں چلے جاتے اور کبھی سرائے سے باہر اصطبل کے سامنے والے چوڑے پر جا کر گھوڑے پر سوار ہو کر باہر تین چار میل دور بستی میرابادیہ تشریف لے جاتے یا کبھی اُس سے بھی آگے۔ نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء باہر ہی ادا کرتے اور وہیں ذکر و شغل جاری رہتا۔ کافی رات گئے واپس آ کر کھانا تناول فرما کر سو جاتے۔

بہائی رات باقی رہے پھر بیدار ہو کر تہجد کی تیاری فرماتے اور وضو کے بعد سبز چائے نوش فرماتے۔

رمضان شریف کے اوقات

رمضان شریف میں مغرب اور عشاء کی نماز اپنی مسجد میں ادا فرماتے اور عصر کے وقت سواری کا دستور ترک ہو جاتا۔ تراویح میں ہر روز صرف سو پارہ قرآن شریف سنا کرتے مقتدیوں کی رعایت مد نظر ہوتی تھی۔ نمازِ فجر کے بعد اپنے والد ماجد کے مزار پر بیٹھا کرتے اور وہیں واپس جانے والوں کو رخصت فرماتے۔ اسی طرح ظہر کی نماز

کے بعد بھی وہیں پریشست ہوتی۔

تلقین ذکر حسب استعداد فرماتے تھے۔ بعض اشخاص کو بیعت کے بعد دس بار کلمہ شریف دس دفعہ دو در شریف اور دس دفعہ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ پڑھنے کی تلقین فرماتے اور بعض کو صرف دو امور کا ارشاد فرماتے تھے۔ تلقین نہایت نرمی اور آہستگی سے فرماتے، جب دس دفعہ کلمہ شریف کا امر فرماتے تو زبان سے کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بھی پڑھتے تھے۔ دو در شریف کا ارشاد ہوتا تو دو در شریف پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔ بعض لوگ عرض کرتے کہ سیدنا محمد پڑھیں یا نہیں؟ آپ فرماتے کہ مجھے یونہی ارشاد ہوا ہے جیسا میں نے بتایا، بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے اور سیدنا کا ملانا لازم ہے یہ درحقیقت ان کی نادانگفت کا نتیجہ ہے۔ حضرت کا عقیدہ یہ نہیں تھا کہ سیدنا کہنا ممنوع ہے آپ کی عرض یہ تھی کہ مجھے اپنے بزرگوں سے اسی طرح پہنچا ہے۔ یہ مسئلہ مسلم ہے کہ اوراد میں تغیر و تبدل نہیں کرنا چاہیے حدیث شریف میں ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْتِ مَضَجَعَكَ فَتَوَضَّأْ
فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِصَلَاةٍ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى سَيْتِكَ الْأَيْمَنِ
ثُمَّ قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ
أَمْرِي إِلَيْكَ وَالْجَنَاتِ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغِبْتُ وَرَهْبَةٌ
إِلَيْكَ لَا مَدْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ - اللَّهُمَّ أَمَنْتُ
بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مِتُّ
مِنْ لَيْلَتِكَ فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَأَجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَكَلَّمُ
بِهِ قَالَ فَزَدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَمَّا بَلَغْتُ اللَّهُمَّ أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ
قُلْتُ وَرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ لِأَدْنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ

علامہ عینی حاشیہ بخاری میں فرماتے ہیں :-
 إِنَّ الْفَاطِظَ الْأَذْكَارَ تَوْقِيفِيَّةٌ فِي تَعْيِينِ الْفُظِّ وَتَقْدِيرِ
 الشَّوَابِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ مِنْ حَدِيثِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ
 اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء بن عازبؓ کو ایک عمل
 ارشاد فرمایا کہ جب اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو نماز کا وضو کرو پھر دائیں کروٹ لیٹ
 کر یہ پڑھا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ اِلَيْكَ صَحَابِيْ فَرَمَاتے ہیں کہ میں نے اِس دُعا
 کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دُہرایا۔ جب میں بِكَيْتَا بِكَ الَّذِي
 اَنْزَلْتَ بِرِپَهْنِجَا تَوْكَمَا وَرَسُوْلِكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ " آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں" وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ پڑھو۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ
 وظائف اور اوراد کے الفاظ توقیفی ہوتے ہیں۔ جو لفظ رہنما بلکہ اسے بدلنا
 جائز نہیں۔ چونکہ درود شریف کی روایت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اِس
 میں "سیدنا" کا لفظ وارد نہیں اِسی بنا پر حضرت "سیدنا" کا کلمہ نہیں پڑھاتے
 تھے اور یہ اتباع سنت تھا جو آپؐ کا اور ہنا اور بچھونا تھا۔ اتباع سنت
 میں جو شفقت حضرتؐ کو تھا بہت کم لوگوں میں دیکھا گیا۔
 جس شخص کو اہل پاتے کچھ دوسرے وظائف اور شغل بھی فرمادیتے۔ ایک دفعہ
 قاری صاحب حضرتؐ سے اوراد اور وظائف کی اجازت طلب کر رہے تھے۔
 گرمی کا موسم تھا اور رمضان المبارک کا مہینہ۔ میں نے از روئے مذاق کہا کہ قاری
 صاحب آپ نے اپنے سارے وظائف پڑھنے تو ہیں نہیں کیوں اِس گرمی میں
 حضرت کو تکلیف دے رہے ہو، آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا "تکلیف
 مجھے دے رہا ہے تمہیں تو نہیں دے رہا" تم کیوں دھل در معقول دیتے ہو۔
 عادت مبارک تھی کہ باتیں بہت کم کرتے تھے۔ مجلس میں بیٹھتے تو بھی
 ذکر میں مشغول رہتے۔ تلقین و تدریس کے دوران بھی ذکر جاری رہتا تھا کسی نے
 عرض کرنا چاہی آپ نے اجازت فرمائی وہ بیان کرتا رہتا آپ سنتے بھی رہتے اور تسبیح

بھی چسپتی رہتی۔ اُس نے عرض ختم کی آپ نے جواب ارشاد فرمایا اور تسبیح پھر شروع ہو گئی۔ خیر الکلام ماقول وذل کا عجیب نمونہ تھا۔ میں آدھ آدھ گھنٹہ ایک بات عرض کرتا رہتا آپ سن کر ایک دو لفظ فرمادیتے جو سب کا جواب ہوتا تھا۔

متعلقین سے وفاداری کا معاملہ

حضرت کی عادت مبارک تھی کہ اپنے متعلقین سے نہایت وفاداری کا معاملہ فرماتے تھے ہمیشہ انہیں نصیح اور خیر خواہی سے نوازتے ان کے حالات دریافت فرماتے ان پر اس قدر نوازش فرماتے کہ لوگ آپ کو محض پیر ہی نہیں بلکہ اپنا بلجا و ماویٰ اور سب سے زیادہ خیر خواہ سمجھتے تھے۔ ہر غم کی کشادگی، ہر درد کی دوا ہر تکلیف کا مداوا حضرت کی ذات تھی۔

ایک دفعہ مجھے عرق النساء کی تکلیف ہوئی یہاں تک کہ چار بائی سے اٹھنا دشوار ہو گیا درد کی شدت کے باعث عنشی طاری ہو جاتی تھی کروٹ بدلنے کی ہمت بھی نہ تھی انہی دنوں حضرت کو پاکپتن جاتے ہوئے ٹھٹھہ محبوب میں قیام فرمانا تھا۔ جہاں پر حاضری میری عادت مستمرہ تھی لیکن تکلیف کی وجہ سے حاضری محال طلبہ کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں وہاں حاضر ہوئی۔ تو حضرت نے استفسار فرمایا۔ تمہارا مولوی کہاں ہے۔؟ انہوں نے میری حالت بیان کی آپ نے اسی وقت شیخ احمد مرحوم کو فرمایا کہ ایسے سوت کی سات تانیں لاؤ جس کی کاتنے والی عورت کا باپ اور خسر دونوں زندہ ہوں وہ منگوا کر ان پر دم کر کے اور چند گانٹھیں لگا کر طلبہ کو دین اور فرمایا کہ انہیں مولوی صاحب کے گلے میں باندھا جائے۔ اتفاقاً مجھے اُس شام نیند آگئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت گلہ اس اور بوتل ہاتھ میں لیے مجھے دوایلا رہے ہیں۔ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا چند منٹ بعد پھر نیند آگئی۔ اور دوبارہ وہی حالت دیکھی۔ اس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ درد جاتا رہا۔ اور جسم میں ایک گونہ طاقت بھی آگئی ہے۔ فوراً حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہو گیا۔

اور دوسرے روز صبح کے وقت سناواں ریلوے اسٹیشن پر حضرت کی قدمبوسی کے لیے کھڑا تھا۔ حضرت تشریف لائے تو دور ہی سے فرمایا سنا ہے تم بیمار ہو گئے ہو۔ میں عرض کیا آپ نے بے توہی جو فرمائی تھی بیمار کیوں نہ ہوتا۔ فرمایا۔ کیا توجہ نہیں کی؟ تو پھر کیا میں حاضر نہیں ہو گیا۔

معاندین سے حسن سلوک

مخلصین سے زیادہ معاندین کے ساتھ حسن سلوک کی عادت کو میری تھی۔ ایک دفعہ ایک صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک روپیہ نذر رکھ کر مناسب مقام پر بیٹھ گئے۔ جب نذر بردار اٹھانے کے لیے آیا تو آپ نے خلاف عادت اُسے فرمایا کہ اس روپیہ کو پڑا رہنے دو۔ جب تمام لوگ اپنی حاجات پیش کر کے چلے گئے تو ان صاحب کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ کیسے آئے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ فلاں تحصیلدار جو آپ کا مخلص ہے اس کی طرف سفارش نامہ لکھوانا ہے آپ نے کاغذ قلم منگو کر اپنے ہاتھ سے ان تحصیلدار کی طرف خط لکھ کر انہیں دیا اور ہدایت فرمائی کہ یہ خط انہیں گھر پر جا کر دیا جائے کچھری میں نہیں۔ جب وہ صاحب روانہ ہونے لگے تو فرمایا یہ اپنا روپیہ بھی لیتے جائیں۔ انہوں نے بہت معذرت کی۔ مگر آپ نے اصرار فرمایا چنانچہ وہ روپیہ لے کر چلے گئے۔ ان کے چلے جانے کے بعد میں نے روپیہ کی واپسی کا سبب پوچھنے کی جرأت کی۔ فرمایا کہ یہ ہمیشہ مجھے بُرے الفاظ سے یاد کیا کرتا ہے اور معاند ہے۔ اب ضرورت کے وقت اُس نے یہ خیال کر کے روپیہ پیش کیا تھا کہ اس سے سفارش نامہ لکھوانے میں مدد ملے گی میں نے اس لئے روپیہ واپس کر دیا اور سفارش نامہ بھی خود لکھ کر دیا۔

سخاوت بہت پوشیدہ طور پر کرتے۔ ایک دن عصر کی نماز کے بعد مسجد

میں تشریف فرما تھے۔ ملنے والے رخصت ہو کر چلے گئے۔ میں اکیلا پاس بیٹھا تھا مجھے قریب بلا کر ایک کاغذ کی تھیلی سی سی دی کہ اس شخص کو دے آؤ جو سنگر کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ میں جا کر دے آیا۔ میں اُسے پہچانتا نہیں تھا مگر کوئی سفید پوش حاجت مند معلوم ہوتا تھا۔

دنیا سے بے توجہی

دنیا کی طرف سے بے توجہی حضرت کی ذات مبارک کا خاصہ تھا۔ مسجد میں حضرت اجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مختلف اوقات میں بیٹھا کرتے۔ زائرین کی طرف سے نذرانہ اور ہدایا کا سلسلہ بارش کی طرح جاری رہتا لیکن جب آپ اٹھ کر تشریف لے جاتے تو ادھر آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے اور میاں محمد صاحب یا کوئی دوسرا بزرگ ان نذرانوں کو اٹھا کر غلام محمد صاحب لانگری کو دے آتا۔ اسی طرح سفر میں بعض سٹیشنوں پر گاڑی رکنے کے دوران یہی کیفیت ہوتی تھی۔ آپ کی طرف سے کوئی حساب یا ہنگامہ داشت ان چیزوں کی نہیں ہوتی تھی۔ جو کچھ اکٹھا ہوتا لانگری اپنے پاس رکھتا اور سنگر وغیرہ پر خرچ کرتا رہتا۔

دوستی اور دشمنی کے متعلق نظریہ

جناب شیخ الجاموہ صاحب نے اپنے قلمی مسودات میں حضرت کی ذات اور خاندان کے ساتھ، غلط فہمی یا حسد کی بناء پر لوگوں کی مخالفت اور پرہاش کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ بتانا ہے کہ دوستی اور دشمنی کے متعلق اس گھرانے کا نظریہ کچھ مختلف ہے۔ ان کی نظروں میں اصل دشمن انسان کا اپنا نفس ہے اور اصل دوست اللہ تعالیٰ کی ذات۔ یہ اپنا وقت نفس پر فتح

حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہونے کی کوشش میں صرف کرتے ہیں ان کے نزدیک دوست اور دشمن ہمدرد دوست ہیں۔

حضرت بابو جی مدظلہ اس بارہ میں اپنے والد کریم کے ارشادات کی وضاحت میں فرمایا کرتے ہیں کہ جنہیں تم لوگ ہمارا دشمن سمجھتے ہو وہ ہمارے لئے فائدہ کا موجب بنتے ہیں۔ تمہاری قصیدہ گوئی اور مبالغہ آمیز تعریف ہمیں فتنہ میں مبتلا کرتی ہے۔ اُس کے برعکس دشمن ہمارے نقائص اور عیب گنواتا ہے۔ اگر دوست ہوں تو ہم اصلاح کی کوشش کرتے ہیں اور اگر غلط ہوں تو خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ دشمنوں کی ایذا رسانی پر ہم صبر کرتے ہیں اور اجر پاتے ہیں۔ باوجود ان کی مخالفت کے ہم انہیں اپنے خدا کی مخلوق سمجھ کر اپنی دعاؤں میں شامل رکھتے ہیں اور اس طرح بھی عند اللہ باجور ہوتے ہیں

حضرت مائی صاحبہ کی برکات کے خصوصی اثرات

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے ایک مرتبہ اپنی اہلیہ محترمہ کے اوصاف حمیدہ کا اظہار فرماتے ہوئے اعتراف فرمایا تھا کہ مجھے علم و فقر میں جو کچھ حاصل ہوا ہے۔ اُس کے اسباب میں اس خاتون کے صبر و قناعت اور خدا پرستی کا بڑا حصہ ہے۔ اس نے مجھے طلبِ مولیٰ کی راہ میں آزاد چھوڑ دیا اور کبھی اپنے مطالبات سے میرے راہ میں حائل نہیں ہوئی۔ حضرت کے وسیع حلقہ ارادت کی مستورا میں حضرت مائی صاحبہ کی بے نفسی، خدا پرستی اور قبولیتِ دعا کے تذکرے آج تک زبان زدِ خلق ہیں۔ وہ قبلہ عالم قدس سرہ کے وصال کے بعد تھوڑے عرصہ تک ہی زندہ رہیں مگر ان کی تربیت کا اثر اس گھر نے میں ابھی تک جاری و ساری ہے۔

حضرت صاحب کی خوراک

شیخ الجامعہ صاحب لکھتے ہیں :-

”عادت مبارک تھی کہ عشاء کی نماز کے بعد ایک دو لقمے تناول فرما کر وضو کر کے بظاہر سو جاتے تھے مگر دراصل جاگتے رہتے اور پاس انفاس میں رات گزار دیتے۔ میں نے ایک رات آپ کے گھوٹے کے قیام کے دوران دیکھا کہ عشاء کی نماز ادا کر کے وضو فرما کر بظاہر سو گئے۔ میں تمام رات دروازہ پر بیٹھا رہا۔ آخر شب قریباً چار بجے آپ نے اٹھ کر اسی دھنوسے نماز تہجد پڑھی اور اکثر یہی معمول تھا۔ باوجود کم خوری کے جسمانی قوت اس قدر تھی کہ باید شاید ایک روز ایک پہلوان خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کشتی لڑنے جا رہا ہوں۔ میرے لئے فتح کی دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ ذرا میرے پاؤں دابو کہ تمہاری طاقت کا اندازہ کروں۔ اس نے پاؤں دابنے شروع کئے۔ سردی کا موسم تھا مگر دو منٹ بعد ہی اس کا پسینہ بہنا شروع ہو گیا۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا۔ تم تو شاید بہت زور لگا رہے ہو مگر مجھے محسوس بھی نہیں ہو رہا۔ کہ میرے پاؤں دابے جا رہے ہیں۔“ قلت خوراک کے باوجود اپنی طاقت اور برداشت محض التفاوت خداوندی سے تھی۔

آخر عمر میں جب آپ صاحب فرانس ہو گئے تو فرمایا کرتے تھے کہ پچیس سال سے میں نے غذا زیادہ ترک کر رکھی ہے۔ میری مجموعی خوراک غالباً دو تین چھٹانک فی ہفتہ سے زیادہ نہیں ہوگی۔ اب معدہ کو ہضم کی عادت نہیں رہی۔ جو چیز معدہ میں جاتی ہے وہیں رکھی رہتی ہے۔

اس کے باوجود جسم مبارک اتنا مضبوط تھا کہ فولاد کا معلوم ہوتا تھا۔ پاؤں

دلبنے کے وقت اگر اتفاقاً ہاتھ جسم مبارک پر پڑ جاتا تو ایسے معلوم ہوتا کہ لوہے یا پتھر پر پڑا ہے۔ دلبنے سے جسم مبارک دبنا نہیں تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھرتا ہے۔“

استاد زادوں کا احترام

اساتذہ اور ان کی اولاد کے احترام کے متعلق شیخ الجامعہ صاحب لکھتے ہیں ”میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جہاں جہاں حضرت نے تعلیم پائی وہاں کے تمام باشندوں کا آپ بے حد احترام فرماتے تھے۔ استاد زادگان کے احترام کی تو حد ہی نہ تھی۔ موضع بھوتی کے مولوی صاحبان کے ساتھ حضرت کا سلوک ضرب النمل تھا۔ ان کے استاد حافظ سلطان محمود صاحب کے صاحبزادے مولوی شمس الدین صاحب کو آپ خود بخاری شریف پڑھایا کرتے تھے اور جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی تعزیت کے لئے ان کے شریف تشریف لے جا کر وہاں اپنے خرچ سے وسیع پیمانے پر طعام پکوا کر تقسیم فرمایا۔ اس کے بعد مدت العمر تمام کنبے کی خبر گیری فرماتے رہے۔ ان کے کوئی آدمی ملنے آتا تو اس کا خاص خیال فرماتے بلکہ وادی سون کا تمام علاقہ حافظ سلطان محمود صاحب کی وجہ سے حضرت کے نزدیک قابل احترام ہو گیا تھا۔“

حضرت صاحب کا حلیہ مبارک

حضرت قبلہ عالم قدس سترہ کا حلیہ مبارک اس طرح بیان کیا گیا ہے :-
رنگ گندمی - پیشانی بلند اور چک دار - آنکھیں مخمور اور رعب آفرین - ناک

ستواں، آبرو گھنے اور کماندار، لب متوسط، دہن فراخ، دندان روشن اور جدا جدا ریش گھنی اور تابہ سینہ، کیسو گھنگھریالے اور کانوں تک دراز، سینہ کشادہ، بطن خمیدہ، رخسار کم گوشت، انگشت ملائم اور باریک، کف دست کشادہ، قدم مبارک میانہ مگر مجلس میں بیٹھے ہوئے بلند و بالا معلوم ہوتے تھے۔ قدم شریف نرم اور نازک۔ جسم گٹھا ہوا اور متوسط۔

حضرت کے فوٹو بھی ملتے ہیں جو عقیدت مند اور عشاق حضرات آپ کی عمر کے مختلف ادوار میں لیتے رہے۔ ان میں سے ایک حضرت خواجہ محمد دین صاحب (حضرت ثانی) سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں سیال شریف کے عرس کے موقع پر لیا گیا۔ اور دوسرا آپ کے زمانہ استغراق کا ہے۔ اول الذکر فوٹو میں حضرت ثانی صاحب سیالوی اور دربار شریف کے کئی خلفائے کرام بھی موجود ہیں حضرت خود تصویر کشی پسند نہیں فرماتے تھے اور شدت سے روکتے تھے۔ چنانچہ یہ چند تصاویر بھی آپ کی اجازت اور علم کے بغیر ہی لی گئیں۔

حضرت صاحب کا لباس

آپ کو سفید لباس پسند تھا جس کی لطافت اور لطافت قابل دیدہ ہوتی تھی لٹھے کی شلوار، موسم کے لحاظ سے خاصہ یا ملل کا کھلا آستینوں والا کرتہ اور سفید ملل کی ہلکی مایہ لگی ہوئی پگڑی پہنتے تھے۔ دستار مبارک بخاری قسم کی نوکدار کلاہ پر بندھی ہوتی تھی۔ کرتے کے اوپر واسکٹ اور لمبا کھلے کالر والا ذراک کوٹ یا چٹو ہوتا تھا۔ بعض اوقات دھوپ میں پگڑی اور دوش مبارک پر رنگی یا چادر ڈال لیتے تھے۔ پاؤں میں گھیبی نمونہ کی نفیس اور نصف طلا دار پاپوش استعمال فرماتے تھے۔ ہاتھ میں ہمیشہ بیس رہتی تھی۔ گھوڑے کی سواری کے وقت بھی چھڑی کی

ضرورت محسوس نہیں فرماتے تھے۔ شریہ سے شریہ گھوڑا بھی حضرتؑ کے قریب آتے ہی رام ہو جاتا۔ سوار ہونے سے پہلے آپ اپنی تسبیح و سی زین کے اٹھے ہوئے "ہنئے" سے لپیٹ دیتے اور پھر سوار ہوتے۔ گھوڑائیوں سر جھکا کر کھڑا رہتا جیسے "سَبَّحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ" کے معنی سمجھتا ہے۔

حضرت کے لباس اور استعمال کی تمام دوسری چیزیں مثلاً تسبیح، کنگھی، اور مسواک وغیرہ آپ کے حجرہ مبارک میں بطور تبرک شیشہ دار الماریوں اور میزوں میں رکھی ہیں۔ آپ کا بستر اپنے اصلی مقام پر اسی طرح لگا ہے اوپر چھپر کھٹ اور پتھر دانی تنی ہوئی ہے۔ آپ کے عرس اور عیدین کے موقع پر ارادت مندان تبرکات کی زیارت بڑے شوق اور عقیدت سے کرتے ہیں اور آپ کے ہم عصروں کی آنکھوں کے سامنے وہی پرانا نقشہ پھر جاتا ہے۔ اس کمرہ کے برابر ولے مجلس خانہ میں لائبریری ہے جس میں ہر فن کی کافی کتابیں موجود ہیں۔

آواز و گفتار

آواز مبارک شیریں، پرسوز اور باوقار تھی۔ یوں متانت سے گفتگو فرماتے کہ ایک ایک لفظ گنا جاسکے اور یاد رہ جائے۔ اکثر لوگ اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے انہیں کافی طویل اوراد اور وظائف تلقین فرمائے جو ایک ہی بار سن لینے سے دماغ میں نقش ہو گئے اور پھر کبھی فراموش نہیں ہوئے یہ چیز حضرت کی کرامات سے شمار ہوتی تھی۔

چال اور رفتار

رفتار اور چال ڈھال میں اہل علم کو وقار اور سلامت روی نظر آتی تھی اور

اہل دل کو ایک بانگین اور محبوبیت۔ جب آپ کسی گروہ یا جمیعت میں تشریف لاتے تو تمام فضا میں عقیدت اور محبت کی خوشبو پھیل جاتی اور دیکھنے والوں میں مسرت کی ایک لہر دوڑ جاتی۔ اکثر لوگ دست بوسی کے لئے ہجوم کر کے آجاتے۔ اور بعض لوگ دوڑ کھڑے ہی ”قربان۔ قربان“ کہہ کر اپنی پیاس بجھالیتے۔ ہجوم کو روکنے کے لئے خدام کو ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر حضرت کے گرد حلقہ بنا پڑتا۔ کئی اشخاص صرف حضرت کے لباس کو چھو کر ہی اپنے ہاتھ چوم لیتے۔ پشاور کے ایک جوان الطاف الہی رنگین نے ایک روز حضرت کو گھوڑے پر سوار اتر دیا مطلق میں گھرے ہوئے دیکھ کر یہ شعر پڑھا تھا۔

تم شہسوار حسن ہو گئے کی نظر

گھوڑے سے اترو آنکھ بچا کر رکاب کی

حضرت کی شان میں اسی شاعر کا کہا ہوا ایک اور مصرع ہے :-

جان الطاف الہی صدقہ جان شہا

حضرت صاحب کی اسپ سواری

آپ اطباء کے مشورہ پر بعد نماز عصر اسپ سواری کی غرض سے نکلا کرتے تھے اور دیہات ”میربادیہ“ اور ”میراکو“ بلکہ بعض اوقات قصبہ راولپنڈی اور رکھ ٹوپی کے مضافات سے ہو کر عشاء کے بعد واپس تشریف لایا کرتے ایک مخلص شید صدیق شاہ نے آپ کی حفاظت کے خیال سے عرض کی کہ ایک خادم کو ہمراہ رکھا کریں۔ اور اپنی اس استدعا کو تقویت دینے کے خیال سے فرمان خداوندی خذُوا حِذْرَكُمْ یعنی اپنی حفاظت کا سامان کر لیا کرو۔ کا حوالہ بھی دیا۔ حضرت نے فرمایا، شاہ صاحب، وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (اللہ تعالیٰ

آپ کو انسانوں سے محفوظ رکھے گا، بھی تو اسی ذاتِ عالی کا ارشاد ہے۔ شاہ صاحب نے عرض کی، حضرت یہاں لفظ **يَعَصِمُكَ** میں حرف کاف صیغہ واحد حاضر ہونے کی وجہ سے صرف جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شان میں وارد ہو کر محض آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی حفاظت کی ضمانت کا اظہار کر رہا ہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا، شاہ صاحب، ہم بھی تو اسی کاف کی ادٹ میں ہیں گو یا جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بحیثیت مجموعی پناہ بے کساں ہونے کے ساتھ اپنے مقامِ فنا فی الرسول کی طرف بھی ایک لطیف پیرائے میں اشارہ فرمایا۔

ایک مخلص کے دلی خطرہ کا از خود جواب

یہی سید صدیق شاہ بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اپنے گاؤں سے گولڑہ شریف آ رہا تھا۔ جب چکوال پہنچا تو کسی کی زبانی سنا کہ حضرت نے ایک گھوڑی خرید فرمائی ہے۔ میرے دل میں وقتی طور پر خیال گزرا کہ میرے شیخ تو دلی کامل ہیں انہیں ان دنیا داروں سے کیا غرض جب حاضر خدمت ہوا تو خود بخود فرمانے لگے۔ شاہ صاحب مجھے اطباء نے مجبور کیا ہے کہ گھوڑے کی سواری کا التزام کیا جائے۔ اس ضرورت کے پیش نظر میں نے گھوڑی خرید کی ہے۔ چنانچہ میں اپنا وہ دلی خیال یاد کر کے بے حد نادام ہوا۔

اس کے بعد حضرت کے اصطلب میں بہترین گھوڑے آتے رہے۔ آپ کی شاہ سواری کا بھی اپنے والد محترم حضرت اجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرح یہ عالم تھا کہ سرکش سے سرکش جانور بھی رام ہو جاتے تھے۔ ایک بار ملک احمد خان ٹوانہ نے ایک بیش قیمت گھوڑی جو ان سستے ایام میں بھی مبلغ چار ہزار روپے میں

آئی تھی، آپ کی نذر کی۔ آپ سیال شریف سے رخصت ہو رہے تھے کہ یہ گھوڑی آپ کے سامنے لائی گئی۔ گرمی کا موسم تھا۔ آپ نے سوار ہو کر پھرتی مانگی ملک صاحب نے عرض کی کہ حضرت، گھوڑی نئی ہے پھرتی کو برداشت نہیں کرے گی اور ڈبے گی۔ آپ نے فرمایا، پھرتی بند کر کے مجھے دے دو پھر آپ نے پھرتی کھول کر گھوڑی کو دوڑایا۔ اور موضع مانگو وال تک دوڑاتے آئے۔ گھوڑی نے بدکنے کا نام بھی نہ لیا بلکہ بعد میں لنگر شریف کا کوئی بھی خادم اس پر باسانی سواری کر لیتا تھا۔

حضورِ نام گھوڑے کا اظہارِ ادب

حضرت کی سواری کے ایک گھوڑے کا نام "حضور" مشہور تھا جب تک آپ اس پر وظائف پڑھتے رہتے یہ آہستہ خرام رہتا۔ مگر جب آپ فارغ ہو جاتے تو ایک سخت تیز رفتار ہو جاتا۔ ایک روز سواری کے دوران آپ کی لنگی نیچے گر گئی۔ گھوڑا اگر آگے قدم رکھتا تو اس پر پڑتا۔ اس لئے گھوڑا ایک دم رک گیا اور ہانکنے پر بھی نہ چلا۔ حضرت نے خادم سے فرمایا کہ دیکھو گھوڑا کیوں رک گیا ہے اس نے دیکھا تو آپ کی لنگی نیچے گر پڑی تھی اور گھوڑے نے بہ پاس ادب اپنا وہ پاؤں جو اس پر پڑنے والا تھا اٹھا رکھا تھا۔ سبحان اللہ!
(جس کا خدا ہے، اس کا سب کچھ ہے)

پاک پتین شریف میں ایک گھوڑے کی سرکشی

حضرت دیوان سید محمد سجادہ نشین پاک پتین شریف نے جو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ سے بے حد عقیدت و محبت رکھتے تھے، حضرت کی سواری کے

لئے ایک گھوڑا منحصر کر رکھا تھا جس پر تمام سال کوئی شخص سوار نہ ہوتا۔ اور فقط آپ ہی حضرت بابا صاحب کے عرس شریف کے دوران اس پر سواری فرماتے تھے۔ سال بھر زین نہ ڈالنے کی وجہ سے گھوڑا سرکش ہو جاتا۔ اس لئے احتیاطاً حضرت کی تشریف آوری سے کچھ روز قبل دیوان صاحب اپنے بھائی جناب میاں غلام رسول سے فرماتے کہ اگرچہ مجھے یقین ہے کہ حضرت اس کی سواری میں کوئی تکلیف محسوس نہیں فرمائیں گے۔ تاہم بہتر ہے کہ آپ اسے کچھ رواں کر لیں۔

ایک مرتبہ حضرت اس گھوڑے پر سوار تھے کہ موتی محل کے قریب وہ کچھ اس انداز میں کودا کہ زین کا تنگ نیچے سے ٹوٹ گیا اور آپ زین سمیت اوپر کود اٹھلے لوگوں میں شور مچ گیا کہ آپ گر گئے اور ایک شخص منحصر دوڑتا ہوا دیوان صاحب کی خدمت میں اطلاع کے لئے پہنچا لیکن دیوان صاحب فرمانے لگے تم غلط کہتے ہو حضرت نہیں گر سکتے۔ اتنے میں آپ بھی تشریف لے آئے اور دیوان صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ یہ غلط نہیں کہتا۔ میں واقعی زین سمیت گھوڑے سے کافی اوپر اٹھ گیا تھا لیکن پھر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے بموعہ زین گھوڑے کی پشت پر آکر مستقر ہو گیا۔ دیوان صاحب عموماً سال میں ایک دو اچھے گھوڑے آستانہ عالیہ گولڑہ شریف بھجوا دیا کرتے تھے۔ چونکہ ان ایام میں موٹر کاریں ابھی عام نہیں ہوتی تھیں۔ اس لئے اصطبل میں اچھی قسم کے نرم مادہ گھوڑوں کی کثرت تھنی مگر کبھی کسی جانور کے دوسرے کے ساتھ لڑنے کی نوبت نہ آتی اور نہ کسی قسم کا شور و شغب ہوا۔ اکثر لوگ یہ صورت حال دیکھ کر حیران ہوتے تھے اور اسے صرف آستانہ عالیہ کی خصوصیت قرار دیتے تھے۔

ڈھیری شاہان کی بارات کا واقعہ

جناب شیخ الجامعہ نے اپنے مسودات میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ گولڑہ شریف سے ایک بارات موضع ڈھیری شاہان گئی۔ وہاں کے رولج کے مطابق نیزہ بازی کا مظاہرہ کیا گیا۔ لڑکی والوں نے شرط عائد کی کہ جب تک گولڑہ شریف کے سوار میخ اکھاڑ کر باہر نہیں پھینکیں گے اس وقت تک نکاح نہیں ہوگا۔ تین روز تک نیزہ بازی ہوتی رہی۔ مگر گولڑہ شریف واس کے مضافات کا کوئی سوار میخ اکھاڑ کر باہر نہ پھینک سکا۔ آخر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے عرض کیا کہ اب آپ ہی اس مشکل کو حل فرمائیں چنانچہ حضرت نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں تشریف لے گئے۔ پہلے جا کر میخ کا بغور معائنہ فرمایا اور پھر نیزہ ہاتھ میں لے کر گھوڑا دوڑایا اور میخ کو اکھاڑ کر باہر پھینک دیا۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ میخ کے ساتھ عام گھریلو آٹا پیسے والی چکی کا ایک پتھر بلا پاٹ بھی نکل کر باہر آن گرا۔ جس کے سوراخ میں میخ کو پھنسا یا گیا تھا۔

معنوی جمالیات کے علاوہ صوری محاسن پر نظر

حضرت کی نگاہِ لطف اور شفقت بھری ہلکی مسکراہٹ میں ایک عجیب کیفیت اور انداز تھا۔ جسے محسوس تو کیا جاسکتا تھا مگر بیان کرنا ممکن نہ تھا۔ آپ کی پہلی نظر میں شکار ہونے والے آج بھی سینکڑوں باقی ہیں۔ حجرہ شریف کا نام ہی "عشق آباد" پڑ گیا تھا جو ابتداً دیوان صاحب پاک پتن نے تجویز فرمایا تھا۔ سلسلہ پشت اہل بہشت کے جملہ بزرگان کرام، معنوی جمالیات کے ساتھ

حُسنِ ظاہری سے بھی مالا مال ہوتے تھے اور ان کے باہمی تعلق اور نسبت میں نظر پاکباز کا بھی اہم، غالب عنصر شامل ہوتا تھا۔ خود حضرت کی ذات جسے ازل سے اس سلسلہ قدس کی سرداری مقدر ہوئی تھی۔ اپنے شیخ پر عاشق ہو کر مرید ہوئے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ابتداء میں، جب کسی کامل شیخ طریقت کی تلاش تھی تو دل چاہتا تھا کہ کوئی ایسا شخص ملے جو معنوی حُسنِ کمال کے ساتھ ظاہر خوبی اور جمال سے بھی مالا مال ہو۔ چنانچہ سیال شریف میں جب اپنے استاد مولوی سلطان محمود صاحب کے ہمراہ حاضری کا اتفاق ہوا تو حضرت خواجہ صاحبؒ پر نظر پڑتے ہی دل فریفتہ ہو گیا۔ درحقیقت یہ نسبت اس صفتِ خداوندی کا کرشمہ ہے جس کے متعلق حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ "اللَّهُ جَمِيلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَالَ"۔ حضرت صدیق اکبرؓ سے سوال ہوا تھا کہ آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ کیا چیز

پسند ہے۔ تو فرمایا۔ النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

نبی کا مصحف پر نور ہے کلام اللہ	یہ خط یہ رخ یہ جبین لا الہ الا اللہ
جو ایک عارض نور ہے وضیحی تنویر	تو دوسرے بھی ہے والفجر سے جمال اللہ
ادھر کی زلفِ معنبر ہے سورتِ ختم	ادھر کی طرہ و اللیل ہے کلام اللہ
حضرت اعارض نور کا حال ہے و النجم	جبیں پاک ہے و الشمس خوش جمال اللہ
یہ جسم نور ہے والد اور مطلق نور	یہ دل کلیم تو دل کی زباں کلام اللہ
اسی طرح سے چھپا ہوئے ہے دل حق کو	الف کو جیسے چھپائے ہوئے ہے بسم اللہ

ادب کے درد کی جانب سے لے صبا کہہ دے

ببارگاہِ رسولِ کریم صَلَّ اللَّهُ !

(درد کا کوڑی)

حضرت صاحبؒ کی عبادت

آپ ہر وقت با وضو رہتے۔ ہر وقت خدا کی یاد میں مشغول رہتے
اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَعَبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ پر آپ نے
ایسا عمل کیا کہ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

کُنْ فَيَكُونُ تَاں کل دی گل ہے اساں اگے پریت لگائی
توں میں حرف نشاں نہ آہا جدوں دتی مسیم گوانی
اجے وی سانوں اوہ پئے دسدے بیلے بوئے کائی
مہر علی شاہ رُل تائیں بیٹھے جدوں سبک دواں نوں آئی

اور یہی وہ عارف و کامل ہستیاں تو ہیں جن کی شان میں حضرت شیخ سعدی
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

است از لب پچناں شان بگوش

بضر یاد تو بلی در خردش

دل کے کانوں میں آج بھی است بر بجم کی ازلی صدا گونج رہی ہے۔ اور وہ
آج بھی بلی بلی کی فریاد میں سرشار و بے خود ہیں۔

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔

قال را بگذار و مرد حال شو

پیش مرد کا ملے پامال شو

عشاء کے بعد مطالعہ کرنے بیٹھتے تو استغراق میں صبح کی اذان ہو جاتی۔

حضرت صاحب کی وفاداری

حضرت کی عادت مبارک تھی کہ اپنے متعلقین سے نہایت وفاداری کا معاملہ

فرماتے ۔

ہندو ہے بت پرست اور مسلمان خدا پرست
ہم ہیں ان کے جو ہیں آشنا پرست

حضرت صاحب کی ابتدائی نشست گاہ

اس ابتدائی زمانہ میں حضرت کی نشست پتھر کی ایک مُصلّٰہ نما سل پر
ہوا کرتی تھی۔ جو اُس پرانی عمارت کے سامنے درختوں کے سایہ میں رکھی ہوئی
تھی۔ نماز فجر اور وظائف سے فارغ ہو کر مسجد سے آکر آپ اسی پر تشریف لکھتے
اور ارد گرد چٹایوں کا فرش بچھ جایا کرتا۔ علماء درویش اور مہمان حسب حاجت
استفادہ کرتے۔ کوئی تعویذ لے رہا ہے اور کوئی دم کروا رہا ہے۔ کوئی دعا کا طلبگار
ہے اور کوئی وظیفہ پوچھ رہا ہے۔ اور کوئی آپ کے ملفوظات قلم بند کر رہا ہے۔ یہیں
مجلس ذکر منعقد ہوتی یا کبھی کبھی قوالی ہو جاتی۔ یہیں آپ نے مناظرہ کرنے والوں کو
مسائل زیر بحث پر تقریریں لکھوائیں۔ اسی مقام پر ۱۳۱۵ھ (۱۸۹۷ء) میں آپ
کی پہلی مہتمم بالمشاں تصنیف "تحقیق الحق" قلم بند ہوئی اور قادیانی مذہب پر ۱۹۰۰ء
میں "شمس الہدایت" اور ۱۹۰۲ء میں "سیفِ چشتیانی" منصفہ شہود پر آئیں۔ اسی
جگہ مشائخ طریقت اور اساتذہ مدارس نے آنجناب سے "مثنوی مولینا کے روم" اور
حضرت شیخ اکبرؒ کی فتوحات مکیہ" اور "فصوص الحکم" کا درس لیا۔ آج اسی مقام کے
گرد و پیش اپنی پرانی درس گاہ اور شیخ کریم کے انفاسِ قدسیہ کی گذرگاہ میں ان

تلامیذ کرام میں سے کئی حضرات مدفون ہو کر ابدی نیند سو رہے ہیں۔
 تازیمینخانہ و مے نام و نشاں خواہد بود
 سرما خاک رہ پیرمغاں خواہد بود
 بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود
 ساہا سجدہ صاحب نظران خواہد بود

مراقبہ ذکر و فکر کی کیفیت

راتیں اسی پتھر کی سل پر مراقبہ میں گذر جاتیں۔ جناب مولوی محبوب عالم بیان کرتے تھے کہ حضرت جس پہلو پر بیٹھ جاتے۔ صبح صادق تک اسی پہلو پر بیٹھے رہتے۔ ذرہ برابر حرکت نہ کرتے۔ موسم سرما کی طویل اور برفانی راتیں صرف ایک کبیل میں گزار دیتے۔ صبح کے وقت کبیل پر برف جمی ہوتی جسے اٹھ کر بھاڑ دیتے۔

بہت عرصہ بعد ایک روز درویشوں سے فرمایا کہ تم لوگ مراقبہ و ذکر میں بار بار پہلو بدلتے ہو۔ ہم اپنے زمانہ میں دوزانہ بیٹھتے تھے تو عشاء سے تہجد اور فجر سے ظہر اسی حالت میں کرتے۔ اسی پر کسی نے اعترافِ عجز کے طور پر عرض کی۔
 قطب مدار کی استقامت بے چارے سیاروں کو کہاں نصیب؟

عشقِ الہی کی حرارت و حدت اس قدر تھی کہ رات کو وادی کے منجمد تالاب میں غسل فرماتے اور برف ہٹا ہٹا کر غوطہ لگاتے تھے۔ گویا یہ

قطرہ خونِ دل جامی بہ دریا افگند

سینہ بریاں، دل تپاں، ماہی زاب آید بروں

ان ایام میں عموماً عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرماتے۔ کثرتِ مراقبہ اور مسلسل دوزانوشت کے باعث ایک موقع پر رانیں بے سکت ہو گئی تھیں اور چلنا پھرنا دشوار ہو گیا تھا۔ طبیب نے مالش اور عصر کی نماز کے بعد گھوڑے کی سواری تجویز کی جس سے بالآخر آفاقہ ہوا۔

شانِ تربیت

اس زمانہ میں عرفان کی پیاسی روحیں دور دور سے آکر اس چشمہ فیضان
الہی سے سیراب ہوئیں۔ ان دنوں تلاشِ حق میں آنے والوں کی مُرادیں عجیب شان
وانداز سے پوری ہوئیں۔ کوئی در ماندہ راہِ خدا پہلی نظر میں ہی منزل سے ہمکنار
ہوا۔ اور کسی کی عرصہ دراز کی منزل دو یوم میں طے ہو گئی۔
وادیِ عشق بسے دور و دراز است ولے
طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گاہے

طی منازل میں طالب کی اپنی استعداد کے ساتھ ساتھ شیخ کی ہمت و
حوصلہ پر بہت کچھ منحصر ہوتا ہے۔ اگر شیخ کامل و اکمل ہو اور چاہے تو طالب کا
سالوں کا راستہ لمحوں میں طے ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے دو واقعات مختصرًا جناب
مولانا غلام محمد شیخ الجامعہ بہاول پور کے مسودات میں سے یہاں درج کئے
جاتے ہیں۔

اگر خدا سے ملنا ہے تو گولڑہ جاؤ

بابا غلام فریدی کے متعلق آگے چل کر شیخ الجامعہ لکھتے ہیں :-
غرض بابا غلام فریدی بہت پھرے اور عمر کا ایک حصہ تلاشِ حق کے لئے
جہاں نوروی میں گزار دیا، مگر مقصود نہ ملا۔ مایوس ہو کر خود کشتی کے خیالات کا غلبہ
ہوا۔ ایک تولہ سم القار یعنی شکھیا خریدی مگر کچھ تر دہ پیدا ہوا اور پھر تلاش شروع
کر دی۔ بابا موصوف کہتے تھے کہ سفر کے دوران ایک شہر کی مسجد میں سونے کا
قصد کر رہا تھا کہ ایک دوسرا مسافر بھی وہیں آ نکلا۔ طلبِ مولیٰ کی باتیں شروع ہو

گئیں۔ کہنے لگا، اگر خدا کو ملنا ہے تو گولڑہ جاؤ۔ گولڑہ کا نام میرے لئے
 مفاطیس بن گیا۔ رات بھر اسی فکر میں نیند بھی نہ آئی اور صبح اٹھتے ہی پتہ پوچھ
 کر روانہ ہو گیا۔ جب گاڑی سے اتر کر چلا تو ایک جگہ بارش کے پانی کی وجہ سے
 کیچڑ ہو رہی تھی۔ وہاں سے کیچڑ منہ پر ملی اور اس ہیئت کدائی سے حضرت قبلہ
 عالم قدس سرہ کی خدمت میں مسجد میں جا حاضر ہوا۔ کئی مہینے پہلے لاہور میں
 حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں چلہ کے خاتمہ پر خواب میں دیکھا
 تھا کہ میرے مقدمہ کی مسل داتا صاحب نے ایک سیاہ گیسوؤں والے خوش پوش
 بزرگ کے پڑے دکھ دیے جو کہ ان کے پاس ہی بیٹھے ہیں۔ اسی خواب کے باعث
 زہر خوری سے رگ گیا تھا۔ اب دیکھا تو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی ذات شریفہ
 میں وہی بزرگ میرے سامنے موجود ہیں اور ویسا ہی لباس زیب تن ہے
 حضرت نے حال پوچھا تو میں نے پیر کا اجازت نامہ اور شکھیا کی ڈلی دونوں
 نکال کر سامنے رکھ دیئے اور عرض کی کہ آپ پر سب حال روشن ہے۔ خدا سے
 ملا دیکھئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اب آرام کرو، ظہر کے بعد بات کریں گے چنانچہ
 بعد نماز ظہر شہتوت کے درخت کے نیچے بلو اکر تھلیہ میں وظائف ارشاد فرمائے
 اور ایک بھوپور نظر کے ساتھ مجھ سے آنکھیں ملائیں۔ نظر کا پڑنا تھا کہ آتش شوق
 کا شعلہ بھڑک اٹھا اور میں رات بھر چیختا اور چلا تارہا۔

چالیس روز کی بجائے دو یوم میں ہی تکمیل کار

شیخ الجامعہ فرماتے ہیں کہ اگلے روز بابا غلام فرید پیش ہوا تو حضرت
 کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اس درویش کا برا حال ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ”بابا
 میں نے کہا تھا کہ چند روز صبر اور تحمل سے وظائف کا ورد کرو، اگر ایسے ہی بیتا۔“

ہو تو کیا چالیس دن کا روزہ رکھ لو گے۔“

بابا کہتا تھا کہ میں نے سوچا مگر تو ویسے ہی رہا ہوں۔ اس طرح جلد پھٹکارا ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی رات چالیس روز کا روزہ رکھ لیا۔ دو دن رات گزر گئے۔ لیکن مجھے نہ بھوک معلوم ہوتی تھی نہ پیاس۔ آتش شوق نے کسی چیز کا ہوش ہی باقی نہ رہنے دیا تھا۔ تیسرے روز حضرت نے بلوا بھیجا اور فرمایا۔ بابا، مبارک ہو۔ تمہارا کام ہو گیا۔ اب اس چیز کی حفاظت کرنا یہ کہہ کر اپنے سامنے میرا روزہ افطار کروا دیا۔ اگرچہ میری خواہش یہی تھی کہ میں چالیس روز ہی کا روزہ پورا کروں۔

اس کے بعد بابا غلام فرید پر ایک عرصہ تک اللہ تعالیٰ کا بہت فضل و کرم رہا۔ وہ ٹرک پر چلتے ہوئے بھی سر اور منہ پر چادر ڈالے رہتے اور آنکھیں بند کئے ذکر جاری رکھتے۔ گویا انہیں راستہ دیکھنے اور نشیب و فراز سے بچنے کے لئے ظاہری بصارت کی ضرورت نہ رہی تھی۔ حضرت کی مجلس میں جو تیوں والی جگہ پر بحال عجز و نیاز چادر اوڑھے مراقب بیٹھے رہتے۔ ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے مثنوی شریف مولینا روم کے درس کے دوران تہجد امثال پر تقریر فرماتے ہوئے بابا غلام فرید کی طرف اشارہ کر کے باقی طلباء کو فرمایا کہ اس مضمون کی سمجھ تو کچھ اس شخص کو آئے گی جو تمہارے پیچھے منہ سر لیٹے بیٹھا ہے مگر تم بھی غور سے سنو۔

حضرت بابو جی مدظلہ، جو اس درس میں موجود تھے فرماتے ہیں کہ اتنا تھے تقریر بابا صاحب نے بے ساختہ والہانہ انداز میں اٹھتے ہوئے کچھ عجیب طور پر دیکھا، مگر حضرت کا اشارہ پا کر بیٹھ گئے اور خاموش رہے۔ بعد میں جناب بابو جی کے اصرار پر صرف اس قدر ظاہر کیا کہ انہوں نے اتنا تھے درس حضرت کی

کی مجلس میں دودھ تقسیم ہوتے دیکھا۔ نیز مشاہدہ کیا کہ ایک صورت سے متعدد صورتیں بن کر نکل رہی ہیں۔ جناب بابو جی مدظلہ نے تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ دودھ علم و عرفان کی مثالی شکل ہے اور ایک صورت سے متعدد صورتوں کا ظاہر ہونا وحدت سے کثرت کے ظہور کا مشاہدہ ہے۔

سفر حج کے مکاشفات

حضرت سے اجازت لے کر بابا غلام فرید حج کے لئے روانہ ہوئے تو آپ نے ایک وظیفہ تلقین فرمایا کہ کعبہ شریف اور روضہ اطہر کے سامنے بیٹھ کر پڑھنا۔ واپسی حج پر سیدھے گورہ شریف پہنچے اور مجلس شریف میں حاضر ہوئے، یہی اپنی بڑی سی گورداسپوری پگڑی اتار کر حضرت کے قدموں میں پھینکی اور دھاڑیں مار کر روتے ہوئے عرض کی کہ جب ہر جگہ آپ ہی آپ ہیں۔ یہاں بھی اور وہاں بھی۔ تو مجھ بوڑھے مسکین کو اپنی شانیں دکھلانے کے لئے اس قدر طول و طویل سفر کرنا کیوں ہلاک کرتے ہیں۔ بعد میں بعض مخلصین کے دریافت کرنے پر بیان کیا کہ لوگ کعبہ شریف کا طواف کر رہے تھے۔ مگر میرا دل چاہتا تھا کہ کعبہ والا نظر آئے تو اس کا طواف کر دوں۔ ناگہاں ایک ہاتھ کعبہ شریف سے نمودار ہوا۔ جسے دیکھتے ہی دل پر ایک الہامانہ اور جنون کی سی کیفیت طاری ہو گئی اور میں بخود و متوالہ ہو کر طواف کرنے لگ گیا۔ پھر مدینہ منورہ میں روضہ اطہر کے سامنے مراقب بیٹھا تھا کہ اچانک حضرت قبلہ عالم قدس سرہ سامنے آ موجود ہوئے اور السلام علیکم کہہ کر دریافت فرمایا کہ کوئی تکلیف تو نہیں؟

شیخ کی غیرت

بابا غلام فریدؒ دلوں کے خطرات سے آگاہ ہو جاتے تھے۔ اور واقعات کو نیہ کی خبریں بھی دیتے تھے۔ لیکن سلوک کے ان ادنیٰ و ابتدائی امور پر زبان اُس وقت کھلی جب اصل نعمت اور مقام میں تنزل واقع ہو گیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ چند روز کے لئے ایک ہیکار صوفی کی صحبت میں رہے جو دعویٰ کرتا تھا کہ میں حضرت غوث الاعظم کا حضوری ہوں۔ یہ اپنے پہلے شیخ حضرت مولوی محمد اللہ کی اجازت عامہ کے عادی تھے۔ مگر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی طبیعت اپنی عالی مقامی اور وسیع تصرف کے باعث بے حد غمیور واقع ہوئی تھی۔ آپ کا تربیت یافتہ اگر ذرہ بھر بھی کسی دوسری جانب متوجہ ہوتا تو کفرانِ نعمت کے مصداق فوراً رجعت پڑتی تھی۔ اور سب کچھ کھو بیٹھتا تھا۔ چنانچہ ان کا ادھر توجہ کرنا تھا کہ وہ نعمتِ عالیہ سلب ہو گئی۔ بابا گرتے پڑتے، روتے دھوتے گولڑہ شریف پہنچے۔ بہت کچھ عاجزی کی اور سفارشیں بھی کروائیں مگر حضرت نے توجہ نہ فرمائی۔ بالآخر حضرت بابو جی مدظلہ کی مسلسل گزارشات پر اتنا ضرور ہوا کہ صرف گولڑہ شریف کی حدود میں وہ اپنی کیفیت عود کرائی حضرت فرماتے تھے کہ اب تسلی و لاسہ دے کر اس کے ساتھ وقت گزاری کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اُس نعمت سے نوازا تھا جو سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ جیسے اولیائے کبار کو چالیس چالیس سال دل کے دروازہ پر پہرہ دینے کے بعد نصیب ہوئی تھی لیکن اس نے اُس کی قدر نہیں کی۔ آخر فرمایا کہ اسے کہہ دو منتظر رہتے ہوئے اُمید میں وقت

گزارے کیونکہ اب اس مقام پر کوئی وظیفہ یا مجاہدہ کام نہیں آتا۔ ویسے دیگر کم تر مقامات یعنی صحبتِ ارواح و ملائکہ کی نوازشات سے بابا سرفراز رہے۔

حضرت نضر علیہ السلام کی زیارت

حضرت بابو جی مدظلہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ موسم گرما میں عین دوپہر کے وقت بابا غلام فرید میری بیٹھک پر آئے اور کہا کہ حضرت نے مجھے اسی وقت پیدل راولپنڈی جانے کا حکم دیا ہے۔ میں نے کہا کہ ٹھنڈے وقت چلے جانا مگر وہ کہنے لگے کہ ابھی جانے کا حکم ہوا ہے۔ میں نے کہا میں گھوڑا منگوا دیتا ہوں اس پر چلے جانا مگر وہ نہ مانے۔ میں نے کہا یہ دینا چاہا کہ ریل گاڑی پر چلے جائے تو وہ بھی نہ لیا کہ پیدل جانے کا حکم ہے۔ چنانچہ میرے اصرار کے باوجود اسی وقت چلے گئے۔ بعد میں جب ملاقات ہوئی تو بتایا کہ گولڑہ سے ذرا دور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھیتوں میں کھڑا مجھے اپنی طرف بلاتا رہا ہے۔ میں نے ان کے پاس پہنچ کر سلام کیا۔ انہوں نے کچھ دیر میرے ساتھ باتیں کیں۔ مثنوی مولانا رومؒ کے کچھ اشعار فرما کر ان کے مطابق عمل کرنے کو کہا۔ پھر اچانک غائب ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ حضرت تھے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے وصال پر بابا غلام فرید تیسرے روز گولڑہ شریف پہنچے اور اس دریافت پر کہ ان کو بٹالہ میں کیسے اطلاع ہوئی۔ کہا کہ پہلے تو کچھ پتہ نہیں چلا۔ کل عصر کے وقت میں نے نظر اٹھائی تو اس میدان میں بے شمار لوگ کھڑے پائے اور فضائے آسمانی میں اس سے بھی زیادہ مخلوق نظر آئی جو سب منتظر دکھائی دیتے تھے۔ چنانچہ میں اسی وقت چل پڑا۔ یہ حضرت کی نماز جنازہ کا وقت تھا جس کا نظارہ بابا نے بٹالہ میں کیا۔

قاضی فیض عالم

حضرت کے ایک اور دیرینہ خادم و شاگرد قاضی فیض عالم بھی کسی اور طرف سے حصول فیض کے خیال سے نعمت سلب کر دیا بیٹھے تھے قاضی صاحب کے گاؤں میں ان کے ایک استاد جوان کے رشتہ دار بھی تھے سلسلہ عالیہ نقت بندریہ میں مجاز تھے۔ انہوں نے قاضی فیض عالم کو گولڑہ شریف سے جہاں یہ تحصیل علم کے ساتھ ساتھ حصول فقر میں بھی مصروف تھے بلوایا اور کہا کہ میں اولاد سے محروم ہوں اور بوڑھا ہو گیا ہوں۔ تم میری گدی سنبھال لو۔ تمہارے شیخ تو وہی رہیں گے مگر میرے بتلائے ہوئے وظائف بھی پڑھ لیا کرو چنانچہ پہلے وظیفہ پر ہی رجعت پڑی اور سب کچھ گنوا بیٹھے۔ پھر مدت تک حاضری کی توفیق نہ ہوئی۔ حالانکہ جاتے وقت حضرت نے اشارہ فرمایا بھی دیا تھا کہ وطن میں زیادہ جی نہ لگانا اور جلد واپس آجانا۔ قاضی فیض عالم دو برس بعد واپس آئے تو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے فرمایا۔ سنا ہے تمہاری طرف بہت بارش ہوئی ہے اور بڑی بہار ہے۔ قاضی صاحب نے بھی اشارے کی زبان میں جواباً عرض کی کہ بہار آئی ہوگی۔ بہار تو چمن اُجڑ گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اب مشکل سے ہی ہر ہوگا۔ بعد میں یہ درویش بیٹھ کر روایا کرتا تھا کہ مجھے یہ کمال حاصل ہو گیا تھا کہ راہ چلتے میں زیر زمین حشرات الارض کی تیسرے تک سنا کرتا تھا۔ اور وحوش و طیور، غرض ہر جاندار کے اشغال اور ارادات پر آگاہی ہو جاتی تھی۔

ایک قادری فقیر کے محبت بھرے جملہ کا حضرت پر اثر

حضرت نے اپنی تصنیف لطیف "اعلایہ کلمۃ اللہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ جن دنوں میں بطور طالب علم انگہ میں مقیم تھا۔ ایک عمر رسیدہ اور مسافر بزرگ شکر کوٹ میں رہا کرتے تھے۔ آپ کا نام بابا نور ماہی مشہور تھا۔ قادریہ سلسلہ میں حضرت شیخ محمود چکی والے کے دستِ حق پرست پر ان کی بیعت تھی ہر مہینہ کی گیارہویں کو ایک بکرا یا دنبہ خود پال کر جناب غوث الاعظم کے ختم شریف کے لئے ذبح کیا کرتے تھے اور ساتھ ہی حلوا اور روٹیاں پکا کر فقرا میں تقسیم کرتے۔ اس نیاز مند خادم الاولیاء کو خاص اصرار اور اہتمام کے ساتھ شریک دعوت فرماتے اور میرے حال پر حد سے زیادہ مہربانی کی نظر رکھتے تھے یہاں تک کہ بغیر میری استدعا کے مجھے شغل پاس انفاس کی اجازت فرمائی ایک روز میں شکر کوٹ سے انگہ جا رہا تھا کہ راستہ میں دوڑ سے میں نے انہیں اس دُبنے کو چراتے اور اس کے ساتھ کھیلنے دیکھا جسے وہ گیارہویں شریف کے ختم کے لئے پال رہے تھے۔ باوجود سفید ریش بزرگ ہونے کے ازراہ محبت و فرط شوق کبھی اُسے کندھے پر اٹھاتے اور کبھی زمین پر کھڑا کر دیتے۔ میں نے قریب جا کر سنا تو کہہ رہے تھے۔ "او میرے محبوب دیا لیلیا" اس جملہ میں محبت و شوق کا ایک ایسا طوفان تھا کہ دل بے حد متاثر ہوا اور خیال آیا کہ تحصیل علم سے فارغ ہو کر گوشتہ تہنائی میں بیٹھ کر کتابوں کے مطالعہ میں وقت بسر کروں گا۔ اور تدریس وغیرہ نہ کروں گا۔ جب ذرا آگے ہو کر ان سے ملنے کے لئے بڑھانہ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے۔ "پیر صاحب، جو شخص علم پڑھ کر تعلیم نہیں دیتا۔ وہ ایسا ہے جیسے درخت بے ثمر۔ یہ بات کر کے پھر اُس دُبنے کے ساتھ مشغول

ہو گئے۔ ان کو حضرت غوث الاعظمؒ کے ساتھ قومی رابطہ تھا۔

جذب و سیاحت

جذب و عشق اور علوم باطنہ کی طرف میلان پہلے ہی موجود تھا مگر حضرت شمس الدین سیالوی کی اس آخری نظر عنایت نے آتش شوق کو مزید تیز کر دیا۔ اور اسی جذب و شوق کے عالم میں ۱۳۰۵ھ (۱۸۷۷ء) تک اضلاع لاہور، ملتان، ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ، اٹک اور ہزارہ کے مختلف مقامات میں وہ ریاضات اور مجاہدات کئے کہ بلاشک سلف صالحین کی یاد تازہ ہو جاتی اور یہ جذب و سیاحت کا سلسلہ آخر کار بارگاہ ہندالوی حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ پر جا کر ختم ہوا۔ وہاں ایک غیبی آواز کے ذریعے ارشاد ہوا کہ ”جو کچھ معین الدین کے پاس ہے وہی تمہارے پاس بھی ہے۔ گھر جا کر اسے کماؤ“ چنانچہ اس کے بعد واپس تشریف لا کر گھر میں قیام فرمایا۔

میلے تماشوں سے نفرت

آپؒ فرماتے تھے ایک مرتبہ والسراٹے ہند کی آمد کے سلسلہ میں سہارنپور میں کئی روز تک جلسے تماشے ہوتے رہے۔ لوگ دور دور سے دیکھنے آئے تھے مگر میری طبیعت اس طرف متوجہ نہ ہوتی تھی۔

اثناے درس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایات

فرمایا۔ جب ہم حدیث پڑھتے تھے تو کبھی کبھی ”حدیث والے“ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم خود بھی کرم فرماتے تھے۔ کیوں نہ ہو جب حدیث شریفی کے ہر طالب صادق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص توجہ مبذول فرماتے ہیں تو اپنے نورِ نظر اور نختِ جگر پر کیوں عنایات مبذول نہ فرماتے ہوں گے

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت میں آپ اس درجہ فرما تھے کہ جس شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے جدِ امجد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز سے ذرا سی نسبت ہوتی اس کی دلجوئی اور اکرام میں ذرا بھر بھی کمی نہ آنے دیتے۔ حضرت غوث الاعظم کے شیدائی اور فریفتہ تھے حضور کے سچے عاشق تھے۔

آپ بے مثل عالم اور ولی کامل تھے

مولانا ظفر علی خان حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے ساتھ اپنی تاریخی ملاقات میں جب خلافت اور ہجرت کی بحث میں کامیاب ہوئے تو ذہن رسا نے انہیں ایک کام کی بات سمجھائی عرض کی۔ میں تو اس دربار میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے سلطنت مانگنے آیا ہوں۔ فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ آپ بھی میرے ساتھ دعا میں شریک ہوں اور خاص توجہ سے دعا فرمائی۔ بلاشبہ حضرت پیر صاحب کے اس غیر متزلزل موقف کا اعتراف کہ ہندو اور مسلمان الگ الگ دو قومیں ہیں اور ان کا آپس میں تعاون ممکن نہیں پاکستان کو وجود میں لانے کا باعث ہوا اور کچھ تعجب نہیں کہ ملت کے احساس عمومی کی یہ راہنمائی آپ کے ہی خداداد روحانی تصرف کا ثمر ہوا۔ اور

یہ خداداد استقراء سلطنتِ اسلامیہ اسی قطبِ دوراں کی کرامت استقامت اور اسی غوثِ زمان کے انفاسِ قدسیہ کی برکات کا انعام ہو۔
 میاں محمد سعید صاحب قریشی افسرِ جیل خانہ جات بیان کرتے ہیں کہ عام استغراق کے دوران ایک روز حضرت قبلہ عالمِ قدس سرور نے جنابِ محبوبِ عالم اور میرے روبرو فرمایا تھا کہ عنقریب اس ملک میں مسلمان ہوں گے اور مشرق کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ اس طرف مسلمانوں کو مصیبت پیش آئے گی۔

چنانچہ ۱۹۴۷ء میں تقسیمِ ہندوستان ایسا ہی ہوا اور بالخصوص مشرق کی سمت اشارہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور وہاں کے مسلمانوں پر ناگفتہ بہ مظالم روزِ روشن کی طرح عیاں میں لاریب آپ مجددِ وقت اور قطبِ دوراں تھے

درس و تدریس

۱۲۹۵ھ ہجری سے ۱۸۷۷ء عیسوی تک پانچ سال وطن میں مختلف علوم کی تدریس فرمائی۔ علاقہ کے بعض شیعہ سادات نے آپ کے علم و فضل کا شہرہ دیکھ کر لکھنؤ سے ایک شیعہ مجتہد آپ کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے بلوائے لیکن میدانِ آپ کے ہاتھ رہا۔

ابتداءً زمانہ میں اس یگانہ نے علمِ عربیہ کا درس پڑھایا اور صدائے طلباء کو علومِ دینیہ سے فیض پہنچایا۔ پھر حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ بیت اللہ شریف کالج کر کے مدینہ طیبہ میں کچھ عرصہ مقیم رہے ان مقاماتِ تبرکات میں بہت لوگ نہایت شوق سے آپ کی بیعت سے مستفیض اور مستفید ہوئے اور راستہ میں بھی ہزاروں بندگانِ گردگار

آپ کے فیضان سے کامران ہوئے۔ آپ کی ذات مصدر فیوضات
 جہاں میں ایک اعلیٰ نشان ہے جس سے تمام غیر مذاہب کجرواں اور
 غیر مقلدان ترساں اور لرزاں ہیں۔ ہزاروں مصیبت زدگان افسرہ جان
 کو آپ نے کرم فراواں سے منزل مراد پر پہنچایا۔ سیکراں مردہ دلال کو باطنی
 فیض سے زندہ دل بنایا۔ آپ کے کشف و کرامات بے غایات ہیں۔

بندۂ پروردگار مہمت احمد نبی

دوستدارم چاریار تابع اولاد علی

مذہب حنفیہ دارم ملت حنفیہ خلیل

خاک پائے نعوت ہم زیر سایہ ہر ولی



کشف و کرامات

”تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

ولی کی کرامت برحق ہے

علامہ شہاب الدین احمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ اثبات کرامات اولیاء میں رقمطراز ہیں: ”کرامات جمع کرامت کی ہے۔ البتہ خرق عادت کا نام ہے جو نبوت اور قبل از زمانہ نبوت سے نہ تعلق رکھے اور ایسے شخص سے ظاہر ہو جس کا ظاہر صلاح سے منزین ہو۔ وہ کسی نبی کی پیروی کرنے والا اور اس کی شریعت کا پابند ہو۔ اس کا اعتقاد صحیح اور نیک اعمال کا حامل اور اولیاء کرام سے کرامات کا ظہور عقلاً اور نقلاً جائز ہے جس طرح انبیاء کرام سے معجزات کا ظہور ہوا۔ اسی طرح قدرت الہیہ کی بدولت مقبولان بارگاہ الہی سے کرامات کا واقع ہونا امر ممکن ہے۔ اور قرآن کریم اس پر شاہد ہے۔ سورہ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا قصہ تفصیل سے موجود ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام جو کہ نبی نہیں ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیسے کیسے عجائبات دیکھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اُمتی اصف بن برخیا کی کرامت کا تفصیلی ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے کہ پلک چھیننے سے قبل تخت بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حاضر کر دیا۔ جب سلیمان علیہ السلام نے یہ تخت دیکھا اور فرمایا: هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي۔ اس دعویٰ کا حضرت سلیمان نے انکار نہ فرمایا!

بلکہ کرامت آصف بن برخیا دیکھ کر خوش ہوئے۔ یہ حقیقت واقعہ ہے کہ
تخت کا ملک سب سے طرفۃ العین میں حاضر کر دینا آصف بن برخیا کی
کرامت ہے۔

قرآن مجید نے حضرت مریم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

کلمہ رحمت علیہا و کریمہ المعراب وجد عندہا رزقاً قریباً مریم

نک۔ ش۔ فات۔ ہرمن عند اللہ۔ (قرآن نکریع ۳۷۳)

ترجمہ:۔ جب ذکر یا علیہ السلام محراب میں داخل ہوئے تو مریم علیہ السلام
کے پاس پایا۔ تو پوچھا۔ اے مریم یہ کہاں سے آیا ہے۔ مریم نے جواب دیا۔
یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ حضرت مریمؑ پیغمبر نہ تھیں اور گرمی کے پھل
سردی میں اور سرد موسم کے پھل گرمیوں میں ان کے پاس دیکھے گئے
یہ آپ کی کرامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہ السلام سے فرمایا!

ہدیٰ لیل۔ بحرن۔ عندہا رزقاً قریباً مریم

قرآن نکریع ۱۹۱۲۵

اے مریم اس خشک کھجور کو ہلاؤ۔ یہ تجھ پر تروتازہ پھل گرائے گی معلوم
ہو آپ کی کرامت سے خشک کھجور کا درخت میوے سے بھر گیا۔ فوراً پھل
گرنے لگا۔ تفاسیر میں لکھا ہے کہ اس وقت کھجوروں میں تازہ پھل آنے کا
موسم نہ تھا۔ اصحاب کہف کے کتے کا ان سے ہم کلام ہونا اور اس عار
میں اصحاب کہف کا ایک مدت تک سونا، ان کا کرٹیں بدلنا دینیں باتیں
پلٹنا قرآن کرم سے ثابت ہے۔ یہ تمام باتیں خارق عادت میں سے ہیں۔
حدیث مبارکہ سے بھی کرامات کا پتہ چلتا ہے۔ صحیحین کے مطابق برج

راہب کا قصہ ایک شیر خوار بچے کا بولنا کہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ غار والوں کا قصہ کہ ان کے اعمال صالح یاد کرنے کے لئے بھیجا۔ راستہ میں دریا تھا۔ آپ نے سطح آب پر قدم رکھا دعا مانگی اور پانی پر چل کر دریا پار ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا قصہ ساریہ کو یا ساریہ ابودرداء رضی اللہ عنہما کے سامنے پانی کا پیالہ سبحان اللہ، سبحان اللہ پڑھنے لگا دونوں صحابہ نے تسبیح سنی۔ اسی طرح کے دیگر کئی واقعات احادیث صحیحہ میں موجود ہیں جن سے کرامات کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی، سجوری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب شریف میں لکھتے ہیں۔ اولیاء اللہ مدبران ملک اور احوال عالم کے خبردار اور تمام عالم کے والی ہوتے ہیں اور نظام عالم میں ان کا تصرف ہوتا ہے۔

حضرت امام ابوالقاسم تشریحی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ ہر ولی کی کرامت اس کے پیغمبر کے معجزات میں شمار کی جاتی ہے اور کرامت کی کئی قسمیں ہیں۔ کبھی اس طرح کہ اس کی دعا مقبول ہو جاتی ہے اور کبھی فاقہ میں کھانا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بغیر ظاہری اسباب مل جاتا ہے کبھی پیاس میں پانی مل جاتا ہے اور کبھی تھوڑی دیر میں بہت زیادہ مسافت طے ہو جاتی ہے کبھی کسی دشمن سے نجات اور کبھی غیب سے آوازیں سنتے ہیں۔ اور دیگر اس قسم کے افعال جو عادت کے خلاف ہوں، سرزد ہوتے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب ۲۹۳ دفتراول کرامت کی اقسام کے بارے میں لکھتے ہیں۔ خوارق کی دو قسمیں ہیں قسم اول علوم و معارف الہیہ میں جو ذات و صفات واجب تعالیٰ سے

سے متعلق اور نظر عقلی کے طریقہ سے الگ اور عرف جاریہ کے خلاف ہیں
 اسی قسم سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ممتاز فرمایا بقسم دوم کشف صورت
 مخلوقات اور اشیائے غائبہ کی خبر دینا ہے۔ جو عالم کون سے متعلق ہیں،
 نبی کا معجزہ برحق ہے۔ یوں ہی ولی کی کرامت برحق ہے۔ قرآن مجید میں
 جہاں کہیں معجزات کا ذکر آتا ہے تو بعض طبیعتوں پر بڑی وحشت طاری
 ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہاں وحشت زدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ بات
 بالکل سیدھی سی ہے کہ کائنات کو پیدا کرنے کے بعد وہ رب ایک
 بے بس اور بے اختیار تماشا ثانی بن کر رہ گیا ہے اور اس میں رد و بدل
 کا کوئی اختیار نہیں تو پھر آپ معذور ہیں۔ قرآن جس خدا پر ایمان لانے کی
 دعوت دیتا ہے۔ وہ ایسا بے بس اور بے کس خدا نہیں۔ لیکن اگر آپ
 اُسے کائنات کا خالق تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو رب اور قدر بھی
 یقین کرتے ہیں تو پھر آپ پر ایشان کیوں ہوں۔ وہ مالک ہے اور اس پر
 قادر ہے کہ چاہے تو چھوٹے سے انڈے سے سانپ پیدا کر دے اور
 چاہے تو معمول سے ہرٹا کر لکڑی کے ایک ڈنڈے کو سانپ بنا دے
 نبی اور رسول کا اصل معجزہ اس کی وہ تعلیم ہوتی ہے جو وہ گم تشنگان اہل
 حق اور بھٹکی ہوئی قوموں کی ہدایت کے لئے اے نظیر قانون کی شکل میں پیش
 کرتا ہے۔

یعنی کتاب اللہ لیکن جس طرح ارباب علم و حکمت اس کے لئے
 ہوئے علوم و حکم اور بتائی ہوئی رشد و ہدایت کی صداقت و کمال کو پرکھتے
 ہیں۔ اسی طرح عام انسانی دنیا کی سرشت و نہاد اس پر قائم ہے کہ وہ سچائی
 اور صداقت کے لئے بھی بعض ایسی چیزوں کے خواہش مند ہوتے ہیں۔

جولانے والے کے روحانی کوششوں سے تعلق رکھتی ہوں۔ کیونکہ ان کا علم کسی صداقت کے لئے اسی کو معیار قرار دیتا ہے۔ اس لئے سنت اللہ یہ جاری کر رہی ہے کہ وہ انبیاء و رسل کو دین حق کی تعلیم و پیغام کے ساتھ ساتھ ایک یا چند ایک نشانات (معجزے) بھی عطا کرتا ہے اور جب وہ دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ بغیر کسی احباب کے لئے ایسا نشان دکھاتا ہے جس کا کوئی دنیوی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی تو اس کا نام معجزہ ہوتا ہے۔ بس معجزہ دراصل براہ راست اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو بغیر اسباب کے ایک صادق کی صداقت کے لئے وجود میں آتا ہے۔

کرامات اولیاء اللہ کا تعلق بھی معجزات سے ہے۔ کیونکہ یہ حضرات وارثان انبیاء ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے علماء امتی و رثۃ الانبیاء میری امت کے علماء و انبیاء کے وارث ہیں۔ پس ان علماء حق سے جن کرامات کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ بھی براہ راست اللہ کا فعل ہوتا ہے جو ولی اللہ کی صداقت کے لئے وجود میں آتا ہے۔ حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہؒ ایک صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی طرف سے بے شمار کشف و کرامات منسوب ہیں۔ لیکن آپ کی سب سے بڑی کرامت سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احیا ہے۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ وقت میں جب میری سنت معدوم ہو رہی ہو اسے زندہ کرنے والے کو سوشہیدوں کا ثواب ملے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب معاشرہ میں براہمیوں کا پھیلاؤ و زہام ہونے لگتا ہے اور شعائر اسلام کی حقیقی روح مجروح ہونے لگتی ہے تو ایسے وقت میں اس کے سدباب اور اصلاح احوال کے لئے ذات باری تعالیٰ خود ہی کوئی نہ کوئی سبب بنا دیتا

ہے۔ خود کرے تو اس کو قدرت کہا جاتا ہے۔ پیغمبر سے کر لے تو معجزہ اور ولی سے کر لے تو اسے کرامت کہتے ہیں۔

عقائد اہلسنت کے مطابق دلی کی کرامت برحق ہے جب کہ اس کا اظہار اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوتا ہے۔ پاک سرزمین گورڈہ شریف پنجاب کے باسیوں کی اصلاح اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ اجل شانہ نے حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستی کو پیدا فرمایا!

آپ نے خطہ پنجاب اور پوٹھوار میں رشد و ہدایت اور دین حقہ کی سربلندی کے لئے جو خدمات سرانجام دیں۔ وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ نے اپنے وعظ و نصیحت، بے ریا، عبادت و ریاضت اور اخلاقِ حسنہ کے ذریعے عبد و معبود کے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو پھر سے استوار کیا۔ ہزاروں بے نور قلوب کو نورِ الہی سے منور فرمایا! اگر اہوں کو راہِ ہدایت دکھائی۔ مردہ دلوں کو زندہ کیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت ہوگی۔ نبوت اور معجزات کا سلسلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے بعد تبلیغ دین کی ذمہ داری علماء حق کے ذمہ ہے۔ اولیاء اللہ نے اس مشن کو جاری رکھا۔ ان کے تبلیغی ثمرات سے مخلوق خدا آج تک مستفید ہو رہی ہے اور تاقیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اولیاء اللہ سے جن کرامات کا ظہور ہوا۔ وہ ان کی دلالت کی صداقت کا ثبوت تھا۔

حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کا سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ ہر روز ہزاروں دامن مقصود حاصل کرتے ہیں۔ جہاں کسی نے پکارا دستیگری کی، ہر آنے والا

خود اپنی کرامات دیکھتا ہے۔ آپ کی کرامات تو بے شمار ہیں۔ اگر میں تفصیلاً
تحریر کروں تو ایک عیلہ کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ لہذا میں چند ایک
مشہور کرامات کا اندراج کر کے انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بلال بدر سے ہو وہ تیرا جمال نہیں

کمال حسنِ خدا از کوزوال نہیں

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے سے

کامل لوگ کرامت والے صاحب صدق صفایاں

مٹی نون اکیر بناندے کھنڈاں نال رلایاں

طالبِ دعا، خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی



کرامات کا ظہور

کرامت نمبر

ایک انگریز نے اسلام قبول کر لیا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کے ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ہاتھ میں تیسخ لئے ہوئے گھوم رہے تھے اور درو وظائف کی منزل میں مشغول تھے گاڑی میں ایک انگریز سوار تھا جو دیکھ کر رہ نہ سکا۔ فوراً نیچے اتر آیا جس نے اپنے گلے میں پتول لٹکایا ہوا تھا۔ آکر حضرت صاحب پر سوال کرنے لگا۔ تیسخ کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا۔ باباجی یہ کیا ہے؟ آپ نے ایک سیکنڈ کے لئے خاموشی اختیار کی، پھر اُس کے پتول کی طرف دیکھا، فرمایا یہ کیا ہے انگریز نے کہا۔ یہ میرا ہتھیار ہے۔ آپ نے فرمایا! یہ میرا ہتھیار ہے۔ انگریز کہنے لگا۔ باباجی یہ آپ کو کس نے دیا ہے؟ آپ نے فرمایا! یہ ہمیں پیران پیر دستگیر، محبوب سبحانی، غوث صمدانی، شہباز لامکانی، قطب ربانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، شہنشاہ بغداد گیارہویں والے پیر نے دیا ہے۔ انگریز نے کہا یہ کس کام آتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا! یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اذکار کرنے کے کام آتا ہے۔ مگر انگریز کو پھر بھی چین نہ آیا۔ نزدیک آکر تیسخ کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا۔ باباجی! یہ ہتھیار کس کام آتا ہے۔ حضرت صاحب؟

نے انگریز کے پستول پر انگلی رکھ کر فرمایا! یہ ہتھیار کس کام آتا ہے۔ انگریز نے پستول کھولا۔ گولی بھری پھر پیر مہر علی شاہ صاحب کو کہنے لگا۔ باباجی ذرا دیکھنا وہ سامنے درخت پر ایک فاختہ (گھگی) بیٹھی ہوئی ہے۔ چہک رہی ہے۔ گلوگو۔ یوسف کھوہ۔ کہنے لگا باباجی دیکھو۔ میرے ہتھیار کا کمال پستول نکالا۔ گولی بھری۔ نشست باندھی اور فائر کر دیا۔ جو گولی ہواؤں فضاؤں اور خلاؤں کو چرتی ہوئی فاختہ (گھگی) کے سینے میں جا لگی۔ گھگی ترپ کر زمین پر ٹھنڈی ہو گئی۔ انگریز نے کہا۔ دیکھا باباجی ہمارے ہتھیار کا کمال۔ ابھی زندہ تھی۔ ابھی مردہ ہو گئی۔

حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ گورڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی درود شریف والی تسبیح مردہ پرندے گھگی کے ارد گرد تین بار پڑھ کر چھونک لگائی وہ اڑتی چہکتی ہوا کی فضاؤں سے ہوتی ہوئی اسی درخت کی اسی ٹہنی پر جا بیٹھی۔ جہاں سے انگریز نے گولی مار کر گرائی تھی۔ حضرت صاحب نے فرمایا! دیکھا ہمارے ہتھیار کا کمال۔ مرے ہوئے پرندے کو زندہ کر دیا۔ حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گورڑوی اکثر فرمایا کرتے تھے۔ مجھے تسبیح جو ملی ہے۔ یہ شہنشاہ بغداد گیارہویں والے پیر کا تحفہ ہے۔ ہاتھ میں تسبیح رکھا کرو اور کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا

محمد و بركات و سلام

فقروں کی دعاؤں سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہر دل میں ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کرامت نمبر ۲

حضرت دیوان صاحب پاپتین شریف کی عقیدت و اولادِ نرینہ

موج میں جب آگے قطرے سے دریا کر دیا
 پڑ گئی جس پر نظر بندے کو مولا کر دیا
 حضرت دیوان سید محمد کو پاک پتن شریف کی گدی سے زبردستی
 محروم کر دیا گیا اور حضرت اعلیٰ قبلہ رضی اللہ علیہ کی دعا سے یہ کرامت ظاہر
 ہوئی کہ ان کو دوبارہ گدی مل گئی۔ حضرت دیوان صاحب اولادِ نرینہ سے
 محروم تھے اور عام مشہور تھا کہ آپ پر جادو کر دیئے گئے کہ اولادِ نرینہ
 ہو۔ حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ کی نگاہِ کرم سے دیوان غلام قطب الدین
 پیدا ہوئے۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے
 مرد ملے تے درد کو اوے اوگن دے گن کر دا
 کامل پیر محمد بخش اعلیٰ بناون پتھر دا

کرامت نمبر ۳

انگریز حکومت کے ارادہ پر بارگاہِ غوث میں فریاد

حضرت صاحب کو اطلاع ملی کہ آپ کو ملک سے جلا وطن کر دیا جائے
 گا۔ اس کے بعد آپ نے جواب میں مسکرا کر فرمایا: جو حکومت مجھے جلا وطن

کرنا چاہتی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ بفضلِ خدا خود ہی جلا وطن ہو جائیگی۔

کرامت نمبر ۴

حضرت غوثِ الاعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ عالی میں استغاثہ

ان ہی ایام میں حضرت قبلہ عالم قدس سیرۃ نے بحضور جناب غوثِ پاک رضی اللہ عنہ پنجابی زبان کے مندرجہ ذیل اشعار میں استغاثہ پیش کیا تھا

رور و لکھنے چٹھنے درداں بھریئے، پتہ بچھیں بغداد دے واسیاں دا
 دیہوں جا سینہ پڑا دکھاں بھریا انہاں اکھیاں درس پیاسیاں دا
 آہیں سولاں بھریاں سینے سڑے وچوں نکلن حال ایہہ سدا واسیاں دا
 تیرے مڈھ قدیم دے بردیاں نوں لوک دس دے خوف چڑیاں دا
 دستگیر کر مہرتوں مہر علی تے کون باجھ تیرے اللہ واسیاں دا

تو ہے غوث کہ ہر غوث ہے شیدائی
 تو ہے غیث کہ ہر غیث ہے تیرا

کرامت نمبر ۵

ایک نابینے کو نظر مل گئی

ایک روز حضرت صاحبِ سواری سے اتر کر مہمان خانے میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ وہاں ایک نابینا رات مندرجہ موجود تھا۔ آپ نے دیکھا

تو فرمایا! کہ میں کل پاکستان شریف کے سفر پر جا رہا ہوں۔ تم اب واپس وطن چلے جاؤ۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ اس نابینا نے حضرت صاحب کی آواز پہچان لی اور کہنے لگا۔ آپ عبدالقادر (قادر مطلق کے بندے) ہیں خدا کے لئے مجھے بنیائی عطا کیجئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا! نہیں ایسا مت کہو۔ کار ساز اور بنیائی عطاء کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ ہاں جب کوئی کام کرنا چاہتا تو اپنے خاص بندوں کا دل اس طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ ہم دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ یہ فرما کر آپ چلے گئے۔ دوسرے روز جب وہ شخص واپس جانے لگا تو ریلوے اسٹیشن گولڑہ جاتے ہوئے اس کی بنیائی درست ہو گئی۔ بیٹے سے کہا کہ میری لاکھی چھوڑ دو۔ میری بنیائی ختم ہو چکی ہے۔ خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی دعا سے اور خدا رسول کے فضل و کرم سے نظر آگئی ہے اور مجھے سب کچھ صاف صاف دکھائی دے رہا ہے۔ میاں محمد بخش صاحب چشتی کا بیان ہے کہ یہ واقعہ میرے سامنے پیش آیا تھا اور میں خود اس شخص کو ریلوے اسٹیشن تک جاتے دیکھا ہے۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے ہ
دودھ وجود تیرے وچہ شیریں روغن دار سمانی
مرشد لادے جاگ پر م دی تاں جمداد دودھ پانی

کرامت نمبر ۶

ایک پٹھان کو بیٹا مل گیا

حضرت صاحب کی بیماری کے دنوں میں ایک پٹھان اور اس کی بیوی

آئی۔ یہ دونوں میاں بیوی کمرہ کے باہر دروازے کی درہلیز پر بیٹھ گئے کچھ
 دیر بعد بیوی نے خاوند سے کہا۔ ”پیر صاحب سے کہہ ناں کہ دعا کریں کہ
 خدا ہم کو اولاد دے۔“ پٹھان نے جھڑک کر کہا ”چپ رہ۔“ دیکھتی نہیں ہے
 پیر صاحب کتنی تکلیف میں ہیں اور تو کہتی ہے کہ اولاد کے لئے کہوں۔“
 اس وقت کمرہ میں مولوی محبوب عالم اور سائیں نجت جمال صاحب
 قوال بھی موجود تھے حضرت صاحب نے اپنی دھیمی آواز میں فرمایا کہ
 محبوب اس سنگی کو بلاؤ۔ میری طویل بیماری میں ہر شخص اپنے لئے
 ہی دعا کرتا رہا ہے۔ آج میری تکلیف میں اس شخص کو رنج پہنچا ہے
 آپ نے اجوائن دم کر کے دی اور دعا بھی فرمائی۔ اگلے سال جب یہ
 دونوں میاں بیوی نوزائیدہ فرزند کو لے کر حاضر ہوئے تو سائیں نجت
 جمال کہتے ہیں کہ اس وقت بھی اتفاق سے میں اور جناب مولوی محبوب
 عالم صاحب ہی حضرت صاحب کے کمرہ میں حاضر تھے۔ حضرت صاحب
 کی اجوائن دم کی ہوئی بہت زیادہ مشہور تھی۔ اکثر لوگوں کو آپ کی دم
 کی ہوئی اجوائن پر از حد بھروسہ تھا اور شفا ملتی۔

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمتِ فقیروں کی
 نہیں ملایا گو ہر بادشاہوں کے خزانوں میں

کرامت نمبر ۷

ایک لطیفہ اسی ضمن میں ملاحظہ فرمائیے

ایک مرتبہ آپ نے بچپن کے دوست ملک پائندہ خان صاحب

جو کہ حسن ابدال کے زمیندار تھے۔ آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ اس وقت قیلولہ فرما رہے تھے۔ کمرہ کے باہر بچوں نے شور و غل مچا رکھا تھا۔ جنہیں ملک پائندہ خان نے بار بار جاکر منع کیا کہ شور نہ کرو۔ ایک مرتبہ حضرت صاحب نے بے چین ہو کر فرمایا کہ ملک! یہ کیسا شور ہے! تو پائندہ خان نے جنہیں بچپن کی دوستی اور اخلاص نے قدرے بے تکلف بنا رکھا تھا کہا۔

”جوان! ایہہ تینڈی جوائن پئی چیکدی اے“
 ”یعنی یہ آپ کی اجوائن نے شور مچا رکھا ہے۔“
 میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے
 قلم ربانی ہتھ دلیاں دے آئی لکھے جو من بھاوے
 دلیاں نوں رب طاقت بخش پئی لکھے لیکھ مٹاوے

کرامت نمبر ۸

شاہی مسجد لاہور کے حجروں میں قیام

۱۳۰۱ھ میں حضرت چند روز کے لئے گولڑہ شریف آئے اور مختصر قیام کے بعد پھر واپس لاہور چلے گئے۔ اس مرتبہ شاہی مسجد کے حجروں میں مقیم ہوئے۔ مولوی محمد اسماعیل امام مسجد گولڑہ شریف، مولوی فقیر اللہ نور المعروف بیکے والا ساکن تنادلی ضلع ہزارہ اور قاضی فیض عالم سکنا کینٹی مرزا تحصیل گوجر خان وغیرہ تحصیل علم کے سلسلہ میں آپ کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے علاوہ دیگر مقامی طالبان علم بھی آپ سے درس حاصل

کرتے تھے۔ مولوی محبوب عالم جو ابھی ابتدائی کتب پڑھتے تھے۔ گورۃ شریف
 میں ہی رہے۔ حضرت شاہی مسجد میں اعلیٰ کتب کا درس دیتے تھے اور
 جب جی میں آتا راوی کے جنگل میں یاد الہی میں جام صرف ہوتے۔ اس جگہ پہلے
 طالبان علم کو کھانے کی بہت تکلیف ہوتی۔ کئی کئی وقت ناقہ رہتا مگر اس کے
 باوجود ان لوگوں نے اپنا کام جاری رکھا۔ ایک روز مولوی محمد اسماعیل نے عرض
 کی حضرت! آپ کو تو اللہ اللہ کرنے کی وجہ سے روحانی تغذیہ کی فراوانی کے
 باعث جسمانی غذا کی ضرورت کم محسوس ہوتی ہے۔ لیکن ہم نفسانی لوگ بغیر غذا
 جسمانی کیسے وقت گزار سکتے ہیں۔ آپ نے متعجب ہو کر دریافت فرمایا کہ کیا
 آپ لوگوں کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا۔ انہوں نے عرض کی کہ نہیں آپ
 خاموش ہو گئے۔ مگر اسی روز سے لوگوں نے خود بخود ہر قسم کا کھانا وافر مقدار میں
 لانا شروع کر دیا۔ کھانا بھی اچھی قسم کا یعنی گوشت روٹی، پلاؤ، زردہ وغیرہ ہوا
 کرتا اور آئندہ اس ضمن میں طلباء کو کبھی کوئی شکایت نہ ہوئی۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے

ہر مشکل دی کنجی ادیار و ہتھ مرداں دے آئی
 مرد نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کافی

کرامت نمبر ۹

ایک اور عاشق دیوانہ

حضرت کے جمال جاں نواز کا ایک اور عاشق بھی مجذوب ہو گیا تھا۔ یہ
 آپ کی مسجد کے باہر پڑا رہتا اور پانچ وقت جب آپ نماز کے لئے آتے تو

نظر اٹھا کر آپ کو دیکھ لیتا۔ اور کبھی کبھی آپ کے پیچھے سفر میں بھی پہنچتا۔ حضرت کے سال بھر میں دو ہی سفر مقرر تھے۔ ایک سیال شریف کا اور دوسرا پکتین شریف کا۔ ایک مرتبہ پکتین شریف میں خاتقاہ معلیٰ کے شمالی دروازہ کی ٹیڑھیوں میں حضرت کی گزرگاہ پر پڑا ہوا تھا۔ جب حضرت کا معاذ ہام خلق کے وہاں سے گزر ہوا تو اٹھ بیٹھا اور کہا: پیر جی، ہمارا اعتقاد آپ سے اٹھ گیا ہے حضرت نے ایک طویل آہ لے کر فرمایا: میاں دعا کرو کہ میرا اعتقاد تم پر سے نہ اٹھ جائے۔ اکثر اہل دل یہ بات سن کر بے اختیار رو دیئے کہ سوک کا کتنا بڑا مسد کس آسان لفظی سے حل فرما دیا ہے۔

انسوس یہ لوگ ظاہر نہیں کرتے تھے کہ آپ ان کو کیا دکھائی دیتے تھے اور درحقیقت کیا تھے۔ حال کی بات قال میں کیسے سمجھنی جا سکتی ہے۔ یہ کام ہم ہی ظاہر بنیوں کو کرنا پڑتا ہے جو مادی اقدار کی پابندیوں میں جکڑے ہوئے مورخ۔ مقنن یا مولوی بن کر رہ گئے ہیں۔ ان لوگوں کی لقائے الہی کے حسرت دارمان میں رونے والی آنکھیں شاید اشکوں کی عینک سے شیخ طریقت کے آئینہ جمال میں اس حسن حقیقی کا جلوہ دیکھ لیتی ہیں جس کی نسبت خود حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے فرمایا ہے۔

ایہ صورت ہے بے صورت تھیں بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ سے اس صورت تھیں وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں
اور کسی اور صاحب نے بھی خوب کہا ہے۔

تیری جبین سے آشکار پر تو ذات کا فروغ
صلی اللہ علیٰ نورہ دم قرآن کریم گواہ ہے کہ ان لوگوں کے دل آنکھیں ہوتی
ہیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ یہی ظاہری آنکھیں پر تو جمال حقیقی سے روشن تر

ہو کہ بشری قیود و حدود سے ورہی دیکھ لیتی ہوں۔ بہر حال اس زمانہ میں حضرت کی دید برق جہاں سوز سے کسی طرح کم نہ تھی جو آنکھ آپ کے چہرہ مبارک پر پڑ جاتی ہمیشہ کے لئے گریہ ہو جاتی خصوصاً نوجوان طبقہ پر آپ کی نظر کیمیا اثر کا نتیجہ یہ نکلتا کہ وہ گھر بار چھوڑ دیتے۔ شادی بیاہ کی تسبیحیں توڑ دیتے اور تمام علائق دنیوی سے قطع تعلق کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں مبتلا ہو جاتے آپ کے نیاز مندوں کو کہتے ہی ایسے حضرات کا حال معلوم ہے جو بچپن میں ہی اس نگاہ خدا آگاہ کے تیرنیم کش سے گھائل ہو کر، جایدادیں اور گھر بار چھوڑ کر آپ کی خدمت میں تجرید کی زندگیاں بسر کر گئے۔

کرامت نمبر ۱۰

ملا صاحب ہڈہ کی غزائیں نظر آنا

حاجی محمد دین صحائف (پشاور) روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہ دیوان خانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک افغانی آیا اور پشتو میں بات کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے پوچھو کیا چاہتا ہے۔ اس نے اپنا ایک چم دیدہ ماجرا بیان کیا۔ میں نے اس کی پشتو کا ترجمہ آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ کہتا ہے کہ انگریزوں کے ساتھ ملا صاحب ہڈہ کی غزائیں آپ کو میں نے مشکی گھوڑے پر سوار دیکھا ہے۔ آگے آگے آپ تھے آپ کے پیچھے ملا صاحب تھے اور ان کے پیچھے غازی تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ منشی صاحب یہ دیوانہ (دلو) ہے۔ اس کو چپ کراؤ۔ مگر وہ خدا کی قسم کھا کر کہتا تھا کہ میں نے آپ کو وہاں دیکھا ہے اور یہاں بھی آپ موجود ہیں۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔
 کامل لوگ کرامت ولے صاحب صدق صفایاں
 مٹی نول اکیر بنا ندے کھنڈاں نال رلایاں
کرامت نمبر ۱۱

حل مشکلات کے لئے مدینہ منورہ سے ایک تار

حضرت سیدنا احمد عطاءس مدنی دام فیضہ نے جن کے بعض مبارک حالات کسی پھیلے باب میں درج ہو چکے ہیں۔ ایک مرتبہ مدینہ شریف سے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے نام پر ارجنٹ ٹیلیگرام بھجوائی تھی۔ حالانکہ اس سے بہت پہلے حضرت کا وصال ہو چکا تھا۔ جب حضرت بابوئی مدظلہ العالی سے ملاقات ہوئی تو بیان فرمایا کہ ایک سخت مہم درپیش تھی جو تار کی روانگی کے بعد فضل تعالیٰ حل ہو گئی۔ اور فرمایا کہ عرصہ ہوا کہ ایک عرب سلطنت کا وزیر بادشاہ کے عتاب میں آ گیا تھا جس نے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک پر مدینہ شریف تار بھجوایا تھا اور اپنے درجہ پر مجال ہو گیا تھا۔ ہمیں وہی مثال یاد تھی جس پر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے نام نامی پر تار بھجوانے کا خیال پیدا ہوا۔

کرامت نمبر ۱۲

ایران میں اونگھتے مرید کو اشارہ کر کے لاری کے حادثہ بچایا

حاجی محمد ایوب صاحب سلمی (پشاور) رات کے وقت ایران میں سفر کر رہے تھے۔ نیند کے غلبہ میں اونگھ رہے تھے۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت

قبلہ عالم قدس سترہ فرما رہے ہیں۔ "لاری کو روکو آگے گڑھا ہے" انہوں نے فوراً لاری کو روکوا یا اور اتر کر دیکھا تو صرف چند گز کے فاصلہ پر سامنے ایک بہت بڑا گڑھا موجود تھا۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے
مرد ملے تے درد گوائے او گن دے گن کرے
کامل پیر محمد بخشا عمل بناون پھرے

کرامت نمبر ۱۳

مرید کو اشارہ کر کے ڈوبنے والے جہاز سے بندرگاہ پر اتر والیا

حضرت قبلہ عالم قدس سترہ کا دامن حفاظت آشناؤں اور مریدوں پر آسمان کی طرح ہرزین اور ہر مقام پر سایہ فگن رہتا ہے۔ خان صاحب غلام رسول خاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مرکزی خفیہ پولیس برطانوی ہند کو بحری جہاز کے سفر میں خواب میں فرمایا کہ اگلے کولنگ اسٹیشن پر جہاز سے اتر جانا۔ چنانچہ جب جہاز اگلی بندرگاہ پر پہنچ کر کولنگ لینے لگا تو یہ اپنا سامان لے کر اتر گئے۔ جہاز کی روانگی کے دو گھنٹے بعد ایس او ایس (sos) موصول ہوئی کہ جہاز ڈوب رہا ہے۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے

بھر بھر پیالے رحمت والے دیوے مردنیارا

لیون والا رہے نہ خالی سُن توں میرا یارا

کرامت نمبر ۱۴

خواب میں اشارہ فرما کر قتل ہونے سے بچایا

اس سے کچھ عرصہ پہلے یہ خان صاحب سیالکوٹ میں کچھ سکھ ڈاکوؤں کو بطور مشتبہ بٹھا کر تفتیش کر رہے تھے۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہؑ فرماتے ہیں۔ اپنی حفاظت کرو یہ سکھ تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں، یہ اٹھ کر صحن مکان میں ایک گھنے درخت پر چڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوگ برہمیوں اور کلہاڑیوں سے مسلح ہو کر ان کے بستر پر آئے اور اسے خالی پا کر کمروں اور غسل خانوں میں تلاش کرتے رہے اور پھر مایوس ہو کر چلے گئے۔

ایہہ راتیں کر کر زاری روندے نینداکھیں تھیں دھونڈے
نجری ادگنہ گارسداون سب تھیں نیویں ہوندے

کرامت نمبر ۱۵

خواب میں اشارہ کر کے چوری برآمد کروادی

انہی خان صاحب نے ایک مرتبہ روس میں خواب میں دیکھا کہ حضرت فرما رہے ہیں۔ "بانگ کانگ میں تمہارے مکان پر چوری ہوگئی ہے" اسی روز سفارت خانہ کی معرفت وائرلیس پر دریافت کرنے سے اس کی تصدیق ہوئی اور چوری بھی مل گئی۔ محکمہ سفارت کے افسر دونوں جگہ حیرت کا اظہار کرتے تھے۔

میں نیواں میرا مرشد اچھا میں اچھیاں دے سنگ لائی
صدقے جاواں ایہناں اچھیاں توں جنہاں نیویاں نال نبھائی

گرامت نمبر ۱۶

سفر سے روک کر ریل کے حادثہ سے بچالیا

حضرتؒ کے چھوٹے بھائی جناب پیر ولایت شاہ صاحبؒ ایک شادی
میں شامل ہونے کے لئے بذریعہ ریل گاڑی سفر پر تیار تھے۔ حضرتؒ نے بلوا
کر فرمایا کہ اس گاڑی سے نہ جانا۔ انہوں نے عرض کیا کہ نکاح اور شادی کی
تقریب ہے اور یہ آخری گاڑی ہے۔ اگر میں نہ پہنچا تو ان لوگوں کو سخت
مایوسی ہوگی۔ مگر آپ نے تاکیداً منع فرما دیا اور یہ رک گئے۔ وہ گاڑی لالہ موسیٰ
کے قریب ایک اور گاڑی سے ٹکرائی جس سے بہت جانی نقصان ہوا۔
ایسے واقعات میں تو دراصل اسی کارساز حقیقی کا ہی ہوتا ہے
مگر بوجہ اس کائنات کے عالم اسباب ہونے کے اس کا ظہور وہ اپنے
مقبولوں کے ذریعہ کرتا ہے۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف زماندے نے
کانیاں نکل کمانوں و گیاں ایہناں پچھاں موڑ بھو وایاں
ایڈورنڈ انجشیا نے نالے شانائے تے دیایاں

کرامت نمبر ۱

اجابتِ دعا اور متوسلین کی دستگیری

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی اجابتِ دعا اور مہمات میں اجباب کی دستگیری کے واقعات ضربِ امثل ہیں اور وصال کے بعد بھی بدستور ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ حضرت دیوان سید محمد صاحب پاکستان شریف کی سجادہ نشینی اور حضرت صاحبزادہ محمود صاحب تونسوی کے استقرارِ حق کے مقدمات پر یومی کونسل تک جا کر آپ کی دعا سے ان کے حق میں فیصلہ ہوئے۔ گورنر سردار محمد عظیم خان کی جائیداد کا مقدمہ چیف کورٹ تک گیا۔ اس گاؤں کے ایک فقیر صاحب نے پیغام بھجوایا کہ آپ عظیم خان کے حق میں دعا نہ کریں۔ کچھ نام نہ نہیں ہوگا۔ میں نے لوح محفوظ میں دیکھ لیا ہے کہ جائیداد میرے مریدوں سے باہر نہیں جاسکتی۔ حضرت نے جواباً فرمایا: فقیر صاحب کو میرا سلام دینا اور کہنا کہ مجھے لوح محفوظ تو نظر نہیں آتی مگر میں اس وقت تک اپنے اللہ کا دامن نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک یہ ساری جائیداد عظیم خان کو نہیں مل جاتی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آخر میں چیف کورٹ سے یہ ساری جائیداد عظیم خان کو مل گئی۔

امیر افغانستان، نواب صاحب بہادر پور اور والی ریاست انب در بند کی گدی نشینی میں حضرت کی توجہ اور اعانت کے واقعات بھی پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ میرا بدیہ کے محمد حسین کو عین پھانسی کے تختے پر موت سے رہائی کا حکم ملا تھا۔ اس کی والدہ نے صرف ایک روز پہلے آکر فریاد کی تھی جب کہ رحم کی اپیل

مسترد ہو چکی تھی۔ اس واقعہ کے متعلق اپنے ایک مکتوب گرامی میں استمداد
اولیاء اللہ کے ضمن میں خود تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اس نازک وقت میں
حضور سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استغاثہ کیا تھا۔

علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے

نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ لقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کرامت نمبر ۱۸

ابتلا کے دور ہونے کی بشارت

ملک شیر محمد صاحب ٹوانہ ولد ملک بخش خان صاحب ایک مقدمہ میں
چھ سال قید ہو گئے تھے اور تمام اپیلیں مسترد ہو گئی تھیں۔ حضرت نے فقیر عبداللہ
صاحب کو ملک صاحب کے خاندان کی تسلی کے لئے روانہ فرما کر بعد میں ایک
نوازش نامہ بھی تحریر فرمایا جو مکتوباتِ طیبات میں شائع ہو چکا ہے کہ انہیں
کہہ دو انشاء اللہ تھوڑے دنوں کے اندر یہ مصیبت ابتلا دور ہو جائے گی۔
اچانک ملک و کٹوریہ کا انتقال ہو گیا اور ان کے بیٹے کی تخت نشینی کی خوشی
میں عام قواعد کے خلاف ملک صاحب کو رہائی مل گئی۔ اور کچھ عرصہ بعد پہلے
سے بھی بڑی ملازمت پر چلے گئے۔



کرامت نمبر ۱۹

انیکلو انڈین ریلوے گارڈ پر سماع کا اثر

رات کا وقت تھا۔ ریل گارڈ جنڈ بسال لائن پر دیران پہاڑیوں میں سے گزر رہی تھی۔ حضرت کا قوال بخت جمال، حضرت کی فرمائش پر پنجابی کے یہ اشعار "چلتی گوری" راگنی میں گارہا تھا۔

دکھونی کی کر گیا ماسی و لڑی لے کے ہو گیا رہی
 (اے سہیلیو دکھو میرے پی نے میرے ساتھ کیا کیا۔ وہ میرا دل لے کر چلتا بنا)
 ماسی دے سینہڑے میوں کوکاں، کوک ستاواں کیوں
 (میں اپنے پی کو اپنا پیغام کیسے پہنچاؤں اور اپنی فریاد کسے سناؤں)
 بسدیاں گل وچ لے گئی پھای دیکھونی کی کر گیا ماسی
 (وہ مجھ ہنستی کھیلتی کے گلے میں پھندا ڈال گیا اے سکھیو میرے پی نے مے ساتھ کیا کیا)
 گارڈی کا انیکلو انڈین گارڈ اجازت لے کر آپ کے ڈبہ میں بیٹھ گیا قوالی
 سنتا رہا۔ پنجابی کلام کا مطلب تو نہ سمجھ سکا۔ مگر حضرت کی کیفیت کے روحانی اثر
 سے بخود ہو کر روتا رہا اور کہنے لگا۔ جی چاہتا ہے انسان سب کچھ چھوڑ کر پیر
 صاحب کے قدموں میں زندگی گزار دے۔

کرامت نمبر ۲۰

اجمیر شریف کے قوال کا واقعہ

اجمیر شریف کے ایک قوال نے ایک موقع پر مشہور عربی نعت

الصَّبْعُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِهِ وَاللَّيْلُ دَجِي مِنْ وَفْرَتِهِ
 سنائی تو حضرت نے اسے قیمتی چُفے، کبیل اور قالین بخش دیئے اور جب
 کمرہ میں اُن سے بہتر کوئی چیز باقی نہ رہی تو اصطلح کے گھوڑوں تک نوبت
 جا پہنچی کہتے ہیں کہ اس روز آپ پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ ہاتھ
 پاؤں ٹیڑھے ہو کر بالکل سُکر کی سی حالت پیدا ہو گئی تھی۔

کرامت نمبر ۲۱

ہندو جوگی کا قبول اسلام

موضع پنڈی سید پور، تقانہ جلال پور شریف ضلع جہلم کا ایک ہندو جوگی
 لدھارام نامی۔ سدھ پور کے مقام پر حاضر خدمت ہوا اور قوالی سنتا رہا۔ پھر
 سوال کیا کہ یہ سب تو رنگ ہے، بے رنگ کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: تم
 نے عقلمندی کی بات کہی ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ رنگ بے رنگ کیا ہے پھر
 آپ نے ہندی زبان کا یہ کبت پڑھا ہے

حد پٹے تے اولیا، بے حد پٹے تے پیر

حد، بے حدود ہیں تنگھے، اُس کا نام فقیر

جوگی یہ پراسرار کلام سن کر پہلے رو پڑا۔ پھر کہنے لگا، حد، بیحد دونوں ہی
 پھلانگ جائے تو حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام ہو جائے
 اور کچھ عرصہ بعد اپنے کئی پیلوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ حضرت نے اُسے
 قبول اسلام کے بعد درود شریف کا وظیفہ بتلایا۔

کرامت نمبر ۲۲

مولانا بخش قصوری بال بال بیچ گیا

مرکزی مسجد اولپنڈی شہر کے مشہور خطیب اور مذہبی و سیاسی لیڈر مولانا بخش قصوری صاحب بیان کرتے تھے کہ ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر جب میں گھرا آیا تو اپنے شہر کے رئیس نواب زادہ فتح باز خان صاحب قصوری کے ہمراہ گولڑہ شریف حاضر ہو کر بیعت ہوا۔ واپسی پر گولڑہ ریلوے اسٹیشن سے باہر مسجد میں ظہر کی نماز کے لئے وضو کر کے نواب زادہ صاحب کے لئے آفتابہ بھر کر لے جا رہا تھا۔ کہ سامنے سے ایک تھرو گزرنے والی مال گاڑی آرہی تھی۔ میں جلدی جلدی گزرنے لگا کہ میرا پیر سنگنل کی تاروں سے الجھ گیا اور میں پٹری پر گر پڑا۔ انجن اس قدر قریب آ گیا کہ میرا اٹھ کر زرخ نکلنا مشکل تھا۔ پلیٹ فارم پر ہمسراہیوں اور دیگر مسافروں کی ہائے کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ میں نے محسوس کیا کہ اچانک ایک ہاتھ میری گردن کے پیچھے اور ایک ٹانگوں کے نیچے پڑا اور کسی نے مجھے اٹھا کر لائن سے باہر رکھ دیا۔ اور ایک آواز جو حضرت صاحب کی ہی تھی سنائی دی۔ ”ہا! ایسی غلطی چنانچہ ہم لوگ سفر ملتوی کر کے واپس حضرت صاحب کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے۔ اور قد مبوسی کی۔ اور دعا کرائی۔“

جے اک ہاہ درد دی مارن ہوند اے ملک ویرانی
کوہ قافان دے سبزے سڑوے ندی لہے نہ پانی

کرامت نمبر ۲۳

حضرت صاحب اور مولانا محمد غازی حرم کعبہ

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد غازی حرم کعبہ میں حضرت صاحب سے بحث کرنے آگئے تھے۔ اور بڑی تیاری سے آئے تھے۔ آپ کے چہرہ اقدس پر نظر پڑتے ہی ان پر گریہ طاری ہو گیا۔ باقی تمام عمر آپ کے ساتھ ہی ان کی بسر ہوئی۔

یہ اللہ والے ہیں دیتے ہیں سب کچھ
مگر چاچ لیتے ہیں دیتے ہیں بت کچھ

کرامت نمبر ۲۴

تلوار برہنہ

ایک اور شخص برہنہ تلوار لے کر آیا۔ آپ درختوں کے نیچے چار پائی پر بیٹھے تھے مگر جاگ رہے تھے۔ شیخ الجامعہ اپنے مسودہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت فرماتے تھے جب اس شخص نے چار پائی کے برابر آ کر تلوار اٹھائی تو میں نے خیال کیا بس ابھی اس دردِ سر کا قصہ تمام ہوتا ہے۔ مگر وار نہ پڑا میں نے اسے کہا کہ بھئی اپنا کام کیوں نہیں کرتے جس پر تلوار پھینک کر وہ میرے قدموں سے پیٹ گیا اور رونے لگا۔ معاف فرمادیں ہم نے اسے معاف کر دیا۔

کرامت نمبر ۲۵

آپ کی پگڑی مبارک اور رنگساز

ایک دفعہ حضرت صاحبؒ نے اپنی پگڑی مبارک راولپنڈی ایک
 للاری (رنگساز) کو رنگنے کو دی۔ اس نے عقیدت و محبت سے خوبصورت
 اور پیارا رنگ چڑھایا دین دن بعد حضرت صاحبؒ پگڑی لینے تشریف لائے
 تو رنگساز نے اپنی کارِ بگری کا ثبوت دیتے ہوئے پگڑی مبارک دکھلائی حضرت
 صاحبؒ دیکھ کر بہت خوش ہوئے فرمایا! اس کی اجرت بتائیں رنگساز کہنے لگا
 یا حضرت میں آپؐ سے معاوضہ نہیں لیتا۔ تحفہ عقیدتاً نذرانہ پیش کیا ہے
 آپؐ ایسا کریں جیسا کہ میں نے آپ کی پگڑی کو رنگ چڑھایا ہے آپؐ ایسا
 روحانی رنگ مجھے چڑھا دیں۔ حضرت صاحبؒ نے مصللاً منگوایا اور سجدہ ریز
 ہو کر بارگاہِ الہی میں سوالی ہوئے۔ آپؐ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے رنگساز
 کی تقدیر بدل ڈالی۔ اس کی زندگی خوشحال ہو گئی۔

میں کتا تو صاحب دانا پاؤ کرم دا ٹوڑا
 کتا پیٹر بیکار مکر خدمت کم شکاروں
 راکھی چوکی باجھوں کھاواں خیر تیرے درباروں

کرامت نمبر ۲۶

حضرت مولانا غلام محمد شیخ خیر کرتے ہیں

حضرت صاحبؒ کی ایک ایسی کرامت بھی ہے جس کے متعلق

بہت کم لوگوں کو علم ہے۔ حضرت مولانا غلام محمد شیخ رحمۃ اللہ علیہ جامعہ بہاول پور نے تحریر کیا ہے کہ حضرت صاحب نے ۳۰ برس تک عشا کی نماز پڑھ کر مراقبہ فرماتے تو نہ کہ خفی میں عضو بدن تو کجا سر کو بھی حرکت نہ ہوتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت سے حضرت صاحب برصغیر میں ولایت کبریٰ کے جس عالی ترین مقام پر فائز تھے۔ اس کی باطنی بہت اور وسعت کے لئے ایسی ہی بہتیاں اور عظیم امور کی عملی تکمیل شایان شان تھی۔ آپ غور فرمائیں تو آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ پاکستان کا دار الحکومت کراچی سے اسلام آباد منتقل ہو جانا اور براہ راست مقام ولایت کے سایہ میں آباد ہونا بھی ایک برکت ہی ہے۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرمادے نے
 جہاں عشق نمازاں پڑھیاں اوکدی نہیں مردے
 جے شک ہووی تاں آکے دیکھ لے قبر اے دیو بلدے

کرامت نمبر ۲۷

گھوڑ سوار کافر یا دکرنا

روایت ہے کہ آپؐ ایک دن دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے ذکر کر رہے تھے۔ آپؐ کے پاس ایک گھوڑا سوار آیا اور پوچھا یا حضرت میں اس دریا سے گزر جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا: ”تو کل اللہ کر کے گزر جا“ جب وہ دریا

میں سے گزرنے لگا تو آپ کو گھوڑے سوار نظر نہ آیا۔ اس وقت آپ نے بغداد شریف کی طرف مُنہ کر کے عرض کیا۔ یا پیران پیر محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی میں ایک دفعہ کہہ بیٹھا ہوں۔ اب میری لاج آپ کے ہاتھ میں ہے جب آپ نے دوبارہ دریا کی طرف دیکھا تو وہ گھوڑے سوار دریا کے دوسرے کنارے پر تھا۔

جے تو چاہنا این قرب ربانی بن جا سگ میراں دا
شیراں اُتے شرف رکھیندا کتا پیر پیراں دا

کرامت نمبر ۲۸

دہابی ٹولے کی آزمائش

روایت ہے کہ چند آدمیوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا۔ لاتعداد عقیدت مند لوگ دُور دراز سے آتے جاتے ہیں اور ہر ایک کی زبان سے یہی نکلتا ہے کہ ہم لوگ گولڑہ شریف خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے پاس سلام کرنے، دُعا کرانے چلے ہیں اور ہمیں کوئی پیغمبری سلام تک نہیں دیتا آوان کی آزمائش کریں۔ یہ واقعی ولی اللہ میں یاد ایسے ہی شہرت حاصل کر رکھی ہے۔ اُن دنوں حضرت صاحب تقریباً روزانہ گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے گاؤں میں سے گزر کر سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر چلہ کشی کی منزل کرتے تھے۔ آخر ایک دن یہ ٹولہ راستے میں بیٹھ کر شدت سے انتظار کرنے لگا جب پیر صاحب کا ادھر سے گزر ہوا تو ہم میں سے ایک آدمی چادر اوڑھ کر چار پانی پر لیٹ جائے تو ہم ان سے کہیں گے کہ یہ آدمی مر گیا ہے اس کا

جنازہ پڑھا دیں۔ اگر انہوں نے زندہ آدمی کی نماز جنازہ پڑھا دی تو پھر یہ ولی نہیں ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد پیر صاحبؒ اسی راستے سے گذر رہے تھے تو انہوں نے گھوڑا روک لیا اور کہنے لگے یا حضرت ہمارا ایک آدمی مر گیا ہے آپ اس کا نماز جنازہ پڑھا کر جائیں۔ آپ نے فرمایا اس کا نماز جنازہ اپنے امام مسجد سے پڑھوائیں۔ وہ کہنے لگے نہیں حضور یہ آدمی اپنی زندگی میں نصیحت کر گیا تھا کہ جب میں مروں گا تو میرا جنازہ مہر علی شاہ صاحبؒ گواڑہ شریف والے ہی پڑھائیں گے۔ خیر آپ نے جنازہ پڑھا دیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیئے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا تو جس کا جنازہ پڑھایا گیا اس کو مرا ہوا پا کر سب حیران ہو گئے۔ پھر پیر صاحب کے تھے دوڑے اور آوازیں دینے لگے۔ یا حضرت گھوڑا روکو ہم نے تو مذاق کیا تھا۔ آپ کی آزمائش کی تھی مگر الٹ ہو گیا ہے۔ اب یہ مرا ہوا آدمی زندہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا: تم لوگ جب کوئی جانور ذبح کرتے ہو تو کتنی تبکیریں پڑھتے ہو۔ وہ کہنے لگے حضور تین۔ آپ نے فرمایا او بے وقوفو ہم نے چار تبکیریں پڑھی ہیں۔ چار تبکیر نماز جنازہ پڑھائی ہے۔ اب یہ زندہ نہیں ہو سکتا اور لوگ روز محشر کو اٹھیں گے۔ مگر یہ روز محشر کو بھی نہیں اٹھے گا۔ آئندہ کے لئے ولیوں کی آزمائش کرنی چھوڑ دو۔ یہ راز مخفی ہوتے ہیں۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے

کانیاں نکل کمانوں و گیاں اینہاں پچھاں موڑ بھو دایاں

ایڈازور خدا بخشیا نے فلے شانائے وڈایاں

کرامت نمبر ۲۹

گائے کی بچھڑی سے بچھڑا

روایت ہے کہ پیر سید غلام محی الدین بابو جی صاحبؒ کا بچپن کا زمانہ تھا تو انہیں گائے کے بچھڑے رکھنے اور اس کے ساتھ کھیلنے کا بڑا شوق تھا مگر گھر میں حضرات خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے ہاں کوئی بچھڑا وغیرہ نہ تھا بلکہ ایک گائے شیردار ہونے والی تھی۔ اس دوران بابو جیؒ اپنے محلہ کے بچوں کے ساتھ کھیلنے لگے۔ ایک دن بابو جیؒ کو چند مرید ہمراہ لے کر پیر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گزاری یا حضرت دعا فرمائیں۔ گائے شیردار ہونے پر بچھڑا دے تاکہ بابو جی صاحبؒ کا شوق پورا ہو جائے کیونکہ ان کو بچھڑا دوڑانے کا انتہائی شوق ہے۔ آپؒ نے بارگاہ الہی میں دعا کی اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ گائے شیردار ہونے پر بچھڑا ہی دے گی۔ قدرت خداوندی کہ چند دن بعد گائے شیردار ہو گئی تو بابو جی صاحبؒ چند خلفاء کو ہمراہ لے کر دیکھنے گئے۔ آیا بچھڑا ہے یا بچھڑی۔ دیکھا تو بچھڑی۔ خلفاء بابو جی صاحبؒ کو ہمراہ لے کر حضرت صاحبؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے یا حضرت گائے سردار ہو چکی ہے۔ بچھڑی دی ہے۔ آپؒ نے فرمایا۔ دوبارہ جا کر غور سے دیکھو۔ تم لوگوں نے جلدی سے دیکھا ہو گا۔ وہ تو بچھڑا ہے۔ خلفاء بابو جیؒ کے ہمراہ دیکھنے گئے تو واقعی بچھڑا ہی تھا۔ واہ سبحان اللہ! ۵

سچے مرد صفائی والے جو گل کہن زبانوں

اللہ پاک اور مہینہ اپنی خبر قراتوں

کرامت نمبر ۳۰

ایک اجرتی قاتل

ایک حاسد جان لینے کے درپے ہوا اور کئی جتن کئے مگر وہ دشمن چہ کند چوں مہرباں باشد دوست
یعنی حاسدین نے ایک اجرتی قاتل کو خنجر دے کر بھیجا جو موقعہ پا کر پلنگ کے نیچے چھپ گیا۔ آپ مسجد میں عشاء کی نماز ادا کر کے واپس آ کر پلنگ پر لیٹ گئے لیکن اسے حملہ کی جرات نہ ہوئی۔ اتفاقاً کڑوٹ بدلتے وقت آپ کا بازو نیچے ٹک کر اسے جا لگا۔ جس پر وہ پسینہ پسینہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ کچھ عرصہ بعد یہ شخص کسی مقدمہ میں ماخوذ ہو کر قید ہو گیا۔ کہا کرتا تھا کہ اس معاملہ میں بے قصور ہوں۔ البتہ حضرت صاحب پر حملہ کرنے کے اقدام کا گنہگار ہوں۔ اور یہ سزا اسی قصور کی ہے۔

کرامت نمبر ۳۱

حضرت صاحب کی زلف مبارک اور مولانا غلام محمد

ایک دفعہ جب مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ سے حضرت پیر صاحب کے کمالات پر سوال ہوا تو فرمایا اَبِواللہ میں تو اس زلف گرہ گیر کا اسیر تھا۔ میری نظر تو عمر بھر اس جمال دلا آرا سے اٹھ کر کسی کمال کی طرف جا ہی نہیں سکی۔

کرامت نمبر ۳۲

حضرت صاحب اور عیسائی پادری

ایک دفعہ ایک عیسائی پادری فنڈ ریز نے حضرت صاحب کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہا۔ مگر مجلس کے اختتام کے بعد اُس نے آپ سے تحریری معافی مانگ لی۔ عیسائی فنڈ ریز نے اس خزانہ کو علم لدنی قرار دیا تھا۔

بھر بھر پیلے رحمت والے دیوے مرد نیارا
لیون والا رہے نہ خالی سُن توں میرا یارا

کرامت نمبر ۳۳

ملا اور درویش میں فرق

ایک بار ایک مولوی صاحب آپ کے پاس روحانی تعلیم کے حصول کے لئے تشریف لائے۔ انہیں دو سال کا عرصہ گزر گیا لیکن آپ نے ان کی جانب کوئی توجہ نہ کی۔ آخر کار ایک روز مولوی صاحب نے شکایت کی۔ کہ یا حضرت! مجھے عرصہ ہو چکا ہے لیکن آپ کی توجہ سے محروم ہوں۔ فرمایا صبح ناشتہ کے بعد پہلا سبق پڑھاؤں گا۔ اس روز صبح مولوی صاحب کی خدمت میں بڑا مرغین اور لذیذ ناشتہ آپ نے بھجوا دیا۔ چار پانچ پراٹھے اور ان پراٹھوں میں ایک رات کی باسی روٹی بھی رکھ دی (جیسا کہ اکثر گھرانوں میں ہمان کی ضیافت میں پراٹھوں کے ساتھ چند سادی روٹیاں بھی رکھی جاتی

ہیں) ابھی مولوی صاحب ناشتہ شروع نہ پائے تھے۔ کہ ایک بد حال فقیر نے آکر مولوی صاحب کو سلام کیا کہ جناب! میں تین دن کا بھوکا ہوں۔ براہ کرم کچھ کھانے کو عطا کریں۔ مولوی صاحب نے بڑی سوچ کے بعد فقیر کو رات کی باسی روٹی نکال کر دے دی۔ اور خود پراٹھوں سے ناشتہ کر لیا اور پھر آپ کی خدمت میں دربار میں جا پہنچا۔ آپ نے دُور سے ہی مولوی صاحب کو دیکھ کر فرمایا کہ تم امتحان میں فیل ہو چکے ہو۔ تم روحانیت سے محروم ہو۔ تم جاؤ اور پراٹھے کھاؤ۔ اس منزل میں تو دوسروں کو کھلایا جاتا ہے اور خود بھوکا رہنا پڑتا ہے۔

مرد ملے تے درد گواوے او گن تھیں گن کردا
کامل پیر محمد بخش اصل بناون پتھر دا

کرامت نمبر ۳

ایک مجذوبہ کی والہانہ صدا

ایک مرتبہ حضرت نے فرمایا کہ سہارنپور میں مسجد کے سامنے ایک مجذوب چھوٹی سی چھوٹی میں پڑی رہتی تھی جس نے ذوق و شوق کے عالم میں ایک روز چلا کر صدا لگائی۔

میری ٹوٹی چھوٹی چھوٹی پڑیا میں کبھی جی چاہے تو آپا رہے
آپ فرماتے تھے کہ اس صدا میں کچھ ایسی کیفیات دور و پہاں
تھے کہ کئی روز تک بے خودی کا غلبہ رہا۔ پس ہے سے

کہ صحبت بادل غم دیدہ اُلفت بیشتر گیرد
چراغے راہ کہ دودے بہت در سزود تر گیرد

کرامت نمبر ۳۵

حضرت باواجی فضل الدین کلیام شریف

حضرت باواجی فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ چشتیہ، صابریہ سلسلہ کے بلند پایہ بزرگ ہیں۔ ان کے پیر طریقت حافظ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ کا دریا بھی کلیام شریف ہے۔ حضرت باواجی وصیت فرما گئے تھے کہ میرا جنازہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف پڑھائیں گے۔

آنکھیں کھلی رہیں گی میری مرنے کے بعد

عادت جو ہو گئی ہے تیرے انتظار کی

”مہر منیر“ میں روایت تحریر ہے کہ جب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب جنازہ پڑھانے کے لئے کلیام شریف گئے تو کلیام شریف سے باہر حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ زندہ نظر آئے۔ جب آپ نے پوچھا باواجی آپ یہاں پھر رہے ہیں میں جنازہ کس کا پڑھاؤں گا۔ فرمایا مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ آل رسول میرے گھرائیں اور میں ان کا استقبال نہ کروں۔ ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز ریل گاڑی پر سفر سے واپس آ رہے تھے۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ جب گاڑی کلیام شریف کے قریب سے گزری تو فرمایا! گاڑی کی کھڑکیاں کھول دو۔ تاکہ باواجی کلیامی فضل الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک سے عشق الہی کی ہوائیں آتی ہیں۔

کامل لوگ کرامت والے صاحب صدق صفایاں

مٹی نول اکیس بنا دے کھنڈاں نال دلایاں

کرامت نمبر ۳۶

صاحبزادی کون؟ صاحبزادہ کون؟ آپ کون؟

حضرت کے عالم استغراق کا ایک واقعہ حضرت بابو جی مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب بڑی ہمیشہ صاحبہ لغرض زیارت حاضر ہوئیں فرمایا کون ہو؟ عرض کیا غلام محی الدین کی ہمیشہ۔ فرمایا! غلام محی الدین کون ہے؟ عرض کیا آپ کا فرزند۔ فرمایا آپ کون ہیں؟ عرض کیا مائی صاحبہ کی ہر عرض پر اسی قسم کا جواب فرمایا۔ اس قسم کا ایک اور واقعہ حضرت کے بھتیجے سید عبدالقادر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ دانتوں کے درد میں مبتلا ہوا۔ کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا تھا۔ ایک دن حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر دم فرمانے کے لئے عرض کیا۔ فرمایا کون ہے؟ عرض کیا سید عبدالقادر ارشاد ہوا کون؟ عبدالقادر عرض کیا گیا۔ آپ کے برادر سید محمود شاہ صاحب کے فرزند۔ فرمایا! کون محمود شاہ؟ یہ سن کر میں واپس آ گیا۔ بعد میں ایک اچانک اس طرف توجہ فرمائی اور حافظ سراج دین صاحب کو بھیجا کہ جا کر سید عبدالقادر سے کہو کہ فلاں آیت سات دفعہ پڑھ کر دم کرے۔ چنانچہ اطلاع ملنے پر صرف تین مرتبہ آیت پڑھنے کے بعد یہ پرائی تکلیف بالکل رفع ہو گئی

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرمادے نے

دبیر باجھوں کون لگا دے مرہم سینے چاکاں
کوئی نہیں سندا کوک محمد باجھوں مرداں پا کاں

کرامت نمبر ۳

امریکن پادری کے اس اعتراض کا جواب کہ قرآن مجید میں ہر شے کا ذکر نہیں

ایک امریکن پادری گولڈرہ شریف آیا اور مجلس میں داخل ہوتے ہی سوال پیش کیا کہ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن شریف میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے۔ حالانکہ حضرت امام حسین علیہ السلام جن کی زندگی میں قرآن شریف چھ برس تک نازل ہوتا رہا۔ ان کا نام تک قرآن مجید میں موجود نہیں حضرت امام حسین علیہ السلام نے اسلام کے لئے قربانی دی ہے۔ ایسے خادم اسلام کا ذکر تو قرآن مجید میں ضرور ہونا چاہیے تھا۔ حضرت خواجہ پیر مراد علی شاہ صاحب گولڈروی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا! کہ پادری صاحب آپ نے قرآن مجید پڑھا ہے؟ پادری کہنے لگا میں نے قرآن مجید پڑھا ہے۔ اور اس وقت بھی میری جیب میں موجود ہے۔ آپ خواجہ صاحب فرمائیے کہاں سے پڑھوں؟ آپ نے اپنے علماء کی طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا! سبحان اللہ! پادری صاحب کو بھی قرآن دانی کا دعویٰ ہے۔

یہاں ع عمر گزاری ہے اس دشت کی سیاحی میں مگر اس دعوے کی

مجال نہیں: پھر پادری سے مخاطب ہو کر فرمایا! اچھا پادری صاحب! قرآن مجید پڑھیے کہیں سے پڑھ دیجئے وہ مؤدب ہو کر بیٹھ گیا اور عربی لہجے میں ترتیل سے پڑھنے لگا: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے اشارے سے فرمایا کہ بس۔ اَعُوذُ لَوْ قرآن مجید کا حصہ نہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ہے۔ اور بقاعدہ ابجد اس کے عدد ۷۸۶ ہیں۔ اب ذرا دیکھیے۔

حروفِ ابجد

۲۱۰	عدد ہیں	_____	امام حسینؑ
۴	ہجری	_____	سن پیدائش
۶۱	"	_____	سن شہادت
۲۶۱		_____	کرب و بلا
۲۰۰		_____	امام حسنؑ
۵۰		_____	سن شہادت

میزان : ۷۸۶

اسی طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بھی حروفِ ابجد نکالو تو پادری صاحب ۷۸۶ آئیں گے۔ لہذا قرآن پاک کا آغاز ہی امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے نام مبارک سے ہو رہا ہے آپ کیسے کہتے ہیں کہ نام ہی نہیں آیا۔ یاد رکھیے اعوذ سے آپ نے شیطان کو دور کیا۔ قرآن مجید کا آغاز ہی بسم اللہ سے ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ پیر بہر علی شاہ صاحب نے فرمایا قرآن مجید کی جو پہلی آیت آپ نے پڑھی ہے۔ اس میں ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کا نام سن پیدائش، سن شہادت اور دونوں بھائیوں کے نام ہونے کا ثبوت موجود ہے۔ اگے چلیے تو شایدان کی زندگی کے کئی واقعات بھی مل جائیں۔ اس پر اس پادری نے کہا۔ عربوں کے علم ہندسہ اور جعفر وغیرہ کا ذکر مستشرقین یورپ کی کتابوں میں میری نظر سے گذرا ہے۔

لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ مسلمانوں نے ان علوم کے اندر اتنی گہری ریسرچ (تحقیق) کی ہوئی ہے۔

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے فرمایا! جب مسلمان کہتا ہے کہ قرآن شریف کے اندر ہر چیز کا ذکر موجود ہے تو اس بات کا ایک ظاہری مفہوم یہ ہوتا ہے کہ ہر اس چیز کا ذکر موجود ہے۔ جو مذہب حقہ اسلام کی ضرورت میں داخل ہے لیکن یہ کہنا بھی غلط نہیں کہ ہر وہ چیز جس سے اسلام کا ذرا سا اور دور کا تعلق ہے۔ قرآن مجید میں بیان فرمادی گئی ہے۔ ایسی چیزوں کے لئے اس ایک جلد کتاب کے اندر اظہار معنی کے طریقے لا محالہ متعدد تصور ہوں گے۔ آپ کو استاد نے بتایا ہوگا کہ حروف مقطعات کے اندر معانی اور مطالب کا ایک جہان پوشیدہ ہے اسی قسم کی کیفیت دیگر حروف والفاظ قرآنی کی بھی ہے۔ اگرچہ ان معانی پر انسان اپنی کوشش اور تحقیق سے پوری طرح مطلع نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کے باطنی رموز اور معانی پر اطلاع تحقیق اور تفتیش سے زیادہ ذمے تعلق کے فضل و کرم اور انسان کے نیک عمل پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہتا ہے حسب حاجت ان اسرار پر مطلع فرمادیتا ہے۔

سبحان اللہ اسلام کے اسی درخشندہ ماہتاب اور اسی زندہ جاوید شہید یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام کے والد گرامی باب علم سیدنا مولائے علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا تھا کہ میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنے بیٹھوں تو کئی ضخیم جلدوں میں ایک دفتر تیار ہو جائے۔

اللہ الشدائے بسم اللہ پدر

معنی ذبح عظیم آمد پسر

(مزید دیکھیے سورۃ آل عمران)

حضرت پیر غلام محی الدین المشہور بابو جی مدظلہ العالی ایک کتابی واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سواری سے

گر پڑے اور اٹھ کر کچھ دیر اسے پکڑے ہوئے آنکھیں بند کر کے کھڑے رہے۔
خادم نے پوچھا:-

حضرت! چوٹ تو نہیں آئی؟ فرمایا! نہیں چوٹ نہیں آئی۔ میں غور کر رہا تھا۔
اس وقت میرے سواری سے گرنے کا ذکر قرآن مجید میں کہاں آیا ہے۔ چنانچہ اب
علوم ہو گیا ہے کہ کہاں موجود ہے۔

کرامت نمبر ۳۸

ایک ہندو سادھو سے مسئلہ توحید پر گفتگو

حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ یہاں
گوڑہ شریف میں ہندوؤں کا ایک بڑا سادھو وار دھوار ہندوؤں نے اس کی بہت
تعظیم و تکریم کی۔ میں ایک دن باغیچہ میں طبعا کو سبق پڑھا رہا تھا کہ ناگاہ وہ سادھو
اپنے چند حواریوں کے ساتھ آیا اور شہنتوت کے درخت کے نیچے بہت دیر تک
کھڑا رہا۔ جب میں فارغ ہوا تو میرے قریب آیا اور خود بخود توحید کے تعلق گفتگو
شروع کر دی طرفہ یہ کہ یہ لوگ اہل اسلام کو ان باتوں سے بے خبر جاتے ہیں۔
جب وہ کلام سے فارغ ہوا تو میں نے کہا۔ جو کچھ تم نے کہا ہے اہل اسلام بھی ایسا
کہتے ہیں۔ لیکن قابل توجہ سوال یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بالاتفاق جہل اور لاعلمی
سے مبرا اور منزہ ہے اور اس کی مخلوق دو فرقہ ہے۔ ایک سادھو اور دوسرا گڑھی
ہندوؤں کی اصطلاح میں صاحب تجرید کو سادھو اور صاحب تعلق دنیوی کو گڑھی
کہتے ہیں۔

پس کیا وجہ ہے کہ سادھو میں تو اس سبحانہ و تعالیٰ کا علم ہے کہ غیر

نیت ہمہ اوست اور غیر سادھو میں اس کے ہمہ اوست ہونے کا علم نہیں ہے
چاہیے تھا کہ ہر دو فرقہ کو اس امر کا شعور اور وقوف ہوتا اور نہ جہل لازم آتا ہے
سادھو دریا کے حیرت میں غرق ہو کر لاجواب ہو گیا۔ بعدہ حضور نے فرمایا کہ اصل
بات یہ ہے کہ یہ لاعلمی تنزل کی صفات سے ہے نہ کہ اطلاق سے جیسا کہ باقی
لازم بشری۔

جیسے باقی لوازم بشریہ مثل اکل و شرب وغیرہ سے سفید ہو کر اس سبحانہ تعالیٰ
کی ردائے تقدس آلودہ نہیں ہوتی۔ یہاں بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے۔

کرامت نمبر ۳۹

کار کا حادثہ

ایک مرتبہ سواری کے دوران کار کو حادثہ پیش آیا۔ شاہراہ اعظم پر سنگ جانی
کی طرف سے واپس آتے ہوئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ نماز مغرب کا وقت
قریب ہے۔ کار کو روک کر کہیں نماز ادا کر لیں۔ ایک ہمراہی نے عرض کیا کہ ابھی
سورج غروب نہیں ہوا۔ نماز کے وقت تک گولڑہ شریف کے موڑ پر واقع خانقاہ
تک پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ سفر جاری رکھا گیا۔ تھوڑی دور آگے چل کر جھنگی سیدیاں
کے قریب اچانک کار سڑک سے اتر کر الٹ گئی۔ حضرت صاحب اور بابو جی تو باہر
گر گئے مگر دیگر ہمراہی یعنی مولوی محبوب عالم صاحب اور لال خان ڈرائیور کار کے
نیچے آ گئے۔ اس وقت بابو جی صاحب نے اکیلے ہی ان کو باہر نکالا۔ اور بال بال
پہنچ گئے۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تکلیف نماز مغرب میں تاخیر کا خوف نہ کرنے
پر غیرت الہی کے باعث پیش آئی ہے۔ اور انشاء اللہ سود مند ثابت ہوگی۔

هُوَ الْحَقُّ

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط

بہر ایسے آوزد مایزواں بروں

مَا خَلَقْتُ الْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

(مولانا روم)

تخلیق کائنات کے بعد ذاتِ باری تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے مختلف ادوار میں انبیاء و رسولانِ کرام علیہم السلام کو مبعوث فرماتی رہی جن کا کام انہیں یہ ذہن نشین کرنا تھا کہ موجد و خلاق عالم فقط ایک ذاتِ حق تعالیٰ ہی ہے۔

جو ہر کمال کا منبع اور مخلوق کے لئے واحد مستحقِ عبادت و بزرگی ہے۔ یہ سلسلہ رسالت حضور پر نور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارک پر اتنی اہتمام سے عروج و اختتام کو پہنچا۔ جو نہ صرف اس کا مظہر اتم تھی بلکہ کمالاتِ الہیہ کا ایک ایسا آئینہ تھی۔ جس کی مثال اس کائنات میں ممکن نہیں۔ آپ کے ظاہر اس دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپ کی تعلیمات اور فیوض و برکات کی بدولت آپ کے نام لیواؤں میں سے ایسے جامع شریعت و طریقت با کمال حضرات و قفاً فوقتاً اس دنیا میں تشریف لاتے رہے۔ جو نہ صرف آپ کی اُمت بلکہ پوری انسانیت کی

رہنمائی اس منزل کی طرف فرماتے رہے جس کی نشان دہی آپ نے فرمائی تھی۔ اور جس تک مخلوقات کو پہنچانے کے لئے آپ کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔

حکایت

ایک شخص جس نے بے پناہ قتل کیے تھے اپنے علاقے کا مشہور ڈاکو اور رانہن تھا۔ کوئی جرم ایسا نہیں تھا۔ جو اس نے نہ کیا ہو۔ رفتہ رفتہ اس کے دل پر ایسی سیاہی پھیل گئی کہ اس کے نزدیک گناہ گناہ نہ رہا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہی کا نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کرنے تو وہ نقطہ مٹا دیا جاتا ہے ورنہ وہ پھیل کر سارے دل کو گھیر لیتا ہے پھر مجرم کی نظر میں جرم جرم نہیں رہتا۔ یہی حال اس چوراہے کا تھا اس کا دل بالکل مڑا ہو چکا تھا۔

ایک دن اس نے ایک مکان پر ڈاکہ ڈالا تو صاحب مکان نے اس کو کہا ہم غریب آدمی ہیں۔ ہمارے گھر سے تمہیں کیا ملے گا۔ گولڑہ جا وہاں پیر مہر علی ہیں ان کے گھر سے تمہیں بڑی دولت ملے گی۔ ڈاکو واپس آ گیا اور گولڑہ شریف پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کرنے لگا۔

رحمت حق بہانہ می جوید بہ سانی جوید

ڈاکو اپنے ساتھیوں کو لے کر رات کی تاریکی میں گولڑہ شریف روانہ ہوا۔ قطب وقت حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت عبادت الہی میں مشغول تھے۔ ان لوگوں کے دن صیام اور راتیں قیام میں گزرا کرتی ہیں۔

وَالَّذِينَ يَبْتِئُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۚ وَلَهُمْ عَلَيْهِمْ
صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ط

یہ لوگ سجدے اور قیام کی حالت میں راتیں گزارتے ہیں۔ ان لوگوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
 ایہ راتیں کر کر زاری زوندے نیندا کھیں تھیں دھوندے
 فجریں اوگن ہار سداون سب تھیں نیویں ہوندے
 اور سرکار گوڑہ شریف وہ ذات ہے جن کی سنتیں قضا ہو جائیں تو سرکار دو
 عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں۔ مد بہر علی میری سنتیں قضا کر دی ہیں۔
 سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلَكُ مَا أَحْسَنَكَ مَا أَكْمَلَكُ۔
 کتھے بہر علی کتھے تیری ثناء
 گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

آج سکا متراں دی ددھیری اے
 کیوں دڑی اُداس گھنیری اے
 لوں لوں وجہ شوق چنگیری اے
 آج نیناں لایاں کیوں جھبڑیاں
 الغرض وہ ڈاکو جب گوڑہ شریف کی حدود میں داخل ہوا قدم رکھا ہی تھا کہ
 دل کی حرکت تیز ہو گئی۔ وہ جین تھا کہ میں نے بڑے بڑے امراء کے گھروں پر
 ڈاکے ڈائے۔ مگر میرا دل کبھی نہیں دھڑکا۔ آج پتہ نہیں کہ دل کیوں بے قابو ہوا
 جا رہا ہے۔

وہ ادا آگے بڑھا مگر حرکت اور تیز ہو گئی۔ آخر ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ اس کی
 آنکھیں چندھیا گئیں اور دل سے بے اختیار نکل گیا۔ معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی
 چھری سے دل کی رستیا ہی کھریچ کھریچ کر اتار رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکو

بے ہوش ہو گیا ہوش آیا تو دیکھا کہ سر پر وقت کے غوث پیر سید مہر علی شاہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں یہ
دل مُردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دو بارہ
کہ یہی ہے امتوں کی مَرضِ کہن کا چارہ
ڈاکو آپ کے قدموں پر گر گیا اور اس قدر عبادت و ذکر الہی میں مشغول ہوا
کہ مقبول بارگاہِ قدس ہو گیا۔

عالم اور ولی

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ علماء کی محفل میں زبانِ سنہال کرا در اولیاء کی محفل میں دل
سنہال کر بیٹھنا چاہیئے۔

سبق

ثابت ہوا کہ مقبولانِ بارگاہِ الہی کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے مگر تہابیت ادب
و احترام کے ساتھ۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے خوب فرمایا ہے۔

بے ادباں مقصود نہیں حاصل نہ درگاہ ہے ڈھونڈی

تے منزل مقصود نہیں پہنچا با سبجہ ادب دے کوئی

دُبا عجاہ۔
دلیاں بزرگاں کول جا کے تے منتاں منیا تے ہتھ جوڑیا کر
دلی علی کولوں گل من لیندے یوہا دالی دا مھکوریہ کر
صدق یقین دے نال سنگیا پیر گوڑے جاؤلی پھوڑیا کر
مشکل علی ہو جاسی اشرف تیری ناں مہر علی شاہ دا توڑیا کر

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور

معرکہ قادیانیت

سُكَلِّ فِرْعَوْنَ مَوْسَىٰ كَمَا سَطَّاقِ دُنْيَا فِي حَبِّ سَبْحِي كَوْنِي بَاطِلٍ كَمَا سَطَّاقِ اِهْمَالِي
اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکوبی کے لئے کسی حق آگاہ شخصیت کو مقرر فرمادیا۔ سرزمینِ قادیان سے نبوت کا جھوٹا مدعی اٹھتا ہے اور کچھ لوگ دین کی بے خبری یا آنادہی کی بنا پر اس کے زر خرید غلام بن جاتے ہیں تو وہ سمجھتا ہے کہ میں واقعی مسندِ نبوت پر فائز ہو گیا ہوں اور دنیا میں کوئی میرے مد مقابل نہیں جم سکتا۔ اتنے میں گولڑہ کی مقدس سرزمین سے ہر عالم تاب حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی جبروتی آواز حق کی حمایت میں بلند ہوتی ہے۔ جس کی ہیبت سے خانہ باطل میں صفِ ماقم بچھ گئی۔ انگریز کے تیار کردہ مدعی نبوت پر کیفیت مرگ طاری ہو جاتی ہے۔ اور حق اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہو جاتا ہے۔

۱۳۰۶ھ / ۱۸۹۰ء میں حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ حریم شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے تو دل میں آیا کہ یہیں مستقل قیام کیا جائے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی رحمۃ اللہ علیہ نے واپس جانے کا مشورہ دیا۔ اور فرمایا۔ ہند میں ایک بڑا فتنہ رونما ہونے والا ہے جس کا سدباب آپ کی ذات گرامی سے ہوگا۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے۔

۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے ہوئے خود مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا اور علماء و مشائخ کو اپنی بیعت کے دعوت نامے جاری کئے علماء و حق تو اس کے دامِ فریب میں نہ آئے البتہ کچھ جہلا اور کچھ دنیا پرست اس کے جال میں پھنس گئے۔

مذہب باطلہ کو ہر محاذ پر شکست فاش دینے والے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گوڑوہی ان حالات میں کیونکر خاموش رہ سکتے تھے آپ نے شمس العبادیہ فی اثبات حیات مسیح لکھی جس میں کتاب و سنت کے دلائل قاہرہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کر کے بتایا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت محض فریب اور جھوٹ کا پلندہ ہے اس کتاب کے شائع ہوتے ہی ایوانِ مرزائیت میں زلزلہ اُگیا اور مرزائی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ اس کتاب کا ضرور کچھ تدارک ہونا چاہیے اس کا حل یہ نکالا کہ مرزا نے ایک اشتہار شائع کر کے پیر صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا اور طریقہ یہ تجویز کیا کہ فریقین قرآن پاک کی چالیس آیات کی تفسیر عربی میں سات گھنٹوں میں لکھ کر پیش کریں۔ مجوزہ علماء و محسوس کی تفسیر اور عبارت روح القدس کی تائید سے مؤید قرار دیں اس کی فتح ہوگی۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ کی جلالت شان کا مرزا پر اس کا اس قدر اثر ہوا کہ اس نے لکھا کہ اگر پیر صاحب مناظرہ کے رضامند نہ ہوں تو میں علماء کی ایسی جماعت سے مناظرہ کرنے کے تیار ہوں جو چالیس کسی طرح کم نہ ہو۔ گویا مرزا نے تسلیم کر لیا کہ صرف پیر صاحب کی ذاتِ گرامی چالیس علماء کے برابر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا خیال تھا کہ پیر صاحب اللہ اللہ کرنے والے کثیر الشاغل بزرگ ہیں وہ میدانِ مناظرہ میں آنے کو پسند نہیں کریں گے تو ہمیں اپنی فتح کے شایانے بجانے کا زرین موقع مل جائے گا۔ لیکن مرزا کی تمام توقعات خاک میں مل گئیں۔ جب

حضرت پیر صاحب نے نہ صرف تحریری مقابلے کو قبول کر لیا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ مرزا کے انفرادی عقائد پر گفتگو ہوگی اور پھر تحریری مقابلہ ہوگا اور مرزا کو بذریعہ اشتہار مطلع کیا گیا کہ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور میں مناظرہ ہوگا اور اشتہار کے ملتے ہی منظوری یا نا منظوری کی اطلاع دینی لازم ہوگی۔ اس کے علاوہ متحدہ پاک و ہند کے مختلف مواضع کے ساٹھ علماء نے ایک اشتہار جاری کیا کہ ہم ۲۵ اگست کو پیر صاحب کے ساتھ لاہور پہنچ رہے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک پیر صاحب کی شرط بالکل بر محل ہے کہ تحریری مقابلے سے پہلے تقریری گفتگو ہونی چاہیے۔

اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مرزا نے قادیانی منظوری کا اعلان کر کے میدان مناظرہ میں نکل آتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور خاموشی کو امن و عافیت کا ذریعہ سمجھ کر چپ ہو رہے البتہ ان کے ایک مرید محمد احسن امر دہوی نے تاریخ مناظرہ سے چار دن پہلے ایک مطبوعہ خط گورٹھ شریف بھیجا جس میں لکھا کہ میں تقریری مناظرہ کی شرط منظور نہیں۔ تقریری مقابلہ کرنا ہو تو پیر صاحب شریف لے آئیں۔ یہ ان کی طرف سے شکست کا پہلا اعتراف تھا۔ اس کے جواب میں حضرت پیر صاحب کے ایک مرید حکیم سلطان محمود نے ایک اشتہار شائع کیا جس کی ایک کاپی بذریعہ رحبٹری قادیان بھیجی گئی اس اشتہار میں اعلان کیا گیا کہ حضرت پیر صاحب مرزا کی شرائط کے مطابق تحریری مقابلہ کے لئے لاہور شریف لے جا رہے ہیں۔ چنانچہ ۲۴ اگست کو حضرت پیر صاحب گورٹھ شریف سے عازم لاہور ہوئے پہلے اولپنڈی اسٹیشن سے پھر لاہور سے بذریعہ تارا پنی روانگی کی اطلاع مرزا کو بھجوا دی۔

حضرت پیر بہر علی شاہ گورٹھوی قدس سرہ لاہور پہنچے تو عوام کے علاوہ علماء کا جم غفیر جمع ہو گیا جس میں اہل سنت و یو بندی۔ اہل حدیث اور شیعہ ہر مکتب فکر کے افراد موجود تھے جو حضرت پیر صاحب کی قیادت میں بیسویں صدی عیسوی کے تنبی کے

ساتھ فیصلہ کن ٹکر لینے کے لیے تیار تھے۔ گویا صحابہ کرامؓ کے مقدس شکر نے جو حشر
 میلہ کذاب اور اس کے حواریوں کا میدان جنگ میں کیا تھا۔ آج ختم نبوت ایسے قطعی
 عقیدہ کے حامی وہی حشر مرزائے قادیان اور اس کی ذریت کا میدان مناظرہ میں کرنا
 چاہتے تھے

اہل اسلام اور مرزائی دونوں ہی بڑی بے تابی سے مرزا کی آمد کا انتظار کر
 رہے تھے لاہوری پارٹی کے بعض بااثر افراد نے انتہائی کوشش کی مگر مرزائے
 قادیانی کسی صورت میں لاہور نہ آئے اور عذر پیش کیا کہ پیر صاحب اعلان کریں کہ میں
 تقریری مباحثہ کی شرط واپس لیتا ہوں تب میں لاہور آؤں گا۔ پیر صاحب نے فرمایا!
 محمد احسن امر وہوی مطبوعہ مکتوب کے جواب میں ہمارے ایک رفیق حکیم سلطان محمود
 اس شرط کو واپسی کا اعلان کر چکے ہیں اب اگر مرزائے قادیانی اپنے دستخط سے اعلان
 کر دیں کہ میں تقریری مباحثہ نہیں کرنا چاہتا تو میں بھی اعلان کر دوں گا کہ میں تقریری بحث
 کی شرط واپس لے چکا ہوں لیکن اس طرف مکمل سکوت چھایا رہا۔

۲۵ اگست کا دن انتظار کرتے کرتے گذر گیا لیکن مرزا قادیانی کا دور دورہ تک
 کہیں نام و نشان نہ تھا بالآخر ۲۷ اگست کو شاہی مسجد لاہور میں عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔
 جس میں مختلف علماء نے اسلام کی سر بلندی اور مرزا کے دحل و فریب اور پستی
 کو تفصیلاً بیان کیا۔ اس دن حق اپنی تمام تر زیبائی کے ساتھ جلوہ گر ہوا اور باطل
 سرنگوں ہو کے رہ گیا۔

مرزائے قادیانی نے خفت مٹانے کے لئے کچھ اشتہار شائع کئے جن میں
 مناظرہ کے لئے میدان میں نہ آنے کا عذر بیان کیا کہ پیر صاحب کے مریدین میں جو شخص
 خوش حد سے زیادہ ہے۔ اس لئے مکمل حفاظتی انتظامات کے بغیر لاہور میں قدم رکھنا
 آگ میں کودنے کے برابر ہے۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار شائع کر کے ایک

اور جلیغ پیش کر دیا کہ میں فصیح عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ پیر صاحب بھی لکھیں۔ پھر علماء خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ کون حق پر ہے۔ چنانچہ ”اعجاز المسیح“ کے نام سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر شائع کر دی۔ اس کے علاوہ مرزا کے ایک مرید محمد حسن امردہوی نے ”شمس الہدایہ“ کے جواب میں ”شمس بازغہ“ نامی ایک کتاب لکھی اور یقین کر لیا کہ مناظرہ میں شکست کا تدارک ہو گیا۔ حضرت پیر صاحب نے ان دونوں کتابوں کے جواب میں مشہور زمانہ کتاب ”سیف چشتیانی“ لکھ کر ۱۹۰۲ء میں شائع فرمادی۔ اس میں آپ نے ”شمس بازغہ“ کے شبہات کا دندان شکن جواب اور ”اعجاز المسیح“ کی ایک سو سے زائد اغلاط کی نشاندہی کر کے مرزا کی عیاری کو طشت از بام کر دیا۔ حضرت پیر صاحب نے تفصیلاً بیان کیا کہ اس کتاب میں سرفہرے اور کہیں قواعد عربیہ کی خلاف ورزی ہے۔ اس لحاظ سے اس کتاب کو معجزہ کہتا تو کجا اسے تو قابل ذکر کتب میں شمار بھی نہیں کیا جاسکتا۔

”سیف چشتیانی“ کو اہل علم و فضل طبقہ نے سر آنکھوں پر رکھا اور زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ آج تک فرقہ مرزائیت اس کا جواب نہیں دے سکا ہے۔ اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مناظرہ شاہی مسجد میں شکست فاش کے باوجود مرزائی اپنی ضد پر قائم رہے اور آج بھی جبکہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے ان کے کفر و ارتداد پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اپنی ضد پر قائم ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مسلمان ہیں تو ہمیں کوئی اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔ وہ باقاعدہ اپنے غلط نظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ارباب اقتدار مسلمانوں کے منظور شدہ مطالبے کے مطابق ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے لئے عملی قدم اٹھائیں اور فوری طور پر مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کریں۔

لہذا مرزا بابت میں صوفیائے کرام کا حصہ

دیگر معرکہ قادیانیت

اور حضرت پیر بہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مرزا قادیانی نے عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کر کے غیر معمولی شہرت حاصل کر لی تو اس نے ملک کے مشہور مشائخ کو دعوت نامے ارسال کئے جن کا مضمون یہ تھا کہ:۔
”میں مسیح موعود ہوں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے احیائے دین اور عروج اسلام کے لئے مامور کیا گیا ہوں۔ آپ اس مشن میں میری اعانت کریں۔“

جب یہ دعوت نامہ حضرت قبلہ عالم پیر بہر علی شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے یہ جواب لکھوایا کہ ”میں آپ کو مسیح موعود اور مامور من اللہ نہیں مانتا۔ آپ اپنی توجہ حسب سابق غیر مسلموں کے ساتھ مناظرت اور تبلیغ اسلام پر مرکوز رکھیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔“ جب یہ خط مرزا صاحب کو پہنچا تو وہ بہت بوکھلائے۔ کیونکہ ہر طرف سے یوں ہو کر ”ایام الصلح“ میں مرزا نے مشائخ پر بہ طریق ذیل اپنا غبار نکالا۔

”ابن وقت زیر نیلگوں بیچ متنفس قدرت نثار دکھ لات برابری با من زند من آشکاری گرم دہر گز باک نثارم اے اہایان اسلام در میان شما جاعتے می باشند کہ گردن بدعوی محدثیت و مفسریت برمی فرزند و طائفہ اند کہ از نازش ادب پابری زمین نگذارند و ہے اند کہ دم بلند از خدا شناسی ز تند و خور را چشتی و قادری و نقشبندی

دوسرے روزی چہا چہلے گویند۔ ایں جملہ طوائف رانزد من بیارید۔
یعنی اس وقت آسمان کے نیچے کسی کی مجال نہیں جو میری برابری کی لاف مل سکے۔
ہیں اعلانیہ اور بلا کسی خوف کے کہتا ہوں کہ اے مسلمانو! تم میں بعض لوگ محدثیت و
مفسریت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور بعض ازراہ ناز زمین پر پاؤں بھی نہیں
رکھتے اور کئی خدا شناسی کا دم بھرتے ہیں اور حشمتی اور قادری اور نقشبندی اور
سہروردی اور کیا کیا کہلاتے ہیں۔ ذرا ان کو میرے سامنے تو لاؤ۔

جب مرزا صاحب کو زیادہ شہرت ہو گئی اور ظاہر بنیں اور کم علم لوگ متاثر ہونے
لگے۔ تو علماء کی درخواست کو شرف قبولیت بخشے ہوئے حضرت قبلہ عالم گوڑویؒ اس
نقطنے کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۹۰۰ء ۱۸۹۹ء ماہ شعبان و رمضان
المبارک میں اوراد و اشغال روزمرہ سے کچھ وقت بچا کر ایک رسالہ بعنوان "شمس
الہدایت فی اثبات المسیح" تحریر فرمایا۔ جو رمضان شریف ہی میں زیور طبع سے آراستہ
و پیراستہ ہو کر برصغیر کے علماء و مشائخ میں تقسیم ہوا۔ ایک کاپی بذریعہ جسٹری مرزا صاحب
کو بھی قادیان روانہ کر دی گئی۔

اس کتاب میں حضرت گوڑویؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ
اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب بجز عنصری زمین پر نازل ہو کر اسلام کی نصرت
کا باعث ہونے کو قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ثابت فرمایا۔ اور اس عقیدہ کو
اُمتِ اسلامیہ کے اجماعی اور متفق علیہ عقائد میں سے قرار دیا۔ نیز ثابت کیا کہ ان کے
مشیل کے دنیا میں بطور مسیح موعود آنے کے قادیانی عقائد غلط اور باطل ہیں۔ اغانہ
کتاب میں آپ نے مرزا صاحب کی "ایام الصلح" والی تعلق جس کا ذکر ہو چکا ہے کہ مقابلہ
میں اُن سے کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے معنی دریافت کئے تھے۔

کتاب کا منصفہ شہود پر آنا تھا کہ قادیان میں تہلکہ بیچ گیا خصوصاً کلمہ طیبہ کے معافی

کے سوال پر علمائے اسلام بھی انگشت بدندان رہ گئے اس کتاب کی مقبولیت اور قدر واتی کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ملک کے طول و عرض سے حضرت قبلہ عالم کو مبارکباد کے خطوط آنے لگے۔

مشہور اہل حدیث مولانا عبد الجبار غزنوی کا خط قابل ذکر ہے۔ لفظ لفظ سے حضرت قبلہ عالم سے عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

اس کے بعد حکیم نور الدین نے ۲۰ فروری ۱۹۰۰ء کو حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں بارہ سوالات بھیجے۔ حضرت نے ان کے جوابات ارسال کر دیئے اور حکیم نور الدین پر ایک سوال کیا۔ مگر وہ جواب نہ دے سکا۔ حضرت صاحب نے یہ خط و کتابت بصورت اشتہار شائع کرادی۔ حضرت صاحب کے جوابات نے ملک کے گوشہ گوشہ سے پہنچ کر علماء و فضلاء سے تحریری خراج تحسین حاصل کیا۔ اس پر عوام کی طرف سے ”شمس الہدایت“ کے جواب کا مطالبہ زور پکڑ گیا تو مرزا صاحب نے جوش میں آکر حضرت کو مناظرہ کی دعوت دے دی کہ میرے ساتھ عربی زبان میں تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لو۔

تفسیر نویسی

تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لو۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کو بذریعہ اشتہار مقابلہ تفسیر نویسی کی دعوت دے دی۔

گوٹڑہ شریف میں مرزا صاحب کی دعوت کا اشتہار ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو موصول ہوا۔ حضرت نے اگلے ہی روز اس دعوت کا جواب ۵ ہزار کاپیوں کی صورت میں چھپوا کر ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیا اور مرزا صاحب کو بھی بذریعہ رجسٹر پوسٹ ارسال کیا۔ حضرت نے بمقام لاہور ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء تاریخ مقابلہ مقرر کر دی تاکہ تمام علماء و مشائخ نے حضرت قبلہ عالم کی حمایت میں اشتہار شائع کئے اور تقریری مقابلے کا بھی مطالبہ کیا تاکہ فیصلہ واضح طور پر ہو سکے لیکن قادیانی زمانے۔

جوں جوں مقابلے کا دن نزدیک آ رہا تھا ملک کے اطراف و اکناف سے مسلمان لاہور پہنچ رہے تھے۔ تمام فرقوں کے رہنماؤں نے حضرت کو اپنا قائد منتخب کر لیا۔ ۲۴ اگست کو حضرت لاہور پہنچ گئے اور آتے ہوئے راولپنڈی اور لالہ موسیٰ سے مرزا صاحب کو بذریعہ تارا اپنی آمد کی اطلاع دے دی جب آپ لاہور تشریف لائے تو لاکھوں مسلمان دیدہ دل فرس راہ کئے ہوئے تھے۔ مباحثہ کا انعقاد شاہی مسجد میں قرار پایا۔ ۲۵ اگست کو پولیس نے حفظ امن کے تمام انتظامات کر رکھے تھے لیکن مرزا صاحب کو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت صاحب کو جب معلوم ہوا کہ مرزا نے قادیان سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا ہے تو آپ قادیان جانے کے لئے تیار ہونے لگے مگر مسلمانوں کی کثیر تعداد کے منع کرنے سے رُک گئے۔

مرزا صاحب نے یہ کہا کہ میں کسی قیمت پر بھی لاہور آنے کو تیار نہیں کیونکہ مولوی لوگ مجھے دعویٰ نبوت میں کاذب ثابت کرنے کے بہانے قتل کرانا چاہتے ہیں۔

جب قادیان کا یہ وفد پیغام لے کر لاہور پہنچا تو اس جماعت میں شدید انتشار پیدا ہو گیا۔ بعض لوگوں نے اسی وقت توبہ کر لی اور بعض لوگ مایوس ہو کر خانہ نشین ہو گئے۔ جب مرزا صاحب کی آمد سے قطعی مایوسی ہو گئی۔ تو ۲۷ اگست کو شاہی مسجد میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جس میں ممتاز علماء نے ختم نبوت پر تقاریر فرمائیں۔ مقررین حضرت میں حضرت محدث علی پوری، مفتی محمد عبداللہ ٹونگی، پروفیسر اورینٹل کالج مولانا ساد اللہ امرتسری اور مولانا عبدالجبار غزنوی قابل ذکر ہیں۔

حضرت قبلہ عالم ۲۴ اگست تا ۲۹ اگست لاہور میں قیام فرما کر واپس گورنمنٹ تشریف چلے گئے تو ۳۰ اگست کو مرزا صاحب نے ایک اشتہار لاہور میں تقسیم کروایا کہ پیر صاحب مقابلہ سے بھاگ گئے ہیں اور اکتایہ مشہور کروایا ہے کہ مرزا بھاگ گیا ہے اور میدان میں نہیں آیا۔ اگر اب بھی میری جان کے تحفظ کا بندوبست کیا جائے تو میں میدان میں آنے

کو تیار ہوں۔ مک کے علماء و مشائخ اور عوام نے چونکہ شاہی مسجد ولے واقعے ہی سے مرزا صاحب کو مخاطب نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لہذا حضرت نے مرزا صاحب کے اس اشتہار کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ مورخہ ۵ اربسمبر ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب نے ایک اور اشتہار نکالا جس میں لکھا تھا کہ "آج میرے دل میں ایک تجویز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی جس کو میں اتمامِ محبت کے لئے پیش کرتا ہوں اور وہ تدبیر یہ ہے کہ "آج میں اُن متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں۔ یہ جواب دیتا ہوں کہ میں اسی جگہ بجائے خود سورۃ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کروں کہ اس کے متعلق معارف اور حقائق سورۃ مدوحہ کے بھی بیان کروں اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور مدعی کا ثبوت اس سے ثابت کریں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر ۱۹۰۰ء کی پندرہ تاریخ سے ۲۰ دن تک چھپ کر تیار ہو جانی چاہئیں۔ تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور سوازہ کر لیں گے۔ ساتھ ہی مرزا صاحب نے مبلغ پانچ صد روپیہ انعام رکھا کہ اگر حضرت کی تفسیر مقابلہ میں بہتر قرار دے دی جائے تو انعام ان کا حق ہوگا۔ حضرت کی ذات گرامی پر اس نئے چیلنج کا ذرہ بھر بھی اثر نہ ہوا۔

مرزا صاحب نے ۵ اربسمبر ۱۹۰۰ء کے متردن بعد اعجاز المسیح کے نام سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کی۔ اس تفسیر نے مرزا صاحب کے تمام دعوؤں پر پانی پھیر دیا۔ اس تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم۔ لنوی اور نحوی اغلاط اور مسروقہ عبارات سے پر تھی اس تفسیر سے مرزا صاحب کی مراد بر نہ آئی اور مسلمانوں نے شدید مطالبہ کیا کہ مرزا صاحب حیلوں بہانوں کو چھوڑ کر حضرت قبلہ کی کتاب "شمس الہدایت" کا جواب دیں۔ چنانچہ مجبور ہو کر مرزا صاحب نے مولوی محمد احسن امر وہوی سے شمس بازغہ "کھوانی"۔

اس اشاعت کے بعد حضرت نے اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے جواب میں

اپنی شہرہ آفاق کتاب "سیفِ چشتیائی" تصنیف فرمائی جو ۱۹۰۳ء میں شائع ہو کر بصغیر کے علماء و مشائخ، دینی مدارس اور مذہبی اداروں میں مفت تقسیم کی گئی اس میں حضرت نے مرزا صاحب کی تفسیر پر تقریباً ایک سوا اعتراضات فرمائے "سیفِ چشتیائی" کی اشاعت کے موقع پر حضرت نے ایک بیان جاری فرمایا جسے یہاں تبرا نقل کیا جاتا ہے۔ اس بیان سے تمام موعرکہ کا پس منظر سامنے آ جاتا ہے۔

قابل توجہ اہل اسلام

اس ایچ پان، خوشہ چیں علمائے کرام کو مطابق قول السلامۃ فی الواحدة گوشہ نشینی پسند رہی ہے۔ تصنیف و تالیف کا شوق نہیں کیونکہ یہ امور یا تو بغرض شہرت و نام آوری یا بغرض حصول دولت کئے جاتے ہیں۔ سو اس خاکسار کو ان دونوں امور کے نفرت ہے۔ آج کل کے اہل علم کے زمانے ان کے کمالات کو پسند کرتے ہیں جو مجملہ تعلیمات یورپ کے ہیں اور جس سے یہ عاجز ناواقف ہے اس طرزِ قدیم سے جس پر زمانہ سلف کے بزرگان دین تصنیف و تالیف کرتے آئے ہیں اور جس سے اس ایچ پان کو قدسے موانع ہے نفرت رکھتے ہیں۔

باوجود ان موانع کے چند اجاب کے اصرار پر سالہ "شمس الہدایت" لکھا گیا ہے۔ جس سے مراد نہ تو طلبِ شہرت نہ حصولِ دولت تھی بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ اعلا کلمۃ الحق میں کوتاہی نہ ہو اور قیامت میں باز پرس سے بچ جاؤں تو عند اللہ مستحق ثواب ٹھہروں۔

اس رسالہ کے شائع ہونے سے کچھ مدت بعد مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں کی طرف سے بجائے کسی جوابِ مباحثہ کے لئے اشتہار شائع ہوئے۔ ہر چند مباحثہ کے لئے کل شرائط مرزا قادیانی نے خود ہی تجویز کی تھیں۔ اس

طرف سے نہ تو کوئی شرط پیش ہوئی اور نہ کسی شرط کی ترمیم کی درخواست کی گئی۔ اور یہ خادم
الفقرا و معہ علمائے کرام اور مشائخ عظام تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچ کر کئی روز تک محمدن
ہال النجمن اسلامیہ پنجاب لاہور میں بغرض انتظار مرزا صاحب قادیانی ٹھہرا رہا۔ مگر مرزائے
قادیانی، قادیان سے باہر نہ نکلا۔ اس تمام واقعہ کی عوام نے بلا اطلاع میری کے تہمیر کر
دی تھی اس لئے اس تشریح کی اب ضرورت نہیں۔

بہت دیر بعد ”شمس الہدایت“ کے جواب میں مرزا قادیانی کے امر و ہوی مرید
نے ”شمس بازغہ“ لکھی اور مرزائے ”تفسیر فاتحہ“ چھپوائی تو دوبارہ اہل اسلام اور
میرے اجاب نے مجھے مجبور کیا کہ اس کے جواب میں قلم فرسائی کروں۔ گو بہت انکار
کیا گیا اور کہا گیا کہ

اے کس کہ زقراں و خیر زونہ رہی

اے است جوابش کہ جوابش نہ ذہی



رُبَاعِی

حیران ہوئے پریشان ہوئے اس نرگس بیمار نوں دیکھ کے جی
بن پیتے شراب خراب پھرتا اس مست سرشار نوں دیکھ کے جی
بن قید زنجیر، من چنسن گئے اس زلف دی تار نوں دیکھ کے جی
شالانرگس مست نوں بہر پوے کرے مہر بیمار نوں دیکھ کے جی

حضرت پیر مہر علی شاہ کے معصراولیا

خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اُن معصراولیا
کا ذکر حاضر ہے جنہوں نے آپ سے ارادت رکھی یا ملاقات فرمائی۔

۱۔ حضرت باوا افضل دین صاحب کلیانی حشمتی نظامی

(وصال ۱۸۹۲ء) دربار عالیہ حشمتیہ، نظامیہ کلیام شریف
حضرت کے معاصرین کرام میں حضرت باوا افضل دین صاحب کلیانی
بڑے پائے کے بزرگ گزرے ہیں۔ کلیام آوان راولپنڈی سے قریب
پندرہ سولہ میل دور لاہور کی سڑک کے قریب واقع ہے۔ باوا صاحب کا
سلسلہ حشمتیہ صابر یہ تھا۔ آپ کے پیڑ پر بوقت حاقظ محمد شریف خان ہوی
باپ بادشاہ کی اولاد سے تھے اور ان کا مزار بھی کلیام شریف میں ہے کثرت جذب
وسکر کے باعث حضرت باوا صاحب سے ظاہری طور پر نماز چھوٹ
گئی تھی۔ ایک دفعہ مقامی علمائے نے کہا کہ ہم آپ کا جنازہ نہیں پڑھیں گے
فرمایا۔ میرا جنازہ علم شریعت کا اتنا بڑا شیرا کر پڑھاؤ گے گا کہ تم لوگوں کو مجبوراً
شامل ہونا پڑے گا۔ آپ نے بہت عرصہ پہلے حضرت قبلہ عالم قدس سے
کہہ رکھا تھا کہ یہ مولوی لوگ میرے حال سے بے خبر ہیں اور کہتے ہیں تمہارا
جنازہ نہیں پڑھائیں گے چنانچہ آپ کو آکر میرا جنازہ پڑھانا ہوگا۔ ادھر اپنے
خدا کو بھی وصیت کر دی تھی کہ میرا جنازہ پیر صاحب پڑھائیں۔ حضرت
فرماتے تھے کہ جس رات ان کا انتقال ہوا۔ انہوں نے خواب میں آکر مجھ سے

فرمایا۔ پیرچی! میں مر گیا ہوں۔ آکر جنازہ پڑھا جاؤ۔ چنانچہ علی الصبح حضرت نے گھوڑا سواری کے لئے تیار کرایا۔ اور ایک خادم حافظ فضل دین کو ہمراہ لے کر ریلوے اسٹیشن گولڑہ شریف پہنچے مگر گاڑی چھوٹ جانے کے باعث بسواری گھوڑا راولپنڈی جا کر ریل گاڑی میں سوار ہوئے۔ گولڑہ شریف ریلوے اسٹیشن پر بادا صاحب کے انتقال کے متعلق آرا یا رکھا تھا۔ اور راولپنڈی کے قریب یہی خبر پہنچانے کے لئے کلیام شریف کا ایک سوار بھی آتا ہوا ملا جسے احتیاطاً بھجوا گیا تھا کہ مبادا تا وقت پر نہ ملے۔ جنازے میں اس قدر اثر دھما م خلاق تھا کہ حضرت کو گھوڑے پر سوار ہو کر صفیں درست کرانی پڑیں۔ چنانچہ معترض مولوی صاحبان بھی ہاتھ پر نہم جنازہ میں شریک ہوئے۔ بلکہ ان میں سے بعض حضرات اس اثنا میں بادا صاحب سے بیعت بھی کر چکے تھے۔ ویسے بھی متعدد متشرع علماء آپ کے سلسلہ ارادت میں شامل تھے اور چند ایک حضرات کے علاوہ جو آخری عمر میں مجذوب ہو گئے۔ آپ کے تمام خلفاء اور خدام پابند صوم و صلوة اور وظائف و اوراد چشتیہ صابر یہ پر کار بند تھے۔ آپ کے مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں :-

۱۔ سید امیر علی شاہ صاحب۔ کلیام (وصال ۱۹۱۸ء)

۲۔ سائیں محمد حسین صاحب سنگھوڑی والے (وصال ۱۹۲۰ء)

۳۔ جناب مولوی عبدالستار صاحب۔ کلیام (وصال ۱۹۴۲ء)

حضرت بادا فضل دین صاحب کا وصال یکم جنوری ۱۸۹۲ء کو بروز جمعہ

ہوا۔ آپ کے دربار کے موجودہ سجادہ نشین جناب سائیں مولانا بخش صاحب ہیں

سید احمد شاہ صاحب ساکن پنڈ پراچہ داخلی مہنگی سیال، حضرت قبیلہ

عالم گولڑدی قدس سرہ کے مرید ہیں۔ حافظ فضل دین صاحب مرحوم کی زبانی

روایت کرتے ہیں کہ میں جناب بادا صاحب کی نماز جنازہ کے لئے حضرت قبلہ عالم قدس سیرۃ کے ہمراہ گیا تھا۔ جب بادا صاحب کو قبر میں رکھا گیا تو آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا قوال سازگی بجاتا رہا جس پر ہمارے قبلہ عالم گولڑوی قدس سیرۃ کو خوب وجد ہوا۔

روایت ہے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سیرۃ کو جناب بادا صاحب سستی کلیام کے باہر زندہ بھی نظر آئے تھے جب آپ نے پوچھا کہ باواجی آپ تو یہاں پھر رہے ہیں میں جنازہ کس کا پڑھاؤں گا؟ فرمایا کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ آل رسول میرے گھر میں آئے اور میں ان کا استقبال نہ کروں۔

کہتے ہیں حضرت بادا صاحب وصیت فرما گئے تھے کہ ہماری موت پر کوئی نہ روئے بلکہ گاؤں کی عورتیں شادی بیاہ کی طرح خوشی کے گیت گائیں۔

بادا صاحب سے حضرت قبلہ عالم قدس سیرۃ کی راہ و رسم زمانہ طالب علمی سے تھی۔ اس زمانہ میں ان کے بعض ظاہر بین مرید حضرت سے سوال کرتے تھے کہ بادا صاحب کی آپ پر اس قدر توجہ سے تو آپ کی نماز ابھی تک کیوں نہیں چھوٹی؟ حضرت جواب میں فرماتے تھے کہ اگر بادا صاحب خود بھی مجھے ترک نماز کے لئے کہیں تو میں تعمیل نہ کروں گا اور نہ ان لوگوں کی بات ہی مانوں گا جو ان کی ملاقات پر اعتراض کرتے ہیں۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جہاد نفس میں انہیں بلند مقام حاصل تھا۔ چنانچہ ایک روز حضرت سے فرمایا: پیرجی! درویشی مجاہدہ کا نام ہے۔ کئی برس سے نفس ٹھنڈا پانی مانگتا ہے۔ لیکن میں اسے گرم پانی دیتا ہوں میں نہیں جانتا کہ کس پھل کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے اور میٹھا کیسے کہتے ہیں خوراک کے طور پر وال کے چند گھونٹ دوسرے تیسرے وقت پی لیتے تھے۔

باوا صاحب نے نفس کشی میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔ گرمیوں کی دھوپ میں پتھر کی سل پر پڑے رہتے اور سردی میں سقے کو چھت پر کھڑا کر کے ٹھنڈے پانی کی دھارا اپنے سر پر ڈالتے اور عشق الہی کے سوز میں ہائے کرتے رہتے۔ ایک رات کمرے میں سو رہے تھے۔ پاس ہی چار پائی پر ستار رکھا تھا ایک چوہا جو اوپر سے گزرا تو آروں سے ایک جھنکار نکلی تڑپ کر چار پائی سے دوڑ جا کرے کہتے تھے: "ہائے سڑی گیاں۔ ہائے بی گیاں" یعنی ہائے جل گیا۔ سماع کا شوق نہایت غالب تھا۔

حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ فرماتے تھے کہ مجھے حالت حیات بابرکات باوا فضل الدین صاحب کلیامی میں گاہے گاہے ان کے پاس جانے کا اتفاق ہوا ہے جس قسم کی ریاضات شاقہ نفسانی راحت کو توڑنے والی انہوں نے کی ہیں اہل زمانہ نے ان کی نظیر نہیں دیکھی۔ اہل ظاہر ان کے اندرونی درد اور شغل باطن سے بے خبری کے باعث ان پر معترض ہوتے تھے۔ ان کا کوئی نفس اسم ذات کے ذکر سے خالی نہ گزرتا تھا اور کمال استغراق حال سے اشتغال ظاہری کی طرف توجہ کرنے سے معذور تھے۔

ایک دن باوا صاحب کی مجلس میں کسی شخص نے پڑھا: "تمہاں چہن فرید فرید" تو آپ کی ہڈیوں سے تڑاق تڑاق کی آواز آئی۔ اگر اس مجلس میں کوئی وجد کا منکر شخص ہوتا تو وہ بھی حیران ہو جاتا۔ باوا صاحب کی نظر میں ناموس ظاہری کی کچھ وقعت نہ تھی۔ لوگوں سے بے نیاز ہو کر مظاہر صوری میں جمال مطلق کا مشاہدہ کرتے تھے فرماتے تھے: نیت مستقیم چاہیے۔ قوال کو وصیت فرمائی تھی کہ میری نعش قبر میں رکھ کر میرے کان کے قریب چنگ خوب زور سے بجانا اور کسی کے منع کرنے سے ہرگز نہ رکنا۔ جب قوال یہ وصیت بجالا یا تو سب حاضرین میں

بے حد ذرق و شوق کی کیفیت پیدا ہوئی۔
 حضرت فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں اور بادا صاحب پاک پتن شریف
 کے عرس پر اکٹھے گئے تھے۔ جب بہشتی دروازہ کے کھلنے کا وقت قریب آیا
 تو بادا صاحب نے کہا پیر صاحب! دیکھنا جب بہشتی دروازہ کھلے گا تو حضرت
 گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پر جو کلس ہے وہ گھوم جائے گا چنانچہ
 میں نے دیکھا تو واقعی کلس گھوم گیا۔ حضرت نے ۱۳۲۶ھ ہجری (۱۹۰۸ء) میں
 دروازہ کھلنے سے پہلے ایک مجمع کے سامنے یہ راز ظاہر فرمایا۔ چنانچہ بے شمار
 لوگوں نے جن میں نواب محمد حیات صاحب قریشی اور حضرت شیخ الجاموس صاحب
 بھی شامل تھے) اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس قول کی تصدیق کی۔ اس روز حضرت
 نے کلس کے گھوم جانے کی حکمت یہ بیان فرمائی تھی کہ اس وقت حضور سر و انبیا
 صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کبار اور مشائخ عظام تشریف لاتے ہیں اور یہ سلامی،
 ایک سال بادا صاحب پاک پتن شریف کے عرس پر دیوان صاحب کی
 حسب فرمائش ان کے لئے ایک قیمتی چیز تحفہ لئے جا رہے تھے۔ اثنائے
 سفر میں ایک سید زادہ صاحب مضر ہوئے کہ مجھے دے دیں۔ انہوں نے عذر
 کیا کہ دیوان صاحب نے یہ چیز منگوائی ہے۔ وہ حضرت گنج شکر کی اولاد ہیں
 میں انہیں ناراض نہیں کر سکتا۔ شاہ صاحب نے کہا کہ اگر دیوان صاحب حضرت
 گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے
 ہوں۔ یہ سن کر بادا صاحب تڑپ گئے اور وہ چیز اسی وقت ان کے حوالے
 کر دی۔ پاک پتن شریف پہنچے تو دیوان صاحب سخت ناراض ہوئے۔ رات کو
 خواب میں حضرت گنج شکر نے حکم دیا کہ بادا صاحب سے معافی مانگو۔ انہوں
 نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا۔

ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ بذریعہ ریل گاڑی سفر سے واپس آ رہے تھے سخت سردی کا موسم تھا۔ صبح سویرے جب کلیام شریف نزدیک آیا تو فرمایا ادھر کی کھڑکیاں کھول دو کہ باوا افضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ سے عشق الہی کی ہوائیں چلتی ہیں۔

پنجہ ضلع شاہ پور کے مشہور عالم اور قاری جناب قاضی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب میں چھاؤنی راولپنڈی میں امام مسجد تھا تو اکثر کلیام شریف حاضر ہوا کرتا تھا۔ باوا صاحب کے ایک مرید مولوی صاحب انہی دنوں حج اور مدینہ منورہ کی زیارت کو گئے اور واپس آ کر باوا جی سے عرض کیا کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں زیارت سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا کہ اپنے بدعتی پیروں کو ہمارا اسلام کہنا۔ یہ سن کر باوا صاحب کو بڑی کیفیت ہوئی اور عرصہ تک اس پر وجد کرتے رہے۔

باوا صاحب پر توحید اور ربوبیت کا ایسا غلبہ تھا کہ غیر مسلموں تک سے نہایت مہربانی کے ساتھ پیش آتے تھے اور ان کے لئے دعائے خیر فرماتے تھے۔ کلر کا ایک ہندو زرگر آپ کا مرید تھا۔ اس نے یہ کہہ کر بمع اہل و عیال مسلمان ہونا چاہا کہ قیامت کے دن بھی آپ کے دامن سے وابستہ رہیں۔ فرمایا۔ "میں نے تمہیں مسلمان کر لیا۔ قیامت کے روز اگر میں کسی قابل ہوں تو تمہیں پہچان لوں گا"

اس میں شک نہیں کہ یہ امور علم ظاہر کی دسترس سے باہر ہیں اور کسی اور ہی عالم کی خبر دیتے ہیں۔ علاوہ برآں یہ شرع شریف میں محبت بھی نہیں کہ ان کا تعاقب کیا جائے۔ تاہم جب اس قسم کی باتیں حضرت قبلہ عالم گولڑوی، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی یا حضرت مولانا جلال الدین رومی جیسے بلند پایہ بزرگان اور

عالمان شریعت کی زبان اور قلم سے نکل جاتی ہیں تو دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگتی ہیں۔ "نفحات الانس" میں حضرت مستشرق طوسی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مذکور ہے کہ ان سے نماز چھوٹ گئی تھی۔ علمائے وقت کے اصرار پر آپ نے نماز شروع کی ایتاک نعبدک پہنچنے پر ہر نبی مؤمن سے خون جاری ہو گیا۔ فرمانے لگے اب تو مجھے معذور سمجھو گے۔

بعض کتابوں میں ایک مجذوب کے متعلق یہ روایت ملتی ہے کہ وہ بھاڑ جھونکتے تھے۔ ایک سالک راہ بر تعمیل ارشادِ باطنی ان سے یہ دریافت کرنے گئے کہ اللہ تعالیٰ سے کیا مانگوں؟ فرمایا، کل آنا۔ اگلے روز جب وہ پہنچے تو بھٹیاریں نے انہوں نے ان کے ساتھ بتایا کہ بے چارہ جاسوسی کے الزام میں قتل کر دیا گیا ہے اور لاش کے ٹکڑے فلاں جنگل میں پھینکا دیئے گئے ہیں کہ جانور کھالیں۔ یہ وہاں پہنچے اور کہا۔ واہ صاحب! خوب ایفائے وعدہ کیا! آواز آئی کہ میاں! یہی تو تمہارے سوال کا جواب ہے۔ سرکار کا ہمارے حال پر بڑا کرم تھا۔ مگر عمر بھر ہم سے بھاڑ جھنکوا یا۔ بھوکا پیاسا رکھا۔ نماز روزہ اور ارکانِ اسلام سے محروم رہے اور اب یہ حال کیا جو دیکھ رہے ہو پس اس سے درد اور عشق نہ مانگنا اور جو چاہو مانگ لو۔

دی شب ز سر صدق و صفائے دل من

در میکدہ ال روح فزائے دل من

جامے بمن آورد کہ بستان و بنوش

گفتم نخورم گفت برائے دل من

شرائع سابقہ میں اس کی نظیر حضرت خضر علیہ السلام کے واقعات میں

موجود ہے۔ لیکن آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں

بسلا متی عقل و حواس ایسے قطعی خلاف شرع امور کے ارتکاب کے لئے کوئی جواز شرعی نہیں۔ تاہم بعض مستمان بادہ توحید اہل جذب و مسکرے ایسے واقعات کا ظہور ایک امر واقع ہے جن کا ثبوت کتب سیرت میں بکثرت ملتا ہے۔ ہاں اصلی اور بناوٹی مجذوب کے درمیان امتیاز نہایت ضروری ہے۔ اسی لئے عوام کے حق میں ارباب ارشاد و اصحاب صحیحہ و تمکین ہی کی صحبت مفید ہو سکتی ہے ورنہ غلط فہمی اور غلط روی کا سخت اندیشہ ہے۔

۲۔ حضرت خواجہ احمد صاحب میروی (وصال ۱۹۱۲ء)

حضرت خواجہ احمد صاحب میروی (وصال محرم ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء) حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کا اصلی وطن بلوچستان تھا۔ تجرد کی زندگی بسر فرمائی۔ زہد و اتقا میں سلف صالحین کا صحیح نمونہ اور وسیع حلقہ ارشاد کے مالک تھے۔ خلفاء کی تعداد چالیس کے قریب بتائی جاتی ہے آپ کے بعد حضرت فقیر احمد صاحب ثانی سجادہ نشین ہوئے اور موجودہ جانشین جناب فقیر عبداللہ صاحب ہیں۔

حضرت خواجہ احمد صاحب میروی رحمۃ اللہ علیہ کا ہمارے حضرت صاحب کے ساتھ ارتباط تھا۔ باہم آمد و رفت اور خط و کتابت بھی تھی حضرت کے اثنائے گفتگو میں آپ کو بڑے پیارے انداز میں ”لاؤ کہہ کر بلا تے، جو زبان پنجابی بھائی کے مترادف ہے۔ ایک دو مرتبہ گولڑہ شریف بھی تشریف لائے۔ قاضی عطاء الرسول صاحب سکنہ بدھو بیان کرتے ہیں کہ خواجہ صاحب بابو جی مدظلہ العالی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے جو اس وقت کم سن تھے اور صرف کی ابتدائی کتابیں پڑھ رہے تھے۔ صرف قاری عبدالرحمن صاحب جو پوری کے درس میں

بابو جی سے قرأت سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ انہیں بازو سے پکڑ کر حضرت قبلہ عالم
قدس سرہ کے پاس لے گئے اور فرمایا: لا لوجی! تو جب فرمائیے کہ یہ کچھ ہو جائے۔
حضرت نے فرمایا: آپ دعا کریں کہ یہ کچھ نہ ہو۔ اس پر خواجہ صاحب ہاتھ ہلا ہلا کر
منع کرنے لگے کہ نہیں لا لوجی نہیں۔ ایسا نہ کہیے۔ دعا کیجئے کہ یہ بہت کچھ ہو۔ بہت
اچھا ہو۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر کچھ نہ ہوگا تو بہت کچھ ہوگا۔ کیونکہ اس کوچہ میں
کچھ نہ ہونا ہی سب کچھ ہونا ہے۔

تو مباحث اصل کمال این است و بس

رودرو گمشو وصال این است و بس

پھر دونوں حضرات نے ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الہی میں ان کے حق میں دعا
فرمائی جس نے قبولیت کا اثر آج ایک عالم پر آشکارا ہے۔
پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ قادریانی معرکہ لاہور کے بعد حضرت خواجہ صاحب میروٹی
فرمایا کرتے تھے کہ اگر مرزا قادریانی حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کے روبرو آجاتا
تو پیر صاحب اپنی کرامت کے زور سے اس خناس کو جو گونا گوں وساوس کا باعث
ہو رہا ہے زمین کے اندر دھنسا دیتے۔

۳۔ حضرت مولوی اکبر علی صاحب میانوالی (وصال ۱۹۵۶ء)

حضرت مولوی اکبر علی صاحب خطیب میانوالی (وصال ۲۷ جمادی الاول
۱۳۷۶ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۵۶ء) حضرت خواجہ احمد صاحب میروٹی کے اعظم
خلفاء میں سے تھے اور ہمارے حضرت کے ساتھ ان کا گہرا روحانی رابطہ تھا۔ مستند
عالم تھے تصوف، کشف اور روحانیت میں بلند مقام رکھتے تھے چودہری اور نگذیب
صاحب ڈپٹی کمشنر سے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے دامن گرفتہ ہیں۔ ان کے

خصوصی تعلقات تھے اور ان سے بعض اوقات خاص اسرار کی باتیں بھی بیان فرمادیتے۔ مثلاً یہ کہ آج سبت کے دوران فلاں بزرگ کی روح تشریف فرما ہوئی گوڑہ شریف عرس کے موقع پر بھی کبھی کبھی حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عرس کی مجلس ختم ہوئی تو چودھری صاحب سے فرمایا کہ آج روحانی مجلس میں آواز بلند ہوئی کہ غوث کی عمر ایک برس اور بڑھادی گئی ہے۔ چنانچہ پورے ایک سال بعد حضرت قبلہ عالم قدس سترہ کا وصال ہوا۔ ان کے صاحبزادے مولوی غلام جیلانی صاحب اب میانوالی کے خطیب اور اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کی مستند پرتمکن ہیں۔

۳۔ حضرت خواجہ امیر احمد صاحب بسالوی (وصال ۱۹۳۹ء)

حضرت خواجہ امیر احمد صاحب بسالوی (وصال ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۹ء) حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز تھے۔ کچھ عرصہ تک ان کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمود صاحب کے پاس امامت کی خدمت پر سفر اذریہ۔ ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحب موصوف کے ہمراہ گوڑہ شریف آئے تو حضرت قبلہ عالم قدس سترہ کی مجلس میں صفِ نعال میں بیٹھ گئے حضرت کی دریافت پر بتایا گیا کہ حضرت صاحبزادہ محمود صاحب کے ہمراہیوں میں سے ہیں۔ فرمایا اس شخص سے اللہ اللہ کی خوشبو آرہی ہے۔ بعد میں جب بسال شریف میں آکر مندر ارشاد پر رونق افروز ہوئے تو اکثر گوڑہ شریف آمد و رفت رہی دربار عالیہ گوڑہ شریف کے موجودہ امام مسجد مولوی اللہ بخش صاحب کچھ عرصہ بسال شریف میں ان کے پاس بھی امامت اور تدریس پر قیام پذیر رہے نہیں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت قبلہ عالم قدس سترہ سے اجازت لے کر آپ کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ صاحب کشف و کرامات اور صاحب ارشاد بزرگ تھے

جنڈ کے سادات کا ایک گھرانہ ان کی تعلیم اور توجہ سے راہ راست سے ہمکنار ہوا۔ حالانکہ ان لوگوں کی اہلسنت والجماعت کے ساتھ دشمنی اور اصحاب کرام کی شان میں علانیہ تبرابازی اس نواح میں مشہور ہو چکی تھی ان میں سے سید محبوب شاہ صاحب نے حضرت خواجہ امیر احمد صاحب بسالوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں منسلک ہو کر علم دین حاصل کیا اور اہلسنت والجماعت کی تبلیغ کو اپنا شعار بنا لیا۔

حضرت صاحب بسالوی کا حلقہ ارشاد پشاور سے بلوچستان تک پھیلا ہوا ہے اور ملک کے اندر متعدد خلفاء ان کے انوار ہدایت پھیلائے ہیں سرگرم ہیں سلیمان آباد (بسال شریف) میں ان کے جانشین جناب میاں محمد صاحب اس وقت سجادہ نشین ہیں۔ کثرت مراقبہ اور شغل کے باعث حضرت اعلیٰ بسالوی آخر عمر میں چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ مگر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے وصال پر پشگھرے میں بیٹھ کر گولڑہ شریف کا سفر اختیار فرمایا اور وصال کے بعد اگلی ہی رات مزار شریف پر حاضری دی۔ مزار شریف کی طرف دیکھ دیکھ کر مٹکراتے تھے۔

۴ حضرت سلطان نور احمد صاحب دربار سلطان العارفین باہور

سلطان العارفین حضرت سلطان باہور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سجادہ نشین حضرت سلطان نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے حضرت کے تعلق اور روحانی نسبت کے متعلق ایک روایت ہے کہ سلطان صاحب موصوف نے ایک سید زادہ کو ان کے سوال پر ایک گھوڑا عطا کرنا قبول فرمایا ان شاہ صاحب نے اصطبل میں حضرت موصوف کی ذاتی سواری کے پیش قیمت

گھوڑے پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ اگر لیا تو یہ گھوڑوں کا۔ چونکہ سلطان صاحب
سید کا سوال رد فرمانا نہیں چاہتے تھے اس لئے آپ نے وہی گھوڑا ان کو دے
دیا۔ کچھ عرصہ بعد یہی سید صاحب سیال شریف کے عرس میں ہمارے حضرت
کی جلو میں اژدہام خلق دیکھ کر سوال کے ارادہ سے لپک کر آپ کی طرف آئے
آپ نے ان کے سوال سے پہلے ہی کچھ رقم جیب سے نکال کر حوالے کی اور
سلطان صاحب کے گھوڑے کا ذکر فرما کر بطور تندیہ فرمایا کہ سیادت اعلیٰ شرف
ہے اسے حقیر دنیا کے لئے استعمال کرنا زہیب نہیں دیتا۔ سید صاحب سخت
متعجب ہوئے کہ انہیں کیسے معلوم ہو گیا۔

حضرت قبلہ عالم قدس سیرہ کا حضرت سلطان باہو صاحب کے ساتھ جو
روحانی تعلق تھا اس کے متعلق میرے والد مرحوم یہ چشم دید واقعہ بیان فرمایا کرتے
تھے کہ ایک مرتبہ غلام رسول خان کھر سپرنٹنڈنٹ پولیس کی دعوت پر حضرت
قبلہ عالم قدس سیرہ کو روڑ ضلع مظفر گڑھ تشریف لے گئے۔ وہاں قاضی فقیر محمد
صاحب سکندری قاضیاں آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی
حضرت تعظیماً کھڑے ہو گئے اور معالقمہ فرمایا۔ چونکہ قاضی صاحب موصوف حکمت
کا کام کرتے تھے اور اس نواح میں کسی غیر معمولی حیثیت یا شہرت کے مالک
نہیں سمجھے جاتے تھے اس لئے حاضرین کو اس بات پر تعجب ہوا چنانچہ ایک
ذی وجاہت آدمی نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو اس علاقہ کے ایک طبیب ہیں
اس پر آپ نے قدرے جوش کے لہجے میں فرمایا کہ ”میں طبیب وغیرہ نہیں جانتا
میں صرف اس قدر جانتا ہوں کہ یہ حضرت سلطان العارفین (سلطان باہو) رحمۃ
اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔“ قاضی صاحب کو اس سے پہلے حضرت کے ساتھ کوئی
تعارف حاصل نہیں تھا۔

۴ حضرت پیرجماعت علی شاہ صاحب (وصال ۱۹۵۱ء)

حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری (وصال ۱۹۳۹ء)

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب (وصال ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۵۱ء)

اور حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی (وصال ۱۹۵۸ء مطابق ۱۹۳۹ء)
 علی پور شریف ضلع سیالکوٹ خاندان عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگان طریقت کی
 حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ کے ساتھ راہ و رسم کی روایات موجود ہیں۔ ہمارے
 ایک برادر طریقت شیخ فضل قادر صاحب سکنہ علاقہ حضور بیان کرتے تھے کہ
 ۱۹۱۰ء میں یہ دونوں حضرات جناب بابو جی تہ نطلہ العالی کی شادی کی تقریب میں
 شریک ہوئے تھے حضرت کے وصال پر جناب پیرجماعت علی شاہ صاحب
 اور جناب حافظ جماعت علی شاہ صاحب کے بعد دیگرے فاتحہ خوانی اور زیارت
 مزار کے لئے گولڑہ شریف آئے تھے اور اول الذکر نے فرمایا تھا کہ مجھے حضرت قبلہ
 عالم قدس تیرہ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ حضرت موصوف قادیانی معرکہ
 لاہور میں ہمارے حضرت کے ناصرین و معاونین میں شامل تھے اور حلیمہ شاہی
 مسجد میں تقریر بھی فرمائی تھی۔

دونوں حضرات نے خلافت حضرت بابا جی خواجہ فقیر محمد صاحب فاروقی نقشبندی
 تیراہی، چوڑہ شریف ضلع کیمیل پور سے پائی تھی۔ حضرت پیرجماعت علی شاہ صاحب
 حسنی شیرازی اور حضرت حافظ جماعت علی شاہ صاحب حسینی جعفری سید تھے
 حضرت پیرجماعت علی شاہ صاحب برصغیر ہند و پاکستان کی ایک
 مشہور شخصیت ہیں۔ آپ نے ایک سو دس برس کی عمر پائی۔ ساٹھ حج کیے۔

کئے۔ ۱۹۰۵ء میں بمقام لاہور مزار صاحب قادری کی مبارک کی دعوت دی اور انکار ہونے پر پھر عام مزار کی موت کی پیشین گوئی کی جو ایک ہفتہ کے اندر صحیح ثابت ہوئی۔ حجاز ریلوے، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، خلافت فنڈ، سمرنا فنڈ، انگریز فنڈ میں دل کھول کر چنیدہ دیا۔ تحریک ہجرت کی مخالفت کی۔ اگرہ میں آریوں نے فتنہ ارتداد کھڑا کیا تو اٹھ اضلاع میں تبلیغ کروائی بے شمار مساجد تعمیر کروائیں اور درس جاری کروائے۔ علمائے اہلسنت اور ان کی جمعیتوں اور کافر نسوں کی جا بجا رہنمائی فرمائی۔

شیعہ اور غیر مقلدین کے ساتھ مناظرے کیئے اور کروائے اور کتابیں لپیٹ کروائیں آپ خلفاء اور مریدین کا ایک بڑا سلسلہ چھوڑ گئے ہیں جو خدمت اسلام میں مصروف ہیں۔

حضرت قبلہ حافظ صاحب نسبتاً ایک گوشہ نشین بزرگ تھے جن کی زیادہ تر توجہ باطنی تزکیہ نفس اور ذکر و اذکار پر مبذول رہی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

۵۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب شہر قبوری (۱۹۶۳ء تا ۱۹۲۹ء)

کتاب "خرینہ معرفت" تذکرہ مشائخ نقشبندیہ میں درج ہے کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شہر قبوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایشیا ور سے واپسی پر گولڑہ شریف اتر کر حضرت قبلہ عالم قدس سترہ سے ملاقات کی۔ اس کے علاوہ پاک پتن شریف میں حضرت بابا صاحب کے عرس پر باہم ملاقاتوں کی بھی روایا ملتی ہیں چنانچہ شیخ فضل قادر صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب شہر قبوری، حضرت بابا صاحب کے مزار شریف کے قریب تشریف فرما تھے حضرت قبلہ عالم قدس سترہ شریف لائے تو میاں صاحب تعظیماً اٹھ کھڑے

ہوئے۔ حضرتؒ کے فرمانے پر کہ آپ یہ تکلیف نہ کیا کریں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میں تو یہاں حضرت بابا صاحب کی زیارت کے علاوہ آپ کی ملاقات کی غرض سے بھی حاضر ہوتا ہوں۔ آپ اپنے زمانہ میں خاندان عایشان نقشبندیہ کے ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ آپ نے سلسلہ مجددیہ معصومیہ کے ایک شیخ حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی تھی جن کا آستانہ کوٹلہ پنجوبگ نزد چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت میاں صاحبؒ طریقت کے ایک بڑے شیخ۔ شریعت کے علمبردار اور سنت نبویؐ کی پیروی پر انتہائی تاکید فرمانے والے بزرگ تھے آپ کی زینہ اولاد نہ تھی۔ آپ کے بھائی حضرت میاں غلام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے، اوّل ۱۹۵۷ء میں ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادگان جناب میاں غلام احمد اور جناب میاں جمیل احمد صاحبان سجادگان سے، طریقت اور شریعت کا یہ مقدس سلسلہ سلوک شہر چنور میں اور دیگر خلفائے کرام کے ذریعے پاکستان میں جاری و ساری ہے۔ آپ کے خلفائے کرام میں سے حضرت سید اسماعیل صاحب کراں و آل سابق ضلع ساہیوال اور حضرت خواجہ محمد عمر صاحبؒ بیربل ضلع سرگودھا کے کمالات علم و فقہ کا کافی چرچا ہے۔

حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے ایک مخلص مولوی محمد ابراہیم صاحب قصوری سے سوال کیا کہ کلمہ طیبہ میں لفظ "لا" غیر اللہ کی نفی ہے یا عین اللہ کی نفی ہے یا عین اللہ کی؟ عرض کیا غیر اللہ کی نفی کی جاتی ہے فرمایا۔ پھر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے کیا معنی ہوئے کہ جب اللہ اللہ کا ذکر ہے تھے تو کسی نے کہا لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کیوں نہیں کہتے تو نعرہ مار کر فرمایا کہ اس خوف سے کہ مبادا "الا" کہنے پر ہی میری زبان بند ہو جائے اور دم نکل جائے۔

ہمارے حضرتؑ نے بھی ایک سفر میں اسی قسم کے سوال پر فرمایا تھا کہ درویش کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ عشق ہوتا ہے۔ وہ اپنے محبوب کا نام لینے میں "لَا إِلَهَ إِلَّا" کے الفاظ کی تاخیر برداشت نہیں کر سکتا اور جدائی کے اس لمحہ بھر کو بھی گھٹا دینا چاہتا ہے۔

حضرت شبلیؒ کو وصال کے وقت کلمہ طیبہ کی تلقین کی گئی تھی جس پر فرمایا کہ جب غیر ہے ہی نہیں تو نفی کس کی کروں! اور حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہ العزیز نے بھی آخری وقت میں یہ شعر کہا تھا۔

عبار خاطر عشاق مدعا طلبی ست
نجلوتے کہ منم یاد دوست بے ادبی ست

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۶۔ حضرت خواجہ عبدالعزیز صاحبؒ ڈفرہ (وصال ۱۹۵۴ء)

حضرت خواجہ عبدالعزیز صاحب قادری المعروف حضرت صاحب ڈفرہ والے رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۳۶۴ھ نومبر ۱۹۵۴ء) جن کا مزار زراعت فارم راولپنڈی مری روڈ کے پاس ہے، ہمارے حضرتؑ کے ساتھ عقیدت رکھتے تھے اور آپ سے اکتساب فیض بھی فرمایا۔ عالم طفولیت سے ادھیڑ عمر تک ممالک اسلامیہ میں سیر و سیاحت کر کے اولیاء اللہ مشہورین و مستورین اور سابقہ بزرگان دین سے فیض حاصل کیا۔ گولڑہ شریف میں اپنی پہلی حاضری کے متعلق ملک غلام فرید خان ٹوانہ سے بیان فرمایا کہ میں بچپن میں گولڑہ شریف ہا تھا۔ راستہ میں کچھ سوار آتے ہوئے نظر آئے اور میں اس ڈر سے ایک کھد میں چھپ گیا کہ شاید کسی پولیس افسر کی سواری آرہی ہے لیکن ایک

سوار اپنا راستہ چھوڑ کر میرے پاس آ گیا جس کی دریافت پر میں نے بتایا کہ
 پیر صاحب کی زیارت کے لئے گولڑہ شریف جا رہا ہوں۔ وہاں پہنچ کر معلوم
 ہوا کہ وہ سوار خود حضرت قبلہ عالم پیر صاحب ہی تھے۔ آپ نے بڑی مہربانی سے
 رات لنگری میں ٹھہرایا اور صبح کئی وظائف عطا فرمائے۔ حزب البحر پڑھنے کا طریقہ
 بتایا اور اس کی اجازت بھی عطا فرمائی۔

ملک غلام فرید خان صاحب سے یہ روایت بھی ہے کہ فرمایا جب میں نے
 راولپنڈی میں سکونت اختیار کر لی تھی تو ایک دفعہ تریاق دماغ کی ایک مجرب
 معجون تیار کر رہا تھا کہ ایک رات حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے خواب میں
 فرمایا کہ اس معجون میں ہمارا حصہ بھی رکھیں۔ چنانچہ جب تیار ہو گئی تو میں نے کچھ
 حضرت کی خدمت میں پہنچا دی۔ پھر فرمایا کہ دورانِ سیاحت بعض اوقات پہاڑوں
 کی جڑی بوٹیاں اپنی تاثیر سے مجھے خود آگاہ کر دیتی تھیں اور میں انہیں استعمال
 میں لے آتا تھا۔

خواجہ صاحب مختلف امراض کے لئے شوقیہ طور پر ادویات تیار کرتے
 رہتے تھے جو ہمیشہ مفید اور زود اثر ثابت ہوا کرتی تھیں۔ اس چیز کو آپ نے
 خدمتِ خلق کا ظاہری سبب بنایا ہوا تھا۔

ان کے ایک مرید قاضی عزیز الرحمن صاحب سکنہ قاضیاں علاقہ گوجران
 انسپٹر مدارس بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مولوی صاحب کے ساتھ جو کشف
 قبور کا ملکہ رکھتے تھے، ایک مرتبہ سیال شریف حاضر ہوا۔ جب روضہ شریف
 سے باہر آئے تو ان مولوی صاحب نے بتایا کہ حضرت اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری
 بیعت کے متعلق دریافت فرمایا تھا کہ کہاں ہے۔ جب میں نے لاعلمی کا اظہار
 کیا تو معاً ایک بزرگ ہوا میں دو زانو بیٹھے ہوئے آگئے اور حضرت کے پاس

جانبیٹھے اور مولوی صاحب نے اس بزرگ کا حلیہ اور وضع قطع، لباس اور طریقہ نشست بعینہ وہی بیان کیا جو حضرت خواجہ صاحب ڈفرہ والوں کا تھا۔

ملک محمد نواز نوشہروی کا بیان ہے کہ کوہ مری میں ایک شخص نے ان کے سامنے حضرت خواجہ صاحب ڈفرہ والوں سے بیعت کے لئے درخواست کی۔ آپ نے پوچھا۔ پہلے تو کہیں بیعت نہیں ہوئے۔ کہا پیر صاحب گولڑہ شریف سے بیعت تھی مگر ان کا وصال ہو گیا ہے۔ خواجہ صاحب نے سخت ناراضی کے عالم میں فرمایا۔ ادبے نصیب تو نے حضرت قبلہ عالم قدس سیرہ کو مردہ سمجھ لیا ہے۔ اس مرتبہ و شان کے ادیاء اللہ ہمیشہ زندہ اور باقی باللہ ہوتے ہیں۔“

۷۔ حضرت حافظ عبد الکریم صاحب عیدگان شریف راولپنڈی

حضرت حافظ عبد الکریم صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا جی فقیر محمد صاحب تیراہی چورہ شریف کے خلیفہ تھے۔ عرب البحر کا وظیفہ ہمارے حضرت سے حاصل کیا تھا۔ جس کی روایت مولوی عبد اللہ صاحب کنجاہی آپ کی زبانی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک اجنبی بزرگ کی رہنمائی میں حضرت قبلہ عالم قدس سیرہ سے کہا کہ اسے عرب البحر کی اجازت دیجئے اور اس کا طریقہ بھی سمجھا دیجئے۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ چلے گئے۔ اگلے روز حضرت نے اجازت دی اور طریقہ درود عطا فرمایا اور معلوم ہوا کہ یہ بزرگ خود حضرت علیہ السلام تھے۔

۸. حضرت مخدوم صدق الدین شاہ صاحب گیلانی ملتان

ہمارے حضرت کے ساتھ ملتان کے مشہور پیر طریقت حضرت مخدوم صدق الدین شاہ صاحب قادری گیلانی سجادہ نشین دربار حضرت سید جمال الدین موسیٰ پاک شہید (رحمۃ اللہ علیہما) کی دوستی عقیدت کی حد تک بڑھی ہوئی تھی۔ حضرت کا پاک پتن شریف کا سفر عموماً ملتان کی راہ سے ہوتا اور ہر سال باہم ملاقات رہتی۔ اختلافی مسائل میں مخدوم صاحب کا مدار آپ ہی کے مسلک پر ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اطلاق لفظ بشر اور حاضر ناظر کے مسائل پر ان کے استفتار کے جواب میں حضرت کا ایک مکتوب گرامی باب "مکتوبات" میں درج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مخدوم صاحب کو ملتان اور نواحی اضلاع میں روحانی قیادت اور عظمت عطا فرما رکھی تھی۔ قطع نظر اس تقدس اور احترام کے جو اس آستانہ عالیہ قادریہ کو حاصل ہے اور جس کی وجہ سے اس کا نام دربار پیر پڑ گیا ہے اور اس کے دو قریبی شہر پناہ کے دروازوں کو سب سے صدیوں سے "پاک دروازہ" اور "حرم دروازہ" کہتے چلے آ رہے ہیں خود حضرت مخدوم صاحب کی ذات کے ساتھ عوامی عقیدت کا یہ حال تھا کہ جب ۱۹۲۴ء میں آپ فریضہ حج سے واپس آئے تو اس خطے لوگوں نے ایسا شاندار استقبال کیا کہ ملتان میں شاید کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہوا ہوگا۔ جب ریلوے اسٹیشن کے وسیع اور طویل پلیٹ فارموں پر تل دھرنے کو جگہ نہ رہی تو لوگ لائن کے کنارے دونوں طرف پھیلے گئے اور یہ قطاریں سگنل کے قریب تک چلی گئیں۔ بہت پہلے جب ایک دفعہ ملتان میں ہندو مسلم فساد کا خطرہ پیدا ہوا اور بازار بند ہو گئے تو یہیں کہ مخدوم صاحب خود سوار ہو کر آ رہے ہیں۔ دوکاندار، کیا ہندو، کیا مسلمان خود بخود

دریا نہیں کھول کر بیٹھ گئے۔

۹۔ حضرت مخدوم الشہنشاہ صاحب گیلانی ملتان

حضرت مخدوم الشہنشاہ صاحب گیلانی بھی حضرت جمال الدین موسیٰ پاک شہید کی اولاد سے ہیں۔ دربان پیران پیر ملتان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور حضرت مخدوم کے بڑے صاحبزادے کی اولاد سے بیان ہوتے ہیں جن کو اپنے والد کی املاک تفویض ہوئی تھی اور چھوٹے بھائی کے حصہ میں آپ کا سجادہ طریقت آیا تھا۔ گولڑہ شریف حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ فرمایا اور حضرت نے انہیں تخیلہ میں بٹھا کر کلمہ طیبہ کی تلقین فرمائی۔

۱۰۔ حضرت سید غلام عباس سجادہ نشین مکہ شریف

مکہ شریف کے خاندان قادریہ کے مشہور سجادہ نشین حضرت غلام عباس شاہ صاحب حسنی گیلانی کے دو خطوط دربار عالیہ گولڑہ شریف میں محفوظ ہیں جو حضرت کے ساتھ ان کے تعلقات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ایک پر ۲ مئی ۱۹۱۲ء کی تاریخ ہے۔ اس میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کو شیعہ سنی مناظرہ موضع جند ضلع کمبل پور میں شرکت کی دعوت دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۴ مارچ کو وہاں شیعہ اور اہلسنت جماعت کے درمیان خلافت کے موضع پر بحث ہونے والی ہے۔ اہل سنت کی طرف سے مناظر مولوی سلطان محمود گنجوی مدرس ڈیرہ غازی خان ہیں۔ اور شیعہ صاحبان کی طرف سے مخدوم صاحب بلوٹ والے مہتمم ہیں۔ نیاز مند کو بھی اہل سنت کی طرف سے جبور کیا

کیا جا رہا ہے کہ اس بحث میں شریک ہوں۔ فقیر چاہتا ہے کہ جناب والا بھی شریک ہوں اور سب اہل سنت کی رائے بھی یہی ہے لیکن اس خط و کتابت کا علم محض فقیر تک محدود ہے۔ دوسرے خط میں جو، ممیٰ ۱۹۱۲ء کا ہے۔ فرماتے ہیں :-

نواز شش نامہ نے فخر و مباہلت بخشی امید ہے کہ جناب

توجہ تام کو مبذول فرمائے رکھیں گے۔ فقیر نہایت ہی جناب کی اس مہربانی کا شکریہ ادا کرتا ہے جو کہ آپ نے اپنی خونی شفقت سے بندہ کو ان امور ات سے آگاہ فرمایا جو فقیر کے لئے مناسب امور تھے۔

یہ امر ہویدا ہے کہ آج کل مسلمانوں کی جو نازک حالت ہے وہ ہرگز اس امر کے قابل نہیں کہ خانہ جنگیاں شروع رہیں مگر آفرینش سے انسان طینت سے ایسا پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنی عمر کا ایک حصہ انہی کاموں میں گزارنا چاہتا ہے۔ معرکہ شیعہ کے خیال حضور پر محبوب سبحانی قدس سرہ العزیزہ کے حق میں بہت ہی بُرا اثر پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ گویا آپ کے جد کی برکت ہے کہ کسی کو اس ملک میں حضور کی نسبت گفتگو کا موقع نہیں ملتا۔ اور انشاء اللہ نہ ملے گا۔ مگر تاہم احتیاط امر لابدی ہے۔ مولوی صاحب (سلطان محمود گنجوی) کے خط سے معلوم ہوا کہ حافظ صاحب سید جماعت علی شاہ صاحب بھی شریک ہوں گے۔ فقیر کا ارادہ اس صورت میں جانے کا ہو سکتا ہے۔ جب جناب بھی تشریف لائیں مخدوم بلوٹ والوں کی طرف سے بڑی گوشمش ہو رہی ہے یہ امر

لا بدی ہے کہ اگر بندہ یا حضور اس موقع پر حاضر نہ ہوئے تو دین اللہ کی کمزوری کے ماسوا دشمنان دین ... سے ایک محل طعنہ کا ضرور ہوگا۔ فقیر نے ابھی تک بغیر جناب کوئی پختہ رائے اپنے کسی استفسار کنندہ کے آگے ظاہر نہیں کی۔ جیسے رائے ہو اس سے آگاہ فرمایا۔ دوئم امر اگر یہ خیال بھی کیا جاوے کہ ہمارے منصب اس امر کے متقاضی ہیں کہ کسی شخص کا دل رنجیدہ نہ کریں لیکن بعض گروہ ایسے ہیں کہ وہ کسی حال میں شک کر گزار نہیں رہ سکتے مزید خیال فرما کر اور ساری وجوہات پر نظر ڈال کر اپنی رائے مبارک سے سرفراز فرمادیں گے کہ اسی کے مطابق طرز عمل رہے۔“

اس مضمون سے حضرت قبلہ عالم قدس سیرہ کے جواب کی منشاء پر واضح اشارات ملتے ہیں کہ حضور ان فرقہ دارانہ مناظرات کو پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پیر صاحب مکہ شریف کے اصرار اور حالات کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر بالآخر شمولیت پر آمادگی کا اظہار فرما دیا تھا کیونکہ حسب روایات جب حکومت نے اس مناظرہ کی ممانعت کر دی تو آپ نے فرمایا۔

مُراداں من دریاں من وقت رہیاں

شیعاں نوں من دریاں باتاں نہ کہیاں

حضرت بابو جی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ انہی ایام میں جب کہ چند من مناظرہ کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں ایک سید محمد عالم شاہ نامی جو کبھی کبھی حضرت قبلہ عالم قدس سیرہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور شیعہ خیالات رکھتے۔ آپ کی خدمت میں آئے اور عین اس وقت جب کہ ہم سبق پڑھ رہے تھے حاضر ہو کر باتوں

باتوں میں یہ سوال کیا کہ اصحابِ ثلاثہ کی خلافت کے خلاف شیعہ علماء یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ طَقَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ
إِمَامًا طَقَالَ وَمَنْ ذُرِّيَّتِي طَقَالَ لَا يَتَّبِعُ عَهْدِي الطَّبِيعِينَ ۝ (البقرہ ۱۲۴)

ترجمہ :- اور جس وقت آزمائش فرمائی ابراہیمؑ کی اس کے پروردگار نے ساتھ کئی باتوں کے پس پورا کیا (ابراہیمؑ نے) اُن کو فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) بے شک میں تجھے انسانوں کے لئے امام بنانے والا ہوں بعض کیا اور میری اولاد سے بھی۔ فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ پس معلوم ہوا کہ ظالم عہد امامت کے لائق نہیں اور قرآن مجید نے شرک کو ظلمِ عظیم فرمایا ہے (إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ) اور اصحابِ ثلاثہؓ اسلام لانے سے پہلے مذہبِ بت پرستی پر تھے۔ حضرتؓ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ شاہِ جی! جو لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں انہیں شاید ایسا غوجی بھی نہیں آتی۔

انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ یہ قضیہ مشروطہ عامہ ہے جس میں موضوع پر حکمِ تاوقت وصف ہوتا ہے۔ لہذا جب تک وصفِ ظلم رہے گا حکم رہے گا۔ ”والاخلا“ شاہ صاحب یہ سن کر حیران رہ گئے اور واپس جا کر شیعہ علماء سے ذکر کیا اور یہ بھی جا کر کہا کہ اگر یہ شخص مناظرہ میں شریک ہوا تو تمہاری خیر نہیں۔ بالوجہ فرماتے ہیں کہ یہ مناظرہ بعض وجوہ کی بناء پر ملتوی ہو گیا تھا۔

تعجب ہے کہ جن لوگوں نے اس مناظرہٴ جند کی تحریک کی تھی اور شیعہ حضرات کے قائد تھے۔ وہ اپنا شجرہٴ نسب حضرت سیدنا میراں محمد شاہ موج دریا

لے ایسا غوجی“ علمِ منطق کے ایک ابتدائی رسالہ کا نام ہے۔ (فیض)

بخاری (لاہوری) رحمۃ اللہ علیہ (۹۴۰ تا ۱۰۱۳ ہجری) تک پہنچاتے تھے۔ حالانکہ

آنجناب کے متعلق تاریخ مشائخ لاہور اور کئی دیگر معتبر کتب میں یہ واقعہ درج ہے کہ کسی شیعوں نے آنجناب کے اہلسنت والجماعت ہونے پر طعن کیا تھا کہ "کاٹھ دی گئی نہیں اور سید سستی نہیں" اور آپ نے اس تحدی کو قبول فرما کر "کاٹھ دی گئی" (لکڑی کی دیگی) بنوائی اور شیعوں سستی کے ایک بڑے مجمع کے اندر اس میں چادر لپکا کر کھلا دیئے تھے۔

حضرت پیر قطب شاہ صاحب سندیلوی (وصال ۱۹۲۶-۲۷ء)

حضرت پیر سید قطب شاہ صاحب قادری (سندیلہ شریف ضلع لاسیپور) (وصال ۱۹۲۶-۲۷ء) بھی ہمارے حضرت کے ساتھ تعارف اور عقیدت رکھتے تھے۔ جس سال حضرت نے اس علاقے کے مخلصین کی درخواست پر بغداد علاقہ تلمبہ اور حضرت صوفی علی حیدر شاہ صاحب کے مزار قاضی غالب کا سفر فرمایا تھا تو جناب پیر قطب شاہ صاحب کی دعوت پر سندیلیا نوالی میں بھی ان کے یہاں ایک روز مقام فرمایا تھا۔ ان کے دو مشہور خلفاء حضرت مولوی شیر محمد صاحب فتح پور ضلع ساہیوال) اور حضرت میاں اللہ یار صاحب کلانہ (ضلع جھنگ) سے ان علاقہ جات کے اکثر لوگوں کی عقیدت وایت ہے۔ ایک کتاب بعنوان "اسرار معرفت" اور ایک رسالہ "حیات النبی" حضرت پیر قطب شاہ صاحب کی تصانیف سے یادگار ہیں۔ شاہ صاحب قبلہ کے سلسلہ کے ایک درویش جناب سائیں غلام محمد صاحب کے ملفوظات مطبوعہ میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کا کافی تذکرہ ملتا ہے اگرچہ بعض روایات کی نسبت حضرت کی طرف درست معلوم نہیں ہوتی۔

۱۲. حضرت خواجہ عبدالرحیم صاحب باغدرہ حسن ابدال

حضرت خواجہ عبدالرحیم صاحب سابق باغ درہ حال سالک آباد علاقہ حسن ابدال موہڑہ شریف والوں کے خلیفہ اور خاندان نقشبندیہ میں ایک بڑے حلقہ کے پیشوا ہیں۔ انہیں حضرت قبلہ عالم قدس سترہ کے ساتھ ہمیشہ بہت عقیدت رہی۔ حضرت قبلہ عالم قدس سترہ کے متعلق ایک سائل کی دریافت پر فرمایا: "ہر شخص کو اپنے پیر کی تعریف کرنی چاہیے۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف چاند ہیں اور باقی سوائے"

۱۳. حضرت خواجہ عبدالرحمن صاحب چھوہرہ شریف ہری پور

حضرت خواجہ عبدالرحمن صاحب قادری (چھوہرہ شریف ضلع ہزارہ) حضرت قبلہ عالم قدس سترہ کے ہم عصر تھے اور غالباً باہم ملاقات بھی تھی ان کے متوسلین میں سے کسی صاحب نے ایک رسالہ موسومہ "صلوٰۃ الرسول" شائع کیا ہے جس میں انہیں غوث اعظم کہا گیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت قبلہ عالم گولڑہ شریف قدس سترہ نے انہیں ایک وظیفہ بتایا تھا جس کا مقصد حصول مال و زر تھا مگر انہوں نے پڑھنے سے انکار کر دیا تھا جب یہ رسالہ نظر سے گزرا تو راقم الحروف نے موجودہ سجادہ نشین صاحب زادہ محمود صاحب کی خدمت میں مندرجہ ذیل خط ارسال کیا جس پر انہوں نے ازراہ نوازش اپنے صاحبزادے کو حضرت بابو جی مدظلہ العالی کے پاس بھیج کر اپنی لاعلمی اور ان غیر واقعی تحریرات کی اشاعت پر معذرت کا اظہار فرمایا۔

نقل خط متعلق بعض اندراجات رسالہ صلوة الرسول

مکرمی واجب الاحترام جناب صاحبزادہ محمود صاحب زید مجدہم!
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ازہ تجلیات مسنونہ گزارش بخدمت عالیہ
 اینکہ کچھ روز ہوئے کتاب مجموعہ صلوات الرسول کے مطالعہ کا اتفاق ہوا ابتداً
 کتاب میں آپ کے حضرت علیہ الرحمۃ کے مختصر حالات بھی کسی متوسل نے
 تحریر کر دیئے ہیں۔ میری ناقص رائے میں غوث اعظم ہونا تو ایک ایسا مقام
 ہے جسے حضور سرکار بغداد قدس سیرہ کے بعد کسی کے لئے ثابت کرنا سوا وہی
 ہے۔ فقط آنجناب کا ارادت مند ہونا وہ کمال ہے جس کے سامنے بڑے
 بڑے مدعیان فقر و ولایت کے کمالات یسج ہیں جیسا کہ قصید عالیہ غوثیہ
 سے واضح ہوتا ہے۔ اسی لئے تو کہا گیا ہے۔

سگ درگاہ جیلاں شوخوں خواہی قرب ربانی

کہ بر شیراں شرف وارد سگ درگاہ جیلانی

بہر حال کسی متوسل کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے شیخ کی تعریف و توصیف
 ایسے انداز میں کرے جس سے کسی دوسرے خدار سیدہ و خدارساں کی توہین کا پہلو
 نکلتا ہو۔ کیونکہ جب فخر موجودات علیہ الصلوٰت والتسلیمات کی ذات بابرکات
 نے اپنے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ لَا تَقْضُوا عَلٰی یُونُسَ ابْنِ مَتٰی کہ مجھے حضرت یونس
 علیہ السلام پر فضیلت متادو۔ حالانکہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ
 اَنَا سَيِّدٌ وُلْدِ اَدَمَ وَلَا فَخْرَ کہ میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں جس کی
 تطبیق علمائے کرام نے بیان یہ فرمائی ہے کہ پہلے ارشاد سے آنجناب کی وہ
 فضیلت ہے جس سے کسی دوسرے پیغمبر کی توہین کا پہلو نکلے تو پھر کسی اور انسان

کو ایسی مدح و ثناء جس سے دوسروں کی تنقیص مترشح ہوتی ہے کہاں درست ہوگی۔

بندہ خاص طور پر آپ کی توجہ اس روایت کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہے جو کتاب مذکورہ کے صفحہ دس پر موجود ہے جس میں اہنوں نے تصریح کی ہے کہ حضرت اقدس گورڑوی قدس سرہ نے حضرت صاحب پھوروی کو ایسا وظیفہ پڑھنے پر اصرار فرمایا تھا جس کا مقصد حصول مال و زرہ تھا۔ جس پر حضرت موصوف نے پڑھنے سے انکار فرمادیا۔ حالانکہ جن لوگوں کو حضرت گورڑوی علیہ الرحمۃ کے مسک سے ذرا بھی واقفیت ہے وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ حضور علیہ الرحمۃ کسی بھی مسلمان کے لئے کلام الہی اور وظائف و اوراد کا بغرض حصول مال و زرہ پڑھنا نہایت ہی معیوب فرماتے تھے۔ چنانچہ آنجناب کے ملفوظات مطبوعہ کے متعدد مقامات اس امر کی بین دلیل ہیں خصوصاً صفحہ ۱۵۳ پر عبارت ذیل ملاحظہ ہو۔

شیوۃ فقر محمدی کفایت شغاری است و ترک تکلف فرمودند اداے اوراد و خوان وظائف و سورہ قرآنی محض برائے حصول اغراض دنیاوی کار خوب نیست، بلکہ نقاق است و ازین سبب فائدہ حاصل نئے شود و ہمہ عمر ضائع مے شود کلام اللہ را محض برائے غرض ثواب و رضائے حق خواندہ شود و خود خدائے عزوجل مسبب الاسباب کار ساز است۔ در حدیث آمد است (مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ) چہ طور تسلیم کردہ شود کہ بندہ

ہر گاہ بندۂ خدا باشد باز در ہمہ حالات مطمئن نا باشد۔ حافظ علیہ الرحمۃ

در دیوان مے فرمائید

تو بندگی چوں گدایاں برائے مزد مکن!

کہ خواہم خود روش بندہ پروری داند

پس جب آنجناب کے نزدیک کسی بھی مسلمان کا اور ادووظائف
بغرض مال و زر پڑھنا نفاق ہے تو ایک سستی کو جن کے متعلق کتاب
مذکورہ میں غوثیت عظمیٰ کا منسب اعلیٰ تک ثابت کیا گیا ہے۔ کس
طرح آنجناب ایسا وظیفہ پڑھنے پر اسرار فرما سکتے ہیں جس کا مقصد
ہی حصول مال و زر ہو۔

امید ہے آپ اس غلط روایت کے متعلق خود ہی کوئی مناسب
اقدام فرما کر ہم متوسلین در گاہ عالیہ گولڑہ شریف کو مطمئن فرمائیں گے
وہ نہ مجبوراً ہمیں خود کسی قدم اٹھانے پر معذور تصور فرمائیں گے۔

نیز اسی کتاب میں صفحہ ۱۶ پر ایک صاحب حال ستارہ بجانے
والے شخص کا واقعہ مذکور ہے جس کے خلاف ایک مولوی صاحب
نے کفر کا فتویٰ صادر کیا ہوا تھا۔ تنگ آکر صاحب حال ستارہ نواز
مذکور نے حضرت صاحب چھوردی اور آپ کے رفیق سفر ایک پیر
صاحب سے امر مذکور کی شکایت کی۔ جسے سن کر پیر صاحب نے
ستارہ بجانے والے کو اس فعل سے روکنا چاہا۔ مگر حضرت چھوردی
نے ایسا تصرف کیا کہ خود مولوی صاحب نے ستارہ بجانے شروع کر دی
یعینہ اسی واقعہ کو آپ کے متعلقین میں سے کسی شخص نے
ایک اخبار میں شائع کیا۔ اور پیر صاحب سے مراد حضرت اقدس

گوٹڑی علیہ الرحمۃ کی ذات لی گئی۔ حالانکہ یہ روایت بھی سابقہ روایت کی طرح حضرت گوٹڑیؒ کے مسلک کے خلاف ہے۔ کیونکہ مشائخِ چشت کے نزدیک سماع وغیرہ اہل حال کے لئے بالاتفاق درست ہے پھر آپ کس طرح ایک صاحبِ ذوق کو منع فرما سکتے تھے اور طرفہ یہ ہے کہ روایت مذکورہ حضرت چھوڑوی کے مسلک کے بھی خلاف معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ کسی قادرِ سلسلہ کے بزرگ کے یہ شایانِ شان نہیں کہ وہ تصرف کر کے کسی کو طریقہ عالیہ قادرہ کے خلاف عمل پر یعنی ساز بجانے پر پابند کرے۔

امید ہے ان شکوک کے جوابات سے مشرف فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

۱۲۔ حضرت مولینا وصی احمد صاحبِ محدثِ پبلی بھیت

حضرت مولینا وصی احمد صاحبِ محدثِ سوہتی پبلی بھیتی ہمارے حضرت کے ہم سبق اور ہم مشرب بزرگ تھے۔ بہارن پور میں حضرت مولینا احمد علی صاحبِ محدث کے درس میں حضرت کے ساتھ ان کے ہم درس ہونے کا ذکر ابتدائی ابواب میں گزر چکا ہے۔ وہاں اکثر دوسرے طلباء غیر مقلدانہ خیالات رکھتے تھے اور باہمی عقائد کی بحث میں ان دونوں حضرات کا پلہ ہی ہمیشہ بھاری رہتا تھا۔ دسمبر ۱۹۱۲ء میں دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے اجلاس میں حضرت کی تقریر کے بعد ان کی تقریر کا وقت مقرر تھا۔ منبر پر جا کر صرف ایک حدیث شریف پڑھی اور یہ کہہ کر آرائے کہ حضرت پیر صاحب کی تقریر کے بعد منہ کھولنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ لیکن تعمیل امر میں ایک حدیث شریف پڑھ دی ہے حضرت مولانا احمد رضا

خان صاحب بریلوی کا مولانا موصوف سے گہرا رابطہ تھا اور انہیں الاسد
یعنی اہلسنت والجماعت کا شیر فرمایا کرتے تھے۔

۱۵۔ حضرت سید لعل شاہ صاحب دندہ شاہ بلاول۔ انک

حضرت سید لعل شاہ صاحب نقشبندی (دندہ شاہ بلاول ضلع انک)
قدوة السالکین حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری کے خلیفہ مجاز اور
حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب موسیٰ زئی شریف کے پربھائی تھے۔ حج کے
موقع پر مکہ مکرمہ میں آپ کا حضرت قبلہ عالم کے متعلق رئیس اتحاج ہونے کا کشفی
مشاہدہ باب چہارم میں گزرتا چکا ہے۔

۱۶۔ حضرت شاہ سلیمان شاہ پھلواری

پھلواریہ شریف صوبہ بہار کے حضرت شاہ سلیمان صاحب مشاہیر بزرگان
ہند سے ہوتے ہیں۔ آپ گیلانی سید اور حضرت میراں شاہ قادر قمیض کے دوہرے
صاحب زادہ کی اولاد سے ہونے کی وجہ سے ہمارے حضرت کے یک جدی بھائی
ہیں۔ حضرت قبلہ عالم گولڑوی سے آپ کا تعلق اس اعلامیہ سے واضح ہوتا ہے
جو حضرت کے وصال پر جناب سجادہ نشین صاحب پھلواریہ شریف نے حضرت
خواجہ حسن نظامی صاحب کو ارسال کیا تھا اور ان کے رسالہ "منادی" جون ۱۹۳۶ء
میں شائع ہوا۔ اس کی نقل یہاں دی جاتی ہے۔

تعزیت۔ پھلواری شریف میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب
گولڑہ شریف کی فاتحہ۔

گزشتہ جمعہ ہجرت صبح کو حضرت مولینا سید شاہ محی الدین صاحب

کا ایک تار بنام حضرت مولانا سید شاہ حسین میاں صاحب
 سجادہ نشین کے پہنچا جس میں یہ منحوس اطلاع درج تھی کہ شیخ
 المشائخ حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے اس جہان فانی
 سے رحلت فرمائی۔ اس خبر و حقت اثر کو سن کر حضرت سجادہ نشین صاحب
 صاحب کے علاوہ خالقاہ شریف کا ہر شخص تصویر الم بن اور اس کی
 خاص وجہ یہ ہے کہ حضرت قبلہ مولانا قاری سید شاہ سلیمان صاحب
 اور غفران مآب حضرت پیر صاحب کے درمیان باہمی گہری محبت تھی اور

حضرت شاہ صاحب پھلواری، حضرت پیر صاحب کے علم و فضل،
 وسعت نظر، ان کے زہد و اتقا اور بالخصوص علم تصوف پر ان کے
 غایت عبور کو اکثر اپنی مجلسوں میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ جامع
 مسجد پھلواری شریف میں نماز جمعہ سے پہلے حضرت مولانا شاہ حسین
 میاں صاحب سجادہ نشین مدظلہ نے پیر صاحب کے اوصاف اور
 ان کی اسلامی خدمتوں کو بیان فرمایا۔ لوگوں نے فاتحہ پڑھی۔ پھر
 بعد نماز بھی دعائے خیر کی گئی۔ پھلواری شریف کے لوگوں کو اس
 حادثہ کا رنج و الم ہوا۔ والسلام



۱۷۔ حضرت سید علی شاہ صاحب سہارہ دو سال ۱۹۰۳ء

حضرت سید علی شاہ صاحب چشتی سجادہ نشین سہارہ تحصیل
 باغ ریاست پونچھ کو حضرت مولوی محمد فاضل صاحب چشتی سلیمانی
 دگر بھی افغاناں سے خلافت حاصل تھی۔ لیکن آپ حضرت قبلہ
 عالم گولڑوی قدس سترہ سے بھی عقیدت رکھتے تھے۔ متعدد بار
 ملاقات ہوئی اور خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ان کے
 پوتے اور موجودہ سجادہ نشین سید نظیر حسین شاہ صاحب کی
 بیعت ہمارے حضرت قبلہ عالم قدس سترہ کے ساتھ ہے۔ وہ
 فرماتے ہیں کہ جب حضرت قبلہ عالم کے خادم خاص محمد خان
 برادر مولوی غلام محمد خان نذرہ برادر نے اپنے گاؤں دھیر کوٹ
 تحصیل باغ میں بیمار ہو کر وفات پائی تو حضرت نے میرے دادا
 صاحب کو خط لکھا کہ محمد خان کی لاش وہاں امانت ہے اُسے
 نکلوا کر گولڑہ بھجوادیں۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل کی گئی اور یہ
 نامہ مبارک ہمارے یہاں بطور تبرک رکھا ہوا ہے۔ حضرت
 سید علی شاہ صاحب نے بحالت سجدہ وصال فرمایا۔ ان کے
 انتقال پر حضرت قبلہ عالم قدس سترہ نے جو تعزیت نامہ ان
 کے فرزندوں کو لکھا تھا اُس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

سیادت و ترائقت پناہ نیاز علی شاہ صاحب و مخدوم شاہ
 صاحب و فیروز شاہ صاحب سلامت باشند و علیکم السلام
 ورحمۃ اللہ۔ انا بعد از ملاحظہ خبر انتقال جناب شاہ صاحب

مرحوم و منفقود ہر چند تشنت و فلق عارض حال گردیدہ اقا
 الحمد للہ و مننتہ کہ بحالت اقرب الاوضاع شربت وصل
 چشیدند۔ بر این چنین وضع انتقال بحق نمودن نعمتی است
 کہ از باب سعادت از لیبہ رانی بخشند۔ در د فراق و ہجر
 مقبولان حق مزید بر این بچشمیت ابوتہ و قومیت حادثہ
 ایست جانکاه واقعہ ایست ہوش ربا اقا بجز استرجاع
 و اصطبار چارہ نہ۔

”باید کہ اهدار ثواب ختمات و صدقات روح مبارک
 اوشاں را مسرور داند و این کمیئہ ترین عباد اللہ الصمد
 را دعا گوئے و خیر خواہ خاندان تصور فرمایند۔ ز جمیع
 بر بخور داران را سلام و دعا۔
 الراقم الملتجی الی اللہ الصمد المدعو بہ ہر علی شاہ از گولڑہ۔
 مودعہ ۲۷۔ شوال ۱۳۲۱ھ



۱۸۔ حضرت مولانا عبدالباری قرنگی محلی صاحب

جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا محمد قیام الدین عبدالباری قرنگی محلی لکھنؤ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ اپنے دور کے علماء و مشائخ میں ایک امتیازی شان کے مالک تھے۔ مولانا محمد علی جوہر آپ کے ہی مرید تھے۔ تحریک خلافت کے دوران میں اس کے بعض شرعی پہلوؤں پر ہمارے ہمارے حضرت کے ساتھ خط و کتابت فرمائی تھی جس کی تفصیل باب "مسند ارشاد" میں گذر چکی ہے۔

۱۹۔ حضرت دیوان غیاث الدین اجمیر شریف صاحب دو سال ۱۹۲۲ء

۲۰۔ حضرت دیوان سید محمد صاحب پاکستان شریف دو سال ۱۹۲۴ء

۲۱۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دو بار حضرت سلطان المشائخ دہلی

یہ تینوں حضرات حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے مستفیضین کی سلک میں شامل ہیں۔ تاہم چونکہ ان حضرات کا تعلق حضرت صاحب کے مشائخ کرام کے مبارک خالوادوں سے ہے۔ اس لیے انہیں حضرت صاحب کے معاصرین کرام میں شامل

کیا جاتا ہے۔
۲۲۔ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسہ شریف
 صاحب دستاویز ۱۸۲۳ تا ۱۹۰۱ء

حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت کی ملاقات اور باہمی تعلقات کا ذکر بھی پہلے گزرا چکا ہے۔ تونسہ شریف میں حضرت سے اس ملاقات کے کچھ عرصہ بعد ہی ۱۹۰۱ء میں خواجہ صاحب وصال فرما گئے۔ اس عرصہ میں باہم خط و کتابت بھی ہوئی رہی۔ چنانچہ ”مہرِ چشتیہ“ میں خواجہ صاحب کی طرف حضرت کے ایک خط کی نقل درج ہے جس میں اسراہیل سلوک پر گفتگو کے علاوہ مرزا صاحب قادیانی کے اس عدالتی اقرار نامہ کا ذکر بھی فرمایا ہے جو ۲۲ فروری ۱۸۹۹ء کو بدیں پابندی لیا گیا تھا کہ آئندہ کسی مخالفت کے حق میں ہلاکت یا عذاب کی پیشگوئی نہیں کی جائے گی۔ خط کا متن عربی اور فارسی میں ہے اس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

حضرتی و مولائی۔ اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں شکر ہے کیونکہ دراصل وہی مقصودِ حقیقی ہے۔ گمراہی کے صحرا اور غیرت کی رات کی تاریکی سے رہائی پانے کا اور اس ہستی برمودہ ہوم کے جہنم کی پستیوں سے نجات حاصل کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے عنایتِ ازلیہ کی رہبری اور ہدایت

ولولاشذاهاما اهدت لجانها ولولاسناها ماتصو رها الوهم
 داگر اُس کی خوشبو نہ ہوتی تو اُس کے مینجانہ کی طرف راہ نہ
 پاتا۔ اور اگر اُس کے جلوے نہ ہوتے تو اُس کا تصور
 بھی وہم میں نہ آتا۔

اسی طرح مندرجہ ذیل اشعار میں بھی اُسی عنایت کے ساتھ
 تعلق اور برزخ کے احوال کی طرف اشارہ ہے :-
 این طائفہ مطلق انداز قید سوم فارغ شدہ اندیشہ احوال و علوم
 (یہ طائفہ مقبولانِ خدا قید سوم سے آزاد اور احوال و علوم
 کے اندیشہ سے فارغ ہے)

برظاہر شُرین لوامع نور ہدیٰ للذین نجوم للشیاطین رجوم
 (نورِ ہدایت کی ضیا پاشی پر یہ حضرات دین کے ستارے اور
 شیاطین کے لیے رجم اور ہلاکت بن جاتے ہیں)
 نظر کردن بدر ویشاں منافی بزرگی نیست
 سلیمان با چنین حسمت نظر ما بود بامورش
 (درد ویشوں پر نظر کرنا بزرگی کے منافی نہیں حضرت سلیمان
 علیہ السلام اتنی شان و شوکت کے باوجود چوٹی پر مہربان
 تھے۔)

قابل اعتماد لوگوں سے پتہ چلا ہے کہ مرزا صاحب سے
 آئندہ کے لیے کسی کے بارے میں پیش گوئی نہ کرنے کے
 متعلق اقرار نامہ لیا گیا ہے۔ الحمد للہ۔ شاید یہ اسی جرأت
 کا اثر ہو جو اپنی کتاب "ایام الصلح" میں ظاہر کی تھی۔

ایک ماہ سے مزاج مبارک کی کیفیت سے بے خبر ہوں۔ اگر
مشرف فرمائیں تو ذرہ لوانہی سے بعید نہ ہوگا۔

۲۲۔ حضرت خواجہ محمد دین صاحب شریف (سال ۱۹۰۱ء)

حضرت خواجہ محمد دین صاحب، جن کا ذکر خیر اس کتاب میں حضرت
ثانی صاحب سیالوی کے لقب سے جا بجا آچکا ہے۔ حضرت قبلہ
عالم قدس سرہ کے مرشد زادہ تھے اور اوائل ہی سے باہمی رابطہ
محبت استوار ہو کر عشق کی نوبت کو پہنچ گیا تھا کہ حضرت اس
طرف سے

آکھیں خواجہ شمس دین دے لعل لوں
گوڑھے نیناں والہڑے لچ پال لوں

قسم کے فراقیہ اشعار موزوں فرماتے رہتے تو اس طرف حضرت ثانی
صاحب قبلہ، قوال کو اس شعر سے

پیت کا وعدہ کر کے پیانے پیت بھانا چھوڑ دیا
مہر کی اکھیاں پھیر لیں دم دم کا آنا چھوڑ دیا

میں اصلاح دیتے کہ مہو سے

مہر نے اکھیاں پھیر لیں دم دم کا آنا چھوڑ دیا

حضرت شیخ الجامعہ صاحب کے مسودات سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت ثانی صاحب سیالوی کے ارشاد ہی پر ہمارے حضرت
تونسہ شریف گئے تھے، انہی کے ایما پر ابتداً پاک پتن شریف
کا سالانہ سفر اختیار فرمایا اور انہی کے فرمان کی تعمیل میں

جناب دیوان غیاث الدین صاحب اجمیری کی معاہدنت و تائید میں بمقام پشاور سرحدی علماء کے ساتھ سماع کے موضوع پر مناظرہ فرمایا۔ حضورؐ کے "ملفوظات طیبات" مکتوبات شریف مومہ "مہرِ چستیہ" اور منظوم کلام میں حضرت ثانی صاحب کے ساتھ آپ کے اس خاص تعلق کے واضح نشانات ملتے ہیں۔ حضرت ابوعلی قلندر پانی پتی کے متعلق روایت مشہور ہے کہ آپ نے حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی قدس سرہ سے نعمتِ دلایت سلب کر لی تھی۔ حضرت ثانی صاحب سیالوی کے ارشاد پر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے اس مسئلہ پر محققانہ بحث سے یہ ثابت فرمادیا کہ مذکورہ روایت خلاف واقعہ ہے بلکہ ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ مفصل بحث مکتوبات مطبوعہ میں درج ہے۔

حضرت ثانی صاحب سیالوی ہمارے حضرت سے عمر میں چالیس برس بڑے تھے۔ کتاب "الوارثیہ" میں آپ کی ولادت ۱۲۲۵ھ، سجادہ نشینی ۲۲۔ صفر ۱۳۰ھ اور وصال ۲۔ رجب ۱۳۲۴ھ (۱۹۰۹ء) درج ہے۔ آپ کا شمار اپنے زمانہ کے کثیر الکرامات اور وسیع البیوفات اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی بیماری کے ایام میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ بیمار پڑے۔ آپ کے لیے اکثر حاضر ہوتے رہے۔ چنانچہ ۱۔ جمادی الاول کے خط میں سیال شریف سے حضرت بابو جی مدظلہ العالی کو تحریر فرماتے ہیں:

”شب جمعہ قریب دو بجے خوشاب اُتر کر اُسی وقت
 دریا کو عبور کر کے آرام کیا۔ علی الصبح وہاں سے نماز
 پڑھ کر بسواری بگھی فوراً چھاؤنی پہنچے۔ حضرت صاحبِ غم
 فیوضہم اس قدر خوش ہوئے کہ تحریر سے باہر ہے آپ کو
 کئی روز کا سخت انتظار تھا۔ ہر ایک شخص اس انتظار کی
 عجیب کیفیت بیان کر رہا ہے۔ بالخصوص میرے اشعار
 متعلق فارضیہ۔“

مجلدے نہیں اور بول مٹھڑے ڈھول دے
 بول سا نول یا رہو ہی رول دے

نہایت رقت طاری کیے ہوئے تھے۔ پہنچتے ہی میں نے
 انتظام سیال شریف لے جانے کا کیا۔ اس روز آپ کو لب
 دریا کنارہ خوشاب سے کشتی پر سوار کیا۔ علی الصبح بروز شنبہ
 سیال شریف پہنچنے پر سب کو از حد خوشی ہوئی اور دعائیں
 دینے لگے۔ حضرت صاحب کو ضعف از حد ہے۔ غذا نہیں
 مجھ کو ایک لحظہ آنکھوں سے غائب نہیں چاہتے۔“
 پیش آنے والی جدائی کے احساس اور تصور نے جو کیفیات
 دل میں پیدا کر رکھی تھیں انہیں حضرت ابن فارض مکی کے دو
 فراقیہ اشعار کی اور تفسیر میں اس طرح ثبت فرمایا ہے کہ
 آج بھی ان کی غم انگیز و پروردگار اسی بے بسی اور بے چارگی
 دلوں میں ہجرت پیدا کر دیتی ہے۔

سَاتِقَ الْأَطْعَانِ يَطْوِعُ الْبَيْدِ طَيْئِ مَنِعًا عَزِيحَ عَلِيٍّ كُتُبَانِ طَيْئِ

سارہ باناں! مہر باناں! ابراہیہا!
 آنکھیں جا انہاں پیاریاں دلجانیاں
 لاپرتیاں دے کے لائے اوہ گئے
 سارا عالم صدقے آکھاں بول توں
 بن تسادے ہک گھڑی سو سال دی
 اک پھوڑا دوجھے طعنے جگ دے
 بالدی ڈپوے پی خانقاہاں تے
 چشماں فرشی دچھاواں خاطر ڈھول دی
 بہنچیں جد توں سوہنیاں دی جھوک تے
 جاسینہرا دیوین انہاں جانیاں
 شالا جیویں خیر تھیوی ماہیہا!
 گوڑھے نیناں والیا مستانیاں
 اوہ گئے اوہ دل دے سایے اوہ گئے
 واراں سر میں اُس انوکھڑے ڈھول توں
 بہہ ٹھکانے پی تسادے بھال دی
 پیراں تھیں سر تک المیے اک دے
 آوندادیکھاں ڈھولا انہاں رہاں تے
 مرحبا مرحبا پیٹی بول دی
 خیر ہووی انہاں نوں ذرارہ دک تے
 گوڑھے نیناں والیاں مستانیاں

لَسْتُ اَنْسِي بِالْتَّائِيَا قَوْلَهَا

كُلُّ مَنْ فِي الْحَيَاةِ اَسْرَعُ فِي يَدَيْهِ

بھلے نہیں اوہ بول مٹھڑے ڈھول دے
 رات ساری گزری تاکے گندیاں
 بول سانول یا روہی رول دے
 یاد کر کر قول میزاں منڈیاں
 دراصل محبت ہی حضرات چشت اہل بہشت کا اصل خزانہ
 اور متاع ہے اور ان کے حال کے مطالعہ کے وقت اپنی کا
 مقولہ یاد آتا ہے کہ

در خرمین کائیات چوں کر دیم نگاہ

یکس دانہ محبت است باقی ہمہ کاہ

۲۴۔ حضرت صاحبزادہ محمد امین صاحب سیالوی

۲۵۔ حضرت صاحبزادہ محمد سعد اللہ صاحب سیالوی

حضرت ثانی صاحب کے سب سے چھوٹے صاحبزادے جناب
خواجہ محمد سعد اللہ صاحب سلمہ اللہ ہمارے حضرت کو نہایت عزیز
تھے اور اس پیار میں دونوں جانب سے کبھی فرق نہیں آیا۔

۲۶۔ حضرات پیر حیدر شاہ صاحب جلالپور

۲۷۔ خواجہ محمد امین صاحب چکوڑی شریف

۲۸۔ خواجہ معظم دین صاحب (مرولہ شریف)

۲۹۔ خواجہ افضل دین صاحب (چاچڑاں شریف)

رحمۃ اللہ علیہم

بیماری اور ضعف

بیماری کا آغاز

خواب و خور سے بے نیازی

یہ حقیقت ہے کہ کم خوردن، کم خفتن و کم گفتن ابتداء ہی سے حضرت کے معمولات سے رہے۔ دائمی ذکر اور پاس انقاس کے شغل تھے آپ کو خواب و خور سے بے نیاز کر دیا تھا۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ طالب علمی کے زمانے میں بھی کئی دنوں تک کچھ نہ کھاتا تھا۔ لیکن بھوک کی چنداں تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ غالباً اسی وجہ سے آخر عمر میں موعودہ نے کام کرنا چھوڑ دیا اور پچیسکی شروع ہو گئی تھی یہ بے چین کر دینے والی مرض کبھی کبھی دورہ کرتا اور بعض اوقات ہفتوں بیچھانہ چھوڑتا۔

ارادت مندوں کے دکھ درد کا احساس

یا ایں ہمہ اکہتر، بہتر سال کی عمر تک حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحت اچھی خاصی رہی مگر ۱۹۲۸-۲۹ء سے ضعف کے آثار برہنے لگے اس کا باعث محض بیماری ہی نہ تھی، کثرت مشاغل اور لوگوں کے دکھ درد کے روز افزوں احساس کو بھی اس میں کافی دخل تھا۔ گوارہ جنگش پر کوئی گاڑی ایسی نہیں آتی تھی جس میں دس بیس زائرین دروازے نہ پہنچتے ہوں، اور نواحی علاقہ جات سے تو ٹانگوں، ہاسکیوں

موٹر کاروں سے آنے والے ارادت مندوں کا اتنا بندھنا رہتا تھا ہر شخص کچھ امید لے کر حاضر ہوتا اور فیض یاب ہو کر جاتا۔ کوئی غم دنیا پیش کر رہا ہے تو کوئی فنکے عقبتے، اس سے کہیں زیادہ تعداد دکھ بھرے خطوط روزانہ موصول ہوتے۔ جو من و عن پیش کر دیئے جاتے۔ وحدت الوجود کے مسلک کے باعث مخلوق کے مصائب ذاتی مصائب بن کے رہ گئے تھے کسی کی بے وقت موت یا غم و اندوہ کی کہانی پیش کی جاتی تو طبع مبارک بے چین ہو جاتی اور بار بار سر آہیں بھرتے رہتے۔

منظہرِ رحمتِ عالم

حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ابتداء میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحت بہت اچھی تھی آخر میں اُمت کے غم نے اس قدر نڈھال کر دیا تھا کہ بیٹھ کر نوافل پڑھنے لگے تھے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ رات کی نماز میں یہ آیت پڑھتے اور روتے رہتے۔

إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ
تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ سورہ بقرہ (۱۱۸)
ترجمہ :- اگر تو ان کو عذاب کرے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں۔ اور اگر
تو ان کو معاف کرے تو بے شک تیری ذات عزیز و حکیم ہے۔
وَلِلَّهِ دُرُّ الْعُتَابِ جِوَارِحُ غُضَارِي كُوْدُنْظَرُ رُكْهُ كَرِهَاتِي هِي .

تو غسنی از ہر دو عالم من فقیر
 روزِ محشر عذراہائے من پذیر
 در حسابم را تو بینی ناگزیر
 از نگاہِ مصطفیٰؐ پنہاں بگمیر

(اقبال)

آخری عمر میں حضرتؐ کی کیفیت قلبی حضورِ رحمتِ دو عالمؐ کی محبتِ امت
 کا کامل مظہر تھی۔

انسرونی مشاہدہ

حضرتؐ کا سن شریف جوں جوں بڑھ رہا تھا مشاہدہ تیز تر ہوتا جا
 رہا تھا۔ ۱۹۲۵ء میں یہ حالت ہو گئی تھی کہ خلوت ہو یا جلوت ایک
 وجدانی کیفیت طاری رہتی۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک آہ بھر
 کہ سراٹھالیتے اور باطنی کیفیات کے ورود کے باعث چہرہ مبارک
 کا رنگ کبھی زرد، کبھی سبز اور کبھی سُرخي مائل ہو جاتا اور پھر وہی
 کیفیت طاری ہو جاتی۔ اپنے نظام اوقات کے تحت مجلس خانہ
 میں بدستور گھنٹہ دو گھنٹہ کے لیے ضرور تشریف لاتے مگر محفل پچاموشی
 طاری رہتی۔ حاضرین میں سے بعض پر یہ کیفیت دیکھ کر کہ یہ طاری
 ہو جاتا اور بعض حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے اور سوچتے رہ جاتے
 کہ خدا جانے کیا ہونے والا ہے۔ اُن دنوں اکثر یہ شعر فرماتے تھے۔

نہ مقام گفتگو ہے نہ محل جستجو ہے

دل بے نوانے میر جہاں چھاؤنی ہے چھائی

نوادہ ذراٹرین کے لیے حضرت چپ چاپ اپنا دست مبارک مصافحہ کے لیے بڑھا دیتے۔ البتہ سلام کا جواب دیتے اور کبھی کبھی اپنا یہ پیارا دستوری فقرہ فرما دیتے کہ خیریں آئے وے۔ آپ خیریت سے آئے ہیں۔

بشارات

اس زمانہ میں بعض صاحب عرفان مخلصین اور محبتین کو خوابوں میں آپ کی اس کیفیت کے بارے میں تسلی دلائی گئی چنانچہ ملتان میں ایک سید صاحب نے استخارہ کے بعد کہا کہ انہیں حضور غوث اعظم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جنہوں نے حضرت کے متعلق فرمایا کہ وہ ایک ایسا مقام طے کر رہے ہیں جہاں مشائخ کی امداد نہیں پہنچتی مگر اس مرحلہ پر بھی ایک ایسا شخص ہے جو برابر ان کی مدد اور رہنمائی کر رہا ہے۔ اس سے مراد ان کی ذاتِ مقدس تھی جن کا فرمان **قَدِّمِي هَذِهِ عَلَي رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اَللّٰهُ هُوَ**۔ رحمة اللہ تعالیٰ علیہما وعلیہم اجمعین

طبی مشوریں پر ہوا خوری کا التزام

اس زمانہ میں ضعف جسمانی کے باعث سواری ترک ہو چکی تھی مگر ڈاکٹروں کی تاکید تھی کہ تفریح اور ہوا خوری کا التزام ضروری ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے لیے نماز عصر کے بعد تھوڑی دور چہل قدمی فرمانے لگے مگر جب اس میں بھی دشواری ہوئی تو حضرت ثانی سید غلام محی الدین المعروف

جناب بابو جی صاحب نظرہ العالی نے طبی مشورہ کے تحت موٹر کار خرید لی جس میں ہوا خوردی کے لیے روزانہ دس بارہ میل باہر تشریف لے جایا کرتے

عرض معروض کی کیفیات

ابتدا میں جب حالتِ صحو کے وقفے طویل ہوتے تھے حاضر ہونے والوں کی معروضات سن کر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمادیا کرتے تھے، اکثر ایسا ہوتا کہ مصاحب خاص جناب مولوی محبوب عالم صاحب عرض کرتے حضور فلاں صاحب حاضر ہیں ان کے مقصد کے لیے دعا فرمائیے اور یہ کہہ کر خود دعا مانگ کر بلند آواز سے آمین کہتے اور حضرت بھی آمین فرمادیتے، بسا اوقات یوں بھی ہوتا کہ صاحب حاجت کچھ عرض کرتا آپ اسی جملے کو دہرا دیتے اور اس کی حاجت پوری ہو جاتی، چنانچہ ایک شخص کو ناف کی تکلیف تھی جسے اس علاقے میں گہن کہتے ہیں اس نے حاضر ہو کر عرض کیا گہن دالکھ دیو ہک تعوید یعنی گہن کا ایک تعوید لکھ دیجئے آپ نے تین دفعہ ہی الفاظ دہرا کر دم فرمادیا اور وہ شخص فوراً ٹھیک ہو گیا، اس طرح سید ابام شاہ صاحب (مہر آباد تحصیل لودھراں) دانتوں کے درد میں مبتلا تھے حاضر ہو کر عرض کیا "ڈاڈھی پڑ ہے" یعنی سخت درد ہے حضرت نے ڈاڈھی پڑ ہے

کے الفاظ تین دفعہ فرما کر دم کر دیا تو درد جاتا رہا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

اُس کا کہا ہوا اللہ کے کہے ہوئے کا حکم رکھتا ہے اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ادا ہوتا ہے۔

مجازیب اور اہل سکوک کی کثرتِ ماضی

زمانہ استغراق میں اربابِ سلوک اور صاحبِ منزل حضرات طمی مقامات کے لیے دور دور سے کھینچے چلے آتے تھے ان میں مجازیب اور اہل سکوک کی کثرت ہوتی تھی۔ بیشتر حضرات حجرہ شریف میں جو عشق آباد کے نام سے مشہور ہو گیا تھا داخل ہو کر پدنگ کی پائنتی کو بوسہ دیتے کچھ دیر چپ چاپ آپ کو دیکھتے رہتے اور پھر خود ہی دعا مانگ کر رخصت ہو جاتے بستر مبارک پر باریک جالی کی پھردانی ہوتی تھی اور جبین مبارک سے عرفانِ الہی کی تجلیات کا عکس اس میں سے چھن چھن کر آ رہا ہوتا تھا۔ نہ سوال ہوتا تھا نہ جواب

اے لقاے تو جواب ہر سوال مشکل از تو حل شود بے قیال قال
اے محبوب تیرا دیدار ہی ہر سوال کا جواب ہے تجھے دیکھ لینے سے ہی کچھ کہے
سننے بغیر ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔

گمشدگی سایہ کی اطلاع

حضرت مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ بہاول پور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی یاداشت میں لکھا ہے کہ حضرت کے ابتدائے استغراق کے زمانہ میں ایک روز میں ایک غیر معروف راستہ سے جامعہ کی طرف جا رہا تھا ایک سنسان گلی میں ایک مجذوب لیٹا ہوا تھا۔ اس نے اچانک سر اٹھا کر مجھے مخاطب کر کے کہا "مولوی جی، تمہارے پیر کا کیا حال ہے؟ میں نے جواب دیا حضرت کی طبع مبارک آج کل کچھ

ناساز ہے۔ کہنے لگا تمہارا پیر مگر کہتا ہے دراصل اس کا سایہ
گم ہو گیا ہے اور اس بات کو چھپانے کے لیے وہ چار پائی لے کر
حجرہ میں پڑ گیا ہے۔ بیماری وغیرہ کچھ نہیں۔ مقام فتاویٰ الرسولؐ پر
ہونے والے حضرات کے لیے ایسے آثار کا پایا جانا کچھ مستبعد نہیں
بسیار دیدہ ام کہ یکے را دو کر تیغ

تلوارِ عشق ہیں کہ دوس را یکے کند (حافظ)
میں نے اکثر دیکھا ہے کہ تلوار ایک چیز کے دو ٹکڑے کر دیتی ہے
لیکن تلوارِ عشق کا تماشہ دیکھو کہ دو کو ملا کر ایک کر دیتی ہے
"تفريح الخاطر" کے مقدمہ میں حضرت بلالؓ اور حضرت اوس
قرنیؓ کے بے سایہ ہو جانے کے متعلق بھی ثبوت ملتا ہے

دُطالِفُ اَوْلِيَاءِ

اَزَقْتَلَمَ

ادیب سخن ممتاز الشعراء ملک محمد اشرف نقشبندی لچستی قادری
ساکن کلریالہ گجراں ڈاک خانہ سید کسراں تحصیل گوجرانہ
ضلع راولپنڈی

منگوانے کا پتہ: شمع بک ایجنسی ۸ یوسف مارکیٹ غزنی ٹریٹ

اردو بازار لاہور

ایک صاحب کشف فقیر جو بوجہ لغزش عالم گمراہ ہو گیا

یہاں گولڑہ میں ایک سفید ریش شخص ایک درخت کے نیچے بیٹھا رہتا تھا وہ ایسے مقام پر تھا کہ حضرت اسما کا مشاہدہ کر کے واقعات کونیہ سے مطلع ہو جاتا تھا مگر بوجہ لغزش دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا تھا اور کہتا تھا جو کچھ ہے یہی عالم ہے نہ اس سے پہلے کچھ تھا نہ پیچھے کچھ ہو گا۔ میں اس سے کہتا تھا خدا تجھے ہدایت دے اور اس مقام سے خارج کرے تیری نظر ارادۃ الہی اور فعال لِّمَا یُرِیدُ پر نہیں وہ ایک روز میرے پاس آکر کہنے لگا "ہن ویکھ کے ہونداے یعنی اب دیکھ کیا ہوتا ہے" تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ قوم کلال کے درمیاں سخت لڑائی اور جنگ و جدل واقع ہوئی چونکہ حضرت اسما کے درمیاں تنازع مشاہدہ کیا تھا اس لیے قبل از وقت آگاہ ہو کر اطلاع دی۔ میں نے کہا تمہیں اس سے کیا فائدہ ہوا تم اور وہ شخص جو اس چیز پر قبل از وقوع مطلع نہیں ہوا برابر ہو۔

عبادت سے ملائکہ کی تولید

ایک روز میں باہر آ رہا تھا مجھے راستہ میں جانا ہوا ملا۔ جب قریب آیا تو آہستہ سے کہنے لگا "آج تھوڑے نظر آندے ہن"

یعنی آج تھوڑے نظر آ رہے ہیں۔ یہ ملائکہ کی طرف اشارہ تھا۔
میں نے اُس دن اسمائے جلالیہ کا ورد کیا تھا جن سے ملائکہ کا تولد
اجمالی ہوتا ہے لہذا اُسے پہلے کی نسبت تھوڑے نظر آ رہے تھے
اور وہ کہہ رہا تھا کہ آج تمہاری عبادت سے ملائکہ کم پیدا ہوئے ہیں۔

ترکِ اشغال بمعنی عدمِ تخت نشینی

پھر فرمایا یہاں ایک مجذوب رہتا تھا جو افیون پانی میں
گھول کر پیا کرتا تھا اور درجہ میں متذکرہ بالا سفید ریش سے
اوپنچا تھا وہ ایک روز میرے پاس آیا اور کہنے لگا "آج تخت توں
لہ کے تلے بیٹھے ہو" یعنی آج تخت سے اتر کر نیچے بیٹھے ہو
اُس روز میں اپنے اشغال ترک کرنے کے بعض آدمیوں سے باتیں کرنے
میں مصروف ہو گیا تھا۔ پھر فرمایا کہ ایک اور درویش یہاں رہتا تھا
اور دستگر کے برتن صاف کیا کرتا تھا وہ ان دونوں کی نسبت بلند پرواز
تھا ایسے لوگوں کو طرف کسی شخص کی توجہ نہیں ہوتی اور حقیقت
میں وہ بڑے روحانی مرتبوں کے مالک ہوتے ہیں۔

خاکسارانِ جہاں را بختقارت متنگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

مولویت کے لیے چار کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے

پھر اپنے ایک درویش کو مخاطب کر کے فرمایا کہ علم حقیقت میں اسے کہتے

نہ وہ جو تم پڑھتے ہو۔ اور یہ علم حاصل نہیں ہوتا جب تک چارہ کتابیں نہ پڑھی جائیں۔ پہلی کتاب ہے خود حضرت انسان دوئم عالم یعنی عالم کو اپنے وجود میں مشاہدہ کرنا، سوئم حضرت اسما یعنی ہر اسم کا ارتباط اعیان ثابتہ کے ساتھ اور چہارم ذاتِ بحت اگر یہ چار کتابیں پڑھ لے تو انسان مولوی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے ورنہ نہیں

مولوی گشتی و آگاہ نیتی خود کجا واز کجا و کستی
 اے عالم دانا کہ بدیں علم غروری نزدیک مبطوب نی بلکہ تو دوری
 تاخانیہ دل را نہ کنی مخزن توحید حق را نہ شناسی تو بدیں کنز و قدری

ایک مجذوب جو اپنے تئیں تلاش کرتا تھا اور یہ پاتا تھا

ایک روز فرمایا کہ خوشاب میں ایک فقیر شادا نامی دیکھا گیا جس پر ایسی حالت تھی کہ از خود ریتہ ہو چکا تھا اپنے آپ کو تلاش کرتا تھا مگر نہیں پاتا تھا۔ چنانچہ اپنے تئیں آواز دے کر پکارتا تھا کہ "اوشادا اوشادیا" پھر کچھ دیر بعد خود ہی جواب دیتا تھا کہ شادا نہیں شادا نہیں۔

سخن در فضیلتِ اہلبیتِ کرامؑ

ایک روز اہلبیتِ کرامؑ کی شان میں سخن جاری ہوا تو فرمایا حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کی روایت کی ہے کہ مَنْ أَمِنَ بِمُحَمَّدٍ وَ لَمْ يُؤْمِنْ بِآلِهِ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ۔ جو محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا مگر آپ کی اکل کو نہ مانا وہ مومن نہیں اور
شیخ عطار وہ بزرگ ہیں جن کی شان میں مولانا رومؒ کا ارشاد ہے
ہفت شہر عشق را عطار گشت

ماہنوز اندر خم یک کوچہ ایم

حسینؑ کے ابناء رسول اللہؐ نے کافر کی ثبوت

فرمایا بنی امیہ میں سے کسی نے ایک روز تعریفاً حضرت امام حسینؑ
سے سوال کیا کہ آپ کو ابن رسول اللہؐ کیوں کہتے ہیں ابن علیؑ کیوں نہیں
کہتے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہمارا یہ لقب قرآن سے ثابت ہے
تمہیں چونکہ قرآن کی سمجھ نہیں اس لیے یہ اعتراض لائے ہو۔
آیت مباہلہ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاتَنَا
(کیسے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ) ابناؤنا
(ہمکے بیٹے) کون تھے؟ کیا اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی سہک میں میرے اور میرے بھائی حسینؑ کے سوا کسی اور کو میدان
مباہلہ میں لے گئے تھے؟

دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے

فرمایا ایک روز حضرت امام حسنؑ گھوڑے پر سوار جا رہے تھے
ایک مبتلائے غربت یہودی نے سوال کیا کہ آپ کے عظیم المرتبت نانا نے

نے فرمایا تھا **الدُّنْيَا سَجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ**
 دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت۔ لیکن اس دنیا
 میں آپ مومن کہلا کر شاندار لباس میں ملبوس اور قیمتی گھوڑے پر
 سوار ہیں اور میں آپ کے نزدیک کافر ہو کر ذلت اور مسکنت میں مبتلا
 ہوں پس یہ دنیا مومن کے لیے دوزخ اور کافر کے لیے جنت کیوں کہ
 ہوئی؟ حضرت امام نے فرمایا کہ میرے جَدِّ پاکؑ کا ارشاد عین حق ہے
 لیکن تجھے کفر اور جہالت محیط ہے اور فہم اور علم نصیب نہیں۔
 اب اس ارشاد کا بیان میری زبان سے سن۔ تو جس فنا پذیر آسودگی
 میں مجھے دیکھ رہا ہے یہ اُن نعماتِ الہیہ کے مقابلہ میں جو آخرت میں
 میسر لیے تیار کی گئی ہیں یعنی انواعِ منازل مقامِ کریم جنات الفردوس
 اور دیدارِ پروردگار کی لذت، گویا زندانِ کاحکم رکھتی ہے اور تیرے لیے
 جو درکاتِ آخرت میں تیار ہیں یعنی عذابِ شدید اور ماہِ صدید اور
 غضبِ خدا اور حرمانِ مدید اُن کے مقابلہ میں تیری یہ موجودہ زندگی بھی
 جنتِ کاحکم رکھتی ہے۔

ایک روز فرمایا کہ جب خارجی حدیث شریف **اَنَا مَدِينَةُ
 الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا** (میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا
 دروازہ ہے) کی صحتِ لفظی سے انکار نہیں کر پاتے تو کہہ دیتے
 ہیں کہ یہاں علیؑ کے معنی ہیں بلند یعنی علم کے شہر کا دروازہ بہت
 بلند ہے۔

حضرت مولا علیؑ کا انبیاء کرام سے تعلق

ایک روز تمثیل کے پیرایہ میں فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اقلیم نبوت کے شہنشاہ ہیں اور دیگر انبیاء علیہم السلام نبوت تامہ میں حضور کی طرف سے ذمہ دار اور جواب دہ ہیں اور ان کی مثال بادشاہوں کی ہے۔ حضرت امیر المومنین علی کریم اللہ وجہہ کا تعلق حضور نبی کریمؐ کے ساتھ گویا وزیر دربار اور میر منشی کا ہے اور اگرچہ بادشاہ مرتبہ میں وزیر اور میر منشی سے فوقیت رکھتے ہیں لیکن چونکہ شہنشاہ کے ساتھ ان کے رابطہ میں وزیر دربار کا رابطہ رہتا ہے لہذا بادشاہوں کو بھی اُس کی ذات کے ساتھ خاص رابطہ اور تعلق رکھنا پڑتا ہے اور ان کے دلوں میں اس کے لیے ایک امتیازی وقعت اور توقیر پیدا ہو جاتی ہے۔

کیا جانیں گے اے ذوق بجز خواص عوام

اعلیٰ جو علیؑ کی امامت کا ہے مقام

جو لوگ صفِ اول میثاق میں تھے

پوچھے کوئی اُن سے کہ وہ کیسا تھا امام

ابدال اور نقباء کی منازل اور کیفیات کا بیان

ایک روز فتوحاتِ مکہ کے سبق میں ابدال کے متعلق فرمایا کہ ہر زمانہ میں سات ابدال موجود رہتے ہیں جو اقلیم سبعہ کے قطب

ہوتے ہیں۔ صاحبِ اقلیم اول بر قدم خلیل علیہ السلام، دوم بر قدم کلیم علیہ السلام، سوم بر قدم ہارون علیہ السلام، چہارم بر قدم ادریس علیہ السلام پنجم بر قدم یوسف علیہ السلام، ششم بر قدم عیسیٰ علیہ السلام اور ہفتم بر قدم

آدم علیہ السلام۔ اور شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ کبھی نقباء کو ابدال بنایا جاتا ہے اور وہ تعداد میں بارہ ہیں نہ کم ہوتے ہیں نہ زیادہ اور ان کی خاصیت بروجِ افلاک میں کواکب کے خواص اور اسرار اور تاثیرات کے مطابق ہوتی ہے وہ انسانی افکار اور احوال کو متاثر کرتے ہیں۔ شیطان ان کے سامنے مکشوف ہوتا ہے اور وہ اُس کے حالات سے اس قدر باخبر ہوتے ہیں کہ شیطان کو خود اپنے نفس میں اس کی خبر نہیں ہوتی۔ وہ سعید اور شقی کے نقش قدم کو شناخت کرتے ہیں اور کبھی رجیون ابدال کہلاتے ہیں۔ اور ان کی تعداد چالیس ہے۔ اور یہ سارا سال سفر میں رہتے ہیں مگر رجب کے مہینے میں قیام اختیار کرتے ہیں۔ رجب آتا ہے تو ان پر ثقلِ عظیم وارد ہوتا ہے جس میں پہلے روز وہ ایک انگلی تک نہیں ہلا سکتے۔ دوسرے روز ثقل کم ہونے لگتا ہے اور تیسرے روز بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ اس ماہ میں ان پر خاص کشف وارد ہوتا ہے۔ جو بعض اوقات سال بھر باقی رہتا ہے۔

حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ میں ان میں سے ایک صاحب سے ملاقی ہوا جن کا کشف سال بھر باقی رہا تھا۔

دیوانِ حافظ کے دو اشعار کی تشریح

حضرت دیوانِ نواجہ حافظؒ کے دو اشعار کی تشریح سبق کے دوران ایک مرتبہ اس طرح فرمائی :-

شبے تاریک و بیم موج دگر دایے چنیں حائل
کجا دانت حال ماسک سار این ساحل رہا

یعنی ہمارا حال مشابہہ تجلیاتِ لطف و قہر و درد اور حالاتِ رجا و خوف
میں اس شخص کی طرح ہے جو ایک تاریک رات کے اندر بحر محیط کے گرداب
بلا میں گم پڑا ہو پس اس کی حالت کا اندازہ وہ لوگ نہیں کر سکتے جو
ساحل پر کھڑے ہوں۔ اسی طرح سبکسار این ساحل یعنی مجذوبانِ محض اور
زاہدانِ غیر مجذوب ہمارے حال سے آگاہ نہیں ہو سکتے اور اس سخن
کی تفصیل یہ ہے کہ

درویشوں کی چار قسمیں :-

مجذوب محض، زاہد خشک، مجذوب سالک اور سالک مجذوب

درویش چار قسموں کے ہوتے ہیں۔ اول مجذوبانِ محض جو جاہِ غیب
کی کشش سے مغلوب حال ہو کر اوامر و نواہی سے بے خبر ہو گئے۔
جیسے کوئی شخص بادشاہ پر عاشق ہو کر اس کے جمال کی دید میں مستغرق
ہو جائے اور بارگاہِ سلطانی کے آداب کی بجائے اورسی کا کچھ خیال
اس کے دل میں باقی نہ رہے۔ یہ منزلِ مسلکِ انبیائے کرام کے عدم تورات
کے باعث باقصر ہے۔ دوئم۔ زاہد خشک بلا جذب و اثرِ عشق جو محض
زہد اور عبادت میں مصروف رہے۔ اس شخص کی مانند ہے جو صرف آداب
شاہانہ کی پاسداری میں مشغول ہے، اور جس نے وسیلے کو مقصود سمجھ رکھا ہے
اور جو بادشاہ کے جمالِ جہاں آرا سے بے حظ اور بے بہرہ رہتا ہے۔

قسم سوم مجذوب سالک جس کا جذب سلوک پر مقدم ہو اور قسم چہارم سالک مجذوب
جس کا سلوک جذب پر مقدم ہوتا ہے۔ یہ دونوں اقسام انبیاء کرام کے
وارث ہیں اور یہ درجات مشارح عظام کو نصیب ہوتے ہیں، اور ان دونوں
قطع نظر دیگر اسباب کے سلاسل فقر پر منحصر ہوتا ہے۔ خاندان نقشبندیہ میں
جذب سلوک پر مقدم ہوتا ہے، انہیں اول قلب مرشد کی توجہ سے جذب
حاصل ہوتا ہے، اور اسی کشش سے منازل سلوک طے کرتے ہیں لیکن
اس جذب کو زوال کا خطرہ لاحق رہتا ہے، کیونکہ اس کا حصول قلب مرشد
کی توجہ پر منحصر ہے جس وقت یہ توجہ علیحدہ ہو جائے، معنی مفقود
ہو جاتا ہے، خاندان چشتیہ اور قادریہ میں جذب آخر میں آتا ہے اور اسے
اپنی مشقت اور کسب سے حاصل کرنا پڑتا ہے، پس یہ جذب بطور بلکہ
مزاج میں راسخ ہو کر خطرہ زوال سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۲۔ حضوری گرہے خواہی از و غائب مشو حافظ

متی ماتلق من تھوی دِع الدنیا و امہا

اے حافظ اگر حضوری دوام چاہتا ہے تو خود اس سے غائب نہ ہو اور
کسب اور مشقت سے دل کو دوست کے ذکر میں مشغول رکھ اور دنیا کو چھوڑ

انواع ذکر (۱) غافل اور زبان شاغل
۲ غفلت اور مشغل مساوی ۳ غفلت کم اور مشغل زیادہ

ذکر اور یاد چند نوع پر مشتمل ہے۔

اول دل غافل اور زبان شاغل، یہ ذکر لسان ہے اور اہل دل کے نزدیک

اس کی کچھ قدر نہیں کیونکہ زبان محض آلہ تعبیر ہے اور مدارِ کارِ معانی کے ورود پر منحصر ہے اور وہ ہے قلب۔

دوئم کہ غفلت اور شغل مساوی ہوں یعنی کسی وقت دلِ ذاکر ہو کسی وقت نہ ہو۔ اسے ذکرِ قلبی کہتے ہیں اور قلب کو اسی وجہ سے قلب کہتے ہیں کہ ایک حال پر نہیں رہتا بلکہ مقلوبیت اور تبدیلی احوال میں ہوا کے اندر درخت کے پتے کی طرح ہے۔

یہاں قلب سے مراد دلِ معنوی ہے جو حقیقتِ جامعہ اور نفسِ ناطقہ کا حکم رکھتا ہے۔ نہ کہ دلِ صنوبری جو ایک مضمغہ گوشت ہے۔ اور حضورِ دلِ معنوی کے بغیر یہ سچ ہے اور اس پر اکتفا اور انحصارِ فضول سوئم یہ کہ غفلت کی نسبتِ دل کا ذکر اور توجہ زیادہ ہو اس کو ذکرِ روح کہتے ہیں اور ذکرِ بتدیج ذکرِ سر و حسی اور ذکرِ اخفی تک پہنچتا ہے۔ اس شعر کے مصرعہ اول میں بظاہر خلل ہے جس کا ذکر شارحین نے بھی نہیں کیا۔ حضورِ دل اور از و غائب نہ بودن، ایک ہی چیز ہیں یعنی اگر تو حضورِ دل کا خواہش مند ہے تو حضورِ دل کہ یہاں شرط اور حیرت کے معنی میں جو تقاضا ضروری ہے وہ نہیں رہتا۔ اس خلل کا دفع ان معنی میں ہو سکتا ہے کہ حضورِ دل سے مراد ہے حضورِ دوام کا بلکہ اور بلکہ اُس قوتِ راسخہ کو کہتے ہیں جو کسب اور مشقت کے بعد پیدا ہوتی ہے جیسے ایک طالبِ علم نحو کے مسائلِ جزئیہ کو نوکِ زبان یاد کرتا ہے اور انہیں وردِ دینا لیتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ اس شغل میں اُسے ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جو زائل نہیں ہوتا اور ہر وقت ان قواعد کا اجراء کیا جا سکتا ہے اسی طرح جو حضورِ ریاضات سے پیدا ہوتا ہے دوامی ہوتا ہے۔

صحابہ کرام کا حضورِ دوام

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حصولِ صحبتِ نبوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ قلب کے عکس سے منور ہونے کے باعث حضورِ دوام کی نعمت حاصل تھی۔ اُس زمانہٴ سعادتِ اِقتران کے ختم ہونے پر اس معنی کے حصول کے لیے حیلے اور طریقے استخراج کیے گئے۔ اور ولی اگرچہ وارثِ نبی ہے۔ اور اسی شمع سے نور حاصل کرتا ہے مگر یہاں ظلیت کا تنزل حائل ہے اور ظاہر ہے کہ عین اور ظل میں بڑا تفاوت ہے۔

مصرعہ ثانی میں متی مَاتَلِقُ سے مراد ہے متی تُرِيدُ لِقَائِهِ (جب تو ارادہ کرتا ہے اُس کی لقا کے لیے) گویا ترکِ دنیا بمنزلہ شرط ہے لقا کے محبوب کے لیے اور ایسا کرنا لقا سے قبل اتنا ہی ضروری ہے جیسا نماز کے لیے وضو۔

تصویرِ شیخ اور رابطہ فی الصلوٰۃ

تصویرِ شیخ اور رابطہ فی الصلوٰۃ کے متعلق ایک قلبی استفسار کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں

مکرمی حفظک اللہ۔ دُعا و سلام

اس فقہ کا طے ہونا بحوالہ کتب ناممکن ہے۔ لسانِ شرح حسب ظاہر تصریح تصویر سے ساکت ہے اور عند التحقیق اس پر

کوئی قباحت شرعیہ لازم نہیں خصوصاً تصور برقعہ پر یعنی بعد خلع
 تعین خود صورت شیخ کو برقعہ کی طرح اپنے پر لے لینا کہ اس صورت
 میں متعین و مقصود بہ تعین صورت شیخ عابد ہو گا نہ معبود
 چنانچہ تقابل میں بھی حسب کَوْلُوا مَعَ الصَّادِقِينَ معیت
 اور مصاحبت ہی ہے نہ معبودیت، زیادہ دعا و استدعا۔

ملک محمد اشرف نقشبندی کے قلم سے
 کتاب لاجواب

تذکرہ الاولیاء

حبید

منگوانے کا پتہ: شمع بک ایجنسی

۸، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور

صحبتِ یارِ آخرت

مارچ اپریل ۱۹۳۶ء میں حضرت قبلہ عالم قدس نے متعدد مرتبہ سورہ یسین، سورہ یوسف، سورہ تغابن، سورہ ملک، سورہ مزمل، درود مستفات شریف سلسلہ شریف مشائخ کرام، درود کبریت احمد اور دعائے کبیر، مولانا مولوی قاری غلام محمد صاحب مرحوم خطیب جامعہ سے استماع فرما کر حاضرین، غیر حاضرین، متوسلین، غیر متوسلین اور تمام امت مرحومہ کے لئے بارگاہِ رب العزت میں دعا فرمائی۔ سن وصال کے ماہ محرم میں زائرین کی تعداد بتدریج بڑھتی گئی۔ حتیٰ کہ چھ سات سو یومیہ تک پہنچ گئی۔ ماہ صفر میں حضرت کوزکام اور مبعادی بنجار کا عارضہ لاحق ہوا جس سے بالآخر مالوئس کن اثرات کا ظہور ہوا۔ آخری تین روز یہ کیفیت ہی کہ بار بار دستِ حق پرست دعا کے لئے اٹھاتے پھر اپنے چہرہ مبارک کے سامنے تک لے جاتے۔ کبھی صفحہ پیشانی تک انگلیاں پہنچاتے۔ اس کے علاوہ مکمل سکوت کبھی کبھی نیاز مندوں کی بار بار کی التجا پر چشمِ حق میں دافر ماتے۔

تاریخ وصال مبارک

حضور پر نور اعلیٰ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا مورخہ ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۹۳۶ء یعنی ۲۹ بیساکھ ۱۹۹۲ء یکرم بروز سہ شنبہ ساڑھے پانچ بجے (۵:۳۰) بجے شام وصال محبوب ہوا۔ آپ اسم ذات پاک اللہ اللہ پڑھتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔
 اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ ط

میاں محمد بخش عارف کٹری شریف فرماندے نے

توں بیلی سیں سب جگ بلی ان بلی بھی بلی
سجناں باجھ محمد بخشا سخی پئی اے حویلی

حضرت تساڈے نال ہی سب رونقاں سن۔ تیں سر پرست سو
ہمدو سوتے ناواقف بھی سجن سن۔ تساڈے جان توں بعد ہن حویلی
(دربار) لگی اے۔ کوئی سجن دوست نہیں اے۔ ایہہ سجھے رونقاں
حضرت تساڈے نال سن۔

آخری دیدار

حضرت قبلہ عالم کی آخری زیارت

وصال کے دوسرے دن بروز بدھ یکم ربیع الاول ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۲
مئی ۱۹۳۶ء ایک بجے سے چھ بجے شام تک حضرت کی چارپائی جسد مبارک
کو آستانہ عالیہ کے مہمان خانہ میں ایک اونچی جگہ تخت پر رکھا گیا۔ تاکہ
زائرین باسانی جسد مقدس کی آخری زیارت سے مستفید ہو سکیں۔

حضرت صاحب کا نماز جنازہ

عام لوگوں کو اس بات کی غلط فہمی ہے۔ وہ اس غلطی کا ازالہ کر لیں۔
حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی گوڑوٹی کا نماز جنازہ نواز کوٹوال
ولے یا چند ایک دوسرے صاحبان کا نام لیتے ہیں۔ انہوں نے پڑھایا ہے
یہ بات سراسر غلط ہے بنیاد ہے۔ انہوں نے نہیں پڑھایا! یہ بات آج
سے ذہن نشین کر لیں کہ حضرت قبلہ عالم کا نماز جنازہ عصر ساڑھے چھ بجے شام

جناب مولوی قاری غلام محمد صاحب مرحوم پشادری نے پڑھایا تھا جو کہ آستانہ عالیہ کی جامع مسجد گولڑہ شریف کے خطیب تھے۔

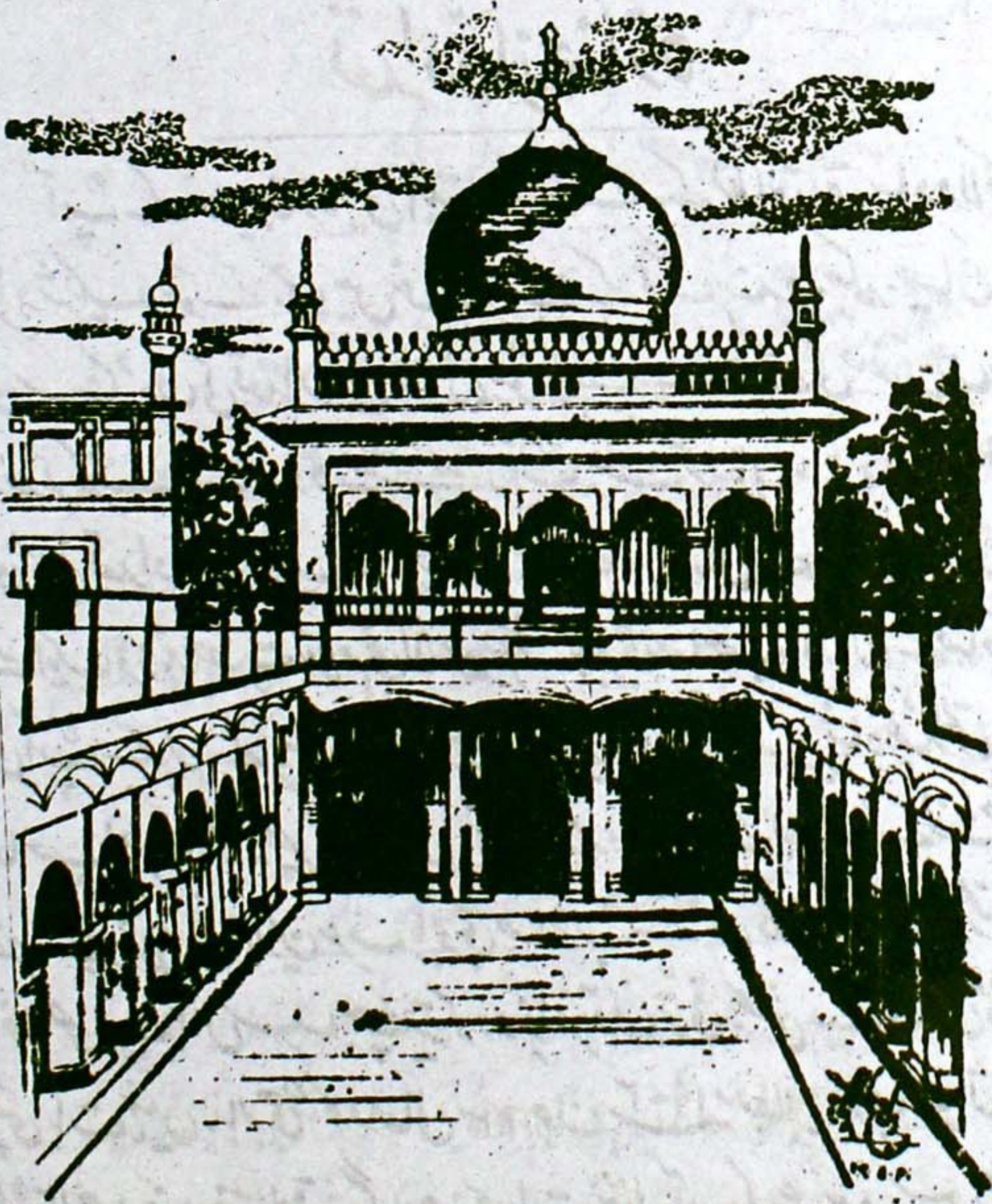
علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ۵
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

تعداد نماز جنازہ

آپؐ کے نماز جنازہ میں ایک اندازے کے مطابق تقریباً دو لاکھ افراد شریک ہوئے جن میں غیر مذاہب کے لوگ ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ بھی سینکڑوں کی تعداد میں شامل ہو کر سب سے پیچھے کی صفوں میں ہاتھ باندھ کر کھڑے رہے۔ وہ کہتے تھے۔ آپؐ جگت گرد ہیں۔ اہل حدیث حضرات بھی کافی تعداد میں شریک نماز جنازہ ہوئے۔ وصال کے وقت اولاد زینہ سے ایک فرزند حضرت غلام محی الدین عرف بابو جی صاحب اور ان کے صاحبزادے یعنی آپؐ کے پوتے پیر سید غلام معین الدین اور جناب پیر شاہ عبدالحق شاہ صاحب بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ آپؐ کے وصال کے بعد آپؐ کے لخت جگر حضرت پیر غلام محی الدین عرف بابو جی صاحب نے جس ذوق و شوق اور محبت و اخلاص سے اس سلسلہ چشتیہ کو روز افزوں ترقی بخشی ہے وہ کوئی دھکی چھپی بات نہیں۔ بابو جی کا وصال ۲۳ جون ۱۹۷۳ء بمطابق ۲ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ بروز ہفتہ بوقت گیارہ بجے رات ہوا۔ آپؐ کی عمر ۸۴ برس تھی آپؐ کی نماز جنازہ عراق کے سفیر سید عبدالقادر گیلانی نے پڑھائی۔ جو کراچی سے خصوصی طور پر تشریف لائے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۵

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



حضرت پیر غلام محی الدین عرف بابو جی کے وصال کے بعد اس تاریخی
مسند کے سجادہ نشین آپ کے صاحبزادے اور حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی
شاہ کے پوتے حضرت غلام معین الدین اور شاہ عبدالحق شاہ صاحب مسند
آراستہ دربار عالیہ گولڑہ شریف مسند آراستہ ہیں۔ آپ دونوں بھائی بے پناہ
اوصاف حمیدہ کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خلیق اور مہمان
نواز شخصیت ہیں۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے
شگ دے ساتھی لدھی جانڈے اسال وی ساتھ لڈانا
چڑھے سورج نے محمد بخشا آخر نوں ڈب جانا

اٹرف موت نہ چھوڑے کسے تائیں اک دن اسال وی ایقیوں ٹر جانا
سدالگار ہوی دربار پیر مہر علی شاہ گولڑے شریف الیا

حضرت صاحب کار و ضہ مبارک

آپ کا مزار مقدس انوار تجلیات گولڑہ شریف میں ہے۔ یہ قصبہ
مرگلہ پہاڑیوں کے دامن میں واقع ہے جو اسلام آباد کا ایک مشہور و معروف
قدیم تاریخی قصبہ ہے جو پختہ پورک اور ریلوے لائن کے ذریعے راولپنڈی سے
تقریباً گیارہ میل کے فاصلے پر شمال مغرب کی جانب واقع ہے اور ریلوے کا
مشہور جنکشن ہے۔ آٹھ بجے شام آن قبر روحانیت مجتوب الہی شریف فرمائے
وطن اصلی عالم قدس ہوئے۔ حضرت کا جسم اطہر مسجد کے جنوبی باغ میں اس
جگہ دفن کیا گیا۔ جس جگہ کے لئے حضرت نے بیماری کے دوران متعدد بار

اظہار اشتیاق فرمایا تھا۔ آپ کو اپنے والد محترم پیر سید نذر الدین شاہ کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ کی وجہ سے گولڑہ شریف نہایت شہرت و تکریم کی بلندیوں تک پہنچ گیا۔

آپ کے مزار کے قریب آپ کی پوتی کا مزار ہے۔ جہاں صرف خواتین کو جانے کی اجازت ہے۔ آپ کے والد محترم پیر سید نذر دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار جو دربار عالیہ کے شمال گلاز مسجد میں واقع ہے۔ اس میں تین مزار اور بھی ہیں جہاں ان کے دو بھائی پیر سید محمود شاہ اور پیر سید ولایت شاہ اور چوتھا مزار حضرت پیر سید غلام محی الدین عرف بابو جی کے استاد مولانا غازی صاحب کا ہے۔ مزاروں کے ساتھ متصل شمال کی طرف حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب کے ماموں پیر سید فضل دین شاہ صاحب کا مزار پاک ہے۔ وہ بھی اپنے وقت کے بہت بڑے کامل بزرگ گزرے ہیں۔ انہوں نے شادی بھی نہیں کی تھی۔ بلکہ تمام عمر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دی اور ان کا چلہ پہاڑ پر ہوا۔ جو گولڑہ شریف سے تقریباً دو تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپ کی چلہ گاہ اب تک موجود ہے۔ جہاں ایک کنواں اور ایک مکان ہے۔ مُردین زیارت کرنے اب بھی وہاں جاتے ہیں ان کے روضہ کے ساتھ متصلاً حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ کا چلہ بھی مشہور ہے جو پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے۔ حضرت پیر نذر دین شاہ صاحب کے جد امجد حضرت پیر روشن دین شاہ صاحب اور حضرت سید رسول شاہ صاحب دونوں حقیقی بھائی تھے۔ جنہوں نے سب سے پہلے آکر گولڑہ شریف میں تشریف لائے اور اس بستی کو آباد کیا۔ ان سے یہ سلسلہ چلا۔

ان کے دربار پیر سید فضل دین شاہ صاحب کے مزار کے شمال کی طرف

ایک چار دیواری میں ہے اور دوسرا مزار پیل کے نیچے ہے۔ اور ساتھ ہی پرانے زمانے کی مسجد ہے۔

لنگر عوثیہ کا بذل و سخا

مہمانوں کی جو کثرت دریا گولڑہ شریف میں دیکھنے میں آتی ہے۔ کہیں اور کم ہی نظر آتی ہوگی۔ حضرت پیر مہر علی شاہ کے زمانے میں دو بڑے عرس منائے جاتے تھے۔ ایک حضور سیدنا عوث الاعظم حبیلانیؓ کا اور دوسرا حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری کا۔ ان اعراس پر اُس زمانہ میں بھی ہزاروں کا اجتماع ہو جاتا تھا۔ اس کے علاوہ خدام اور ان کے متعلقین اور مدرسین اور طلباء جن کی تعداد اڑھائی تین سو سے کم نہ ہو گی۔ دربار شریف سے مستقل طور پر بہرہ اندوز ہوتے تھے۔ لنگر کی آمدنی زیادہ تر نذر نیاز پر منحصر تھی۔ تاہم بذل و سخا دریا کے پانی کی طرح جاری رہتی تھی۔ اس لئے آپؐ کو بھی صاحبِ زکوٰۃ نہ ہونے "ملفوظات طیبات" میں مذکور ہے کہ حضرت بعض اوقات اس چیز پر اظہارِ مسرت شکر فرماتے تھے۔ ایک بار لنگر عوثیہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لنگر کی بھی یہی کیفیت تھی کہ کبھی قرص دار ہو گیا اور کبھی مالدار، مگر مستوجبِ زکوٰۃ نہ ہوا بیواؤں اور یتیموں کے وظیفے مقرر فرما رکھے تھے۔ پشاور کے بعض متمول مریدین جو کابل بخارا اور وسط ایشیا کے ممالک میں تجارت کرتے تھے۔ جب انقلاب روس کے باعث مفلس ہو کر رہ گئے تو ساہا سال تک لنگر عوثیہ سے ان کی پرورش ہوتی رہی۔ ایسے متعدد اور خاندانوں کے وظائف بھی مقرر تھے۔

آمدورفت مریداں

گولڑہ ریلوے سٹیشن مشہور جنگشن ہے۔ ریل گاڑیاں، جی۔ ٹی۔ ایس۔ کاڈان ٹرانسپورٹ کی بسیں۔ ونگینیں۔ سوزوکیاں رات دن چلتی رہتی ہیں خاص کر عرس مبارک کے موقع پر مریدان پیر صاحب کی بڑی بھیڑ ہوتی ہے تو اس وقت عام سہولت کے لئے محکمہ ریلوے کی طرف سے خاص انتظام ہوتا ہے۔ اور پشیل گاڑیاں اور بسیں چلائی جاتی ہیں۔ تاکہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو۔

پہلا بڑا عرس مبارک درخانہ پیران پیر دستگیر محبوب
سبحانی، شہنشاہ بغداد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی
قدس سرہ العزیز المعروف

گیارہویں شریف

یاد رکھئے! دربار عالیہ گولڑہ شریف میں تین عرس منائے جاتے ہیں پہلا عرس المشہور بڑا عرس حضور قبلہ عالم پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا سالانہ عرس یعنی گیارہویں شریف جو کہ ۹ ربیع الثانی سے شروع ہو کر ۱۱ ربیع الثانی کو ختم شریف ہوتا ہے اور ہر سال بہت دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ پاکستان کے گوشے گوشے اور بیرون ملک سے ہزاروں افراد نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے گولڑہ شریف آتے ہیں اور اپنی اپنی مرادوں سے بھولیاں بھر بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔

جے توں چاہنا ایں قُربِ ربانی بن جا سگ میراں دا
شیراں اُتے شرف رکھیندا کتا پیر پیراں دا

دوسرا عرس مبارک پیر سید مہر علی شاہ

جُتھوئے یار ہے اجمیر ہو یا آگرہ

ہو میسر دیکھنا یارانِ بزمِ گولڑہ شریف

اعلیٰ حضرت عالی جناب پیر سید غوث الزمان خواجہ مہر علی شاہ رحمۃ اللہ
نور اللہ مرقدہ کا سالانہ عرس ۲۷ صفر سے شروع ہو کر ۲۹ صفر کو ختم شریف
ہوتا ہے۔ ۲۹ صفر کو دربارِ عالیہ گولڑہ شریف میں بڑی عقیدت و احترام و شان و
شوکت سے منایا جاتا ہے۔ آپ کے مزار پر چادر چڑھائی جاتی ہے۔ لاکھوں
مریدین چادریں اور پھولوں کی ٹوکریاں سر پر اٹھا کر چادر کے ساتھ پھرتے ہیں
گہراج سے شروع ہوتے ہیں جس میں محبوب قوال اور ان کے ہمنوا رشید احمد
قوال اور ہمنوا، محمد علی فریدی اور ہمنوا قوالی کرتے ہیں اور چادر چڑھاتے ہیں شام
کے وقت مزار مبارک پر پہنچتے ہیں تو وہاں حضرت پیر غلام محی الدین بابو صاحب
خود اپنے دست مبارک سے چادریں چڑھاتے اور پھول ڈالتے تھے پھر ختم
پڑھا جاتا تھا اور ساتھ ہی دعائے خیر ہوتی۔ اس کے بعد قریباً ۱۱ دن کے بعد
عید میلاد النبیؐ بھی بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت سے منائی جاتی
ہے اور تمام رات وعظ، تقاریر، نعت خوانی، قوالی اور ختم شریف پڑھتے
ہیں۔ جگہ بہت سجائی جاتی ہے۔ سحر کے وقت تقریباً دو سو کے قریب گولے
چھوٹے جاتے ہیں۔ بعد میں دعائے خیر ہوتی ہے اور لوگ اپنے اپنے گھروں
کو روانہ ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھیے! حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال ۲۹ صفر کو گولڑہ شریف میں بڑی عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ پاکستان کے علاوہ ممالک اسلامیہ میں آپ کے لاکھوں عقیدتمند موجود ہیں۔ ۱۱ ربیع الثانی کے عرس غوثیہ کے موقع پر گوشہ گوشہ اور بیرون ملک سے ہزاروں افراد نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے گولڑہ شریف آتے ہیں۔ آپ کے زمانہ سے ہی اس عرس مبارک کو اتنی شہرت حاصل ہے تقریباً برصغیر کے دور و نزدیک مقامات کے اور بیرون ممالک سے بھی کافی تعداد میں عقیدت مند حاضر ہو کر فیض روحانی سے سیراب ہوتے ہیں اس عرس کی تقریبات دنیاوی رسم و رواج اور دوسرے جھیلوں سے پاک ہوتی ہیں۔ عرس کے موقع پر یہاں رشد و ہدایت و عطا اور پند و نصائح کی مجلس جمعی ہیں۔ جن سے تشنہ کاموں کو سیرابی کا موقع ملتا ہے۔ خاص کر عرس مبارک کے دنوں میں گولڑہ شریف کی بستی خوب سجائی جاتی ہے۔ زائرین کی سہولت کے لئے حکومت کی جانب سے اس موقع پر سپیشل ریلیں اور بسیں چلائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ سب دو زانو ہو کر مدیہ تبرک و تہنیت پیش کرتے ہیں۔ تیسرا عرس حضرت پیر غلام محی الدین عرف بابو جی منایا جاتا ہے



ٹوٹے جو ستارہ کبھی زمین پر نہیں گرتا
حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا
گرتے ہیں سب ہی دریا سمندر میں
سمندر کبھی دریاؤں میں نہیں گرتا

تیسرا عرس مبارک

زُبدۃ السالکین، سلطان العاشقین، سید السادات،
 سیدنا مُرشدنا، خواجہ الحانچ پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب
 المعروف بابو جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک
 ۲ جمادی الثانی بمطابق ۱۳۹۴ھ ہجری تا ۴ جمادی الثانی
 دربارِ غوثیہ پشتیہ گولڑہ شریف میں بڑی شان و شوکت سے
 منایا جاتا ہے۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں مُریدین و
 متوسلین شمولیت کر کے رونق کو دو بالا کرتے ہیں۔ اور
 ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔

جستجوئے یار ہے اجمیر ہو یا آگرہ
 ہو بیشتر دیکھتا یا رانِ بزمِ گولڑہ

سنا دے مژدہ اے باد صبا غلامان احمد کو
 یہاں خیر الوری کے کچھ فضائل کا بیان ہو گا

وجہ گولڑے دے گلش کھلیا فیضِ ربانی دا
 جو کوئی طالب اس دا ہو یا فیضِ ایانی دا

بہشتی دروازہ

حضرت پیر صاحب سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاں
قیام پذیر تھے۔ وہ ایک ماڑی ہے جو سرائے نمبر ۱ کے اوپر ہے جہاں اب
بھی حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے تبرک اور وہ کپڑے جو آپ زندگی
میں پہنتے تھے۔ وہ تمام چیزیں اب تک محفوظ ہیں جس کا نام بہشتی دروازہ

ہے۔ سال میں چار مرتبہ کھلتا ہے اور اس میں ہزاروں افراد گزرتے ہیں
عید الفطر اور عید الضحیٰ کے موقع پر صبح کی نماز کے وقت کھلتا ہے۔ آپ کے
عرس مبارک ۲۹ صفر کو عصر کے وقت کھلتا ہے اور اس کے بعد حضرت
غوث الثقلین کے بڑے عرس مبارک کے موقع پر ۱۰ ربیع الثانی کو کھلتا
ہے۔ دربارہ غوثیہ چشتیہ گولڑہ شریف میں بڑی شان و شوکت سے منایا
جاتا ہے جس میں ہزاروں عقیدت مند افراد کی شمولیت سے عرس مبارک
کی رونق دو بالا ہو جاتی ہے۔

کیا بتاؤں کہ دربار پاک سے ملتا ہے کیا
دیکھنے والی ہر نظر کو خدا ملتا ہے
سناوے مشردہ اے صبا غلامان احمد کو
یہاں خیر الوریٰ کے کچھ فصائل کا بیان ہوگا



علامہ اقبال کا خط

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ لاہور سے ۸ اگست ۱۹۳۲ء کے تحریر کردہ ایک عریضہ میں فرماتے ہیں کہ اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور روزہ نہ تھا جو پیش نظر مقصد کے لئے کھٹکھٹایا جائے۔ آج بھی میں یہ دیکھ کر اور سن کر کچھ ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کہ ہم شرم سے ٹرا بلور ہو رہے ہیں۔ اس دور کو آج پھر کسی غوث کی ضرورت ہے کسی قطب کا یہ محتاج ہے یہ دوران پھر کسی مجدد کو آواز دے رہا ہے اور کوئی مہر منبر کو ڈھونڈنے دن رات محو انتظار کہہ رہا ہے۔ ہر دور کی دوا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ ہر مرض کی شفا پیر مہر علی شاہ ہے۔

علامہ اقبال کا شوق استفادہ

دہال سے چند سال پہلے آپ پر حالت استغراق طاری رہنے لگی انہی دنوں آپ کو حضرت علامہ اقبال کا ایک مکتوب موصول ہوا جس میں انہوں نے حضرت شیخ اکبر کی تعلیم حقیقت زمان کے بارے میں آپ سے رہنمائی چاہی تھی پیر صاحب نے یہ خط بڑے غور سے سنا اور فرمایا کہ میری طبیعت میں افاقہ ہوا۔ تو میں اس کا جواب لکھوں گا لیکن پیر صاحب کی علالت طویل ہو گئی۔ چنانچہ ملک سلطان محمود ٹوانہ نے (جو مراسلات کی خدمت پر مامور تھے) علامہ اقبال کو لکھ دیا کہ آپ اپنے ہی مشہور قول کے مصداق اس مکتب میں دیر سے پہنچے ہیں۔

خود علامہ اقبال کو کیمبرج یونیورسٹی میں زمان و مکان کے متعلق حضرت شیخ اکبرؒ کے نظریہ پر پیکچر دینا تھا۔ لیکن موت نے انہیں سبھی ہمت نہ دی۔ علامہ اقبالؒ کا مکتوب ذیل میں درج ہے۔

لاہور۔ ۱۸ اگست ۱۹۳۳ء

مخدوم و مکرم حضرت قبلہ! السلام علیکم!

اگرچہ زیارت اور استفادہ کا شوق ایک مدت سے ہے تاہم اس سے پہلے شرفِ نیاز حاصل نہیں ہوا۔ اب اس محرومی کی تلافی اس عریضہ سے کرتا ہوں۔ گو مجھے اندیشہ ہے کہ اس خط کا جواب لکھنے یا لکھوانے میں جناب کو زحمت ہوگی۔ بہر حال جناب کی وسعتِ اخلاق پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ چند سطور لکھنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہیں جو پیش نظر مقصد کے لیے کھٹکھٹایا جائے۔

میں نے گذشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے ادا شناس لوگوں میں بہت مقبول ہوئی۔ اب پھر ادھر جانے کا مقصد ہے اور اس سفر میں حضرت محی الدین ابن عربیؒ پر کچھ کہنے کا ارادہ ہے۔ نظر بایں حال چند امور دریافت طلب ہیں۔ جناب کے اخلاق کریمانہ سے بعید نہ ہوگا۔ اگر سوالات کا جواب ثانی مرحمت فرمایا جائے۔

۱۔ اول یہ کہ حضرت شیخ اکبرؒ کی کونسی کتب نے تعلیم حقیقتِ زماں کے متعلق کہا گیا ہے۔ آئمہ متکلمین سے کہاں تک مختلف ہے۔

۲۔ یہ تعلیم شیخ اکبرؒ کی کونسی کتب میں پائی جاتی ہے اور کہاں کہاں اس سوال کا مقصود یہ ہے کہ سوال اول کے جواب کی روشنی میں خود بھی ان مقامات کا مطالعہ کر سکوں۔

۳۔ حضرت صوفیہ میں اگر کسی بزرگ نے بھی حقیقتِ زماں پر بحث کی ہو تو ان بزرگ کے ارشادات کے نشان بھی مطلوب ہیں۔ مولوی سید انور شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے مجھے ایک عربی کا رسالہ مرحمت فرمایا تھا اس کا نام تھا ”درایتہ الزمان“ جناب کو ضرور اس کا علم ہوگا۔ میں نے یہ رسالہ دیکھا ہے مگر چونکہ یہ رسالہ بہت مختصر ہے اس لئے مزید روشنی کی ضرورت ہے۔

میں نے سنا ہے کہ جناب نے درس و تدریس کا سلسلہ ترک کر دیا ہے۔ اس لئے مجھے یہ عرض کرنا کھنٹے میں شامل تھا لیکن مقصود چونکہ خدمتِ اسلام ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس مقصد کے لئے معاف فرمائیں گے۔

باقی التماس دعا

مخلص

مہر اقبال



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

غوث الزمان قطبِ دوران حضرتِ قبلہ عالم
سیدنا خواجہ مہر علی شاہ جیلانی قدس سرہ العزیز

المعروف

سید مہر علی شاہ

الف

اللہ واپس حکم ہو یا چلو گورٹے شریف وچہ نور و سدا
پیر مہر علی شاہ اتے مہر ہوئی فیض انہاں دا ہر دم بھر پور و سدا
جہناں منہ مراداں منگیاں نے دل انہاں دے پیر ضرور و سدا
اشرف اس دربار تھیں خیر ملدا بھانوسے نیرے تے بھادیں کوئی دور و سدا

ب

بہت بلند ہے دربار عالی گورٹے شریف وچہ آن تکیا
لوکی جوک ورجوق دن رات چل دے سب نول دیوندا فیض جوان تکیا
مہر علی شاہ اولیاء پاک ہستی اندر چشتیاں دے سلطان تکیا
اشرف شمع محمدی دین اندر اساں اپنے وچہ وصیان تکیا

ت

ترت پہنچاوندے فیض اس نون جہڑا وچہ دربار دے آوندالے
 پیر مہر علی دی مہر ہرتے ہر کوئی نیت تے فیض اٹھاؤندا اے
 آساں دیکھیا اے آندیاں جانڈیاں نون خالی کسے نون نہیں پراوندالے
 اشرف سخی دربار تھیں فیض لے کے ہر ایک غنی تو نگر کہلاؤندا اے

ث

ثابت ہے شان تطہیر تینوں داخل وچہ روشن انما ہو یوں
 پاک پاک آیت قدسی نال ہو کے سیر عاسقاں طور لقا ہو یوں!
 جلوہ پیا کوہ طور تے ہک واری توں تاں نیت کوہ طور خدا ہو یوں
 اشرف دے وچ قصور بھانویں کارن عیباں پیر ہدی ہو یوں

ج

جان قربان جیلان اتوں آساں وار یا خویش قبیلے نون
 گئے بھل پیار پیاریاں دے آساں دیکھیا جڈن رنگیلے نون
 کیتی دھیر مرید نون حبیب میراں جڈوں سو یا پاک وسیلے نون
 اشرف نون یار مہر ماہی واہ واہ شاباش جھیلے نون



ح

حسن حسین دے دین اتوں وارے جگ دوزکف دی تار اتوں
 سیرت حیدر دی سردری پاک جلوہ لکھ لکھ طور جلن رخسار اتوں
 لا تحف دی دھیر مزید کردا کوڑھ دور کردا بدکار اتوں
 اشرف دے وچہ قصور بھانویں گھول مہرماہی سوہنے یار اتوں

خ

خلق جہان دی جان دی اے وڈا سخی بلند دربار تیرا
 آپ اپنی لین برات لوکی کھلا ہویا سرکار دربار تیرا
 ہند سندھ تے عرب عراق توڑی ہراک جگہ وچہ چک چکار تیرا
 اشرف تیرا گداگر سلطان ہوندا جاری فیض دابحر سردار تیرا

د

دوست میرے عالی شان تیرے خاک قدم تساں اتوں گھولیا میں
 تیرے شان دا کجھ بیان ناہیں ورق ورق قرآن دا پھولیا میں
 رتبہ قدر تساڑے دا دکھ بھاری نال زمیں آسمان دے تولیا میں
 اشرف نون بخشنا مہرماہی جے کوئی سخن اولٹرا بولیا میں



ذ

ذُو الْقُرْبَىٰ دے نعل ڈمٹھے نور می نور مبارکوں نعل چارے
 آبدار موتی بحر نور احمد نور و نور ہوئے اتصال چارے
 حضرت مہر ماہی محی الدین معین شاہ حق سید صاحب قدرتی بمثال چارے
 شان پاک قرآن تطہیر اندر ہوئے پاک آیت قدسی نال چارے
 نحر شاہ دارین کونین سرور حضرت پاک رسول دی آل چارے
 ہادی ہمدی مدھ قدیم دے فی مرشد مومناں ذوالجلال چارے
 ضرب المثل رسول مقبول سندے صاحب شان تے بے زوال چارے
 چلے تیر تقدیر توں موڑیا نے رکھن زور تقدیر دے نال چارے
 شائع دچہ عرصات دے روز عشر ساقی کوثر آب زوال چارے
 پنجاں قاتلاں نوں قتلوں چھڑایا نے ہو کے تیر تقدیر نوں ڈھال چارے
 لیا کج مینوں رکھی لاج میری صاحب قدر بلند اقبال چارے
 حضرت حسن حسین دے عین نقشے بکو ذات تے بکو خیال چارے
 اشرف توں تاریا مہر ماہی کارن عیباں دے لچ پال چارے

س

رکھ لیا مینوں مہر ماہی قہر کر کدے سخت طوفان و چوں
 پئی امیہ کرامت دوچہ عالم صدی چودہویں سال میان و چوں
 تارے پنج بٹیرے لاکے زور گھیرے کھتی جاتندیل آسمان و چوں
 اشرف نوں تاریا مہر ماہی ہویاں مشکلاں حل جیلان و چوں

س

روزِ شِیاقِ مَحْتَسِبِ کئی سال اُگے ساڈا پار دے نال پیار آہا
 نہ سی دھرتی آسماں نہ لوح کرسی تدوں عشق دا گرم بازار آہا
 اسماں لیا بچھان سی مہر ماہی جدوں ہک ہکلڑا پار آہا
 اشرف دے دچہ قصور سارے حضرت مہر ماہی بخشہمار آہا

ز

زلفِ محبوب دی دچہ جلوہ جیویں جلوہ طور دے نور آہا
 نوری نورِ محمدی نورِ وچوں سدا رحمتاں نال معمور آہا
 پاکی اصل تطہیر دے شان والا عیبوں پاک بے قصور آہا
 اشرف دے دچہ قصور بھانویں کیتا مہر ماہی منظور آہا

س

ساکت بھی دیکھ جیران ہوئے منزل اتنی بلند سرکادی اے
 سائل آوندے تے بھر پور ہوندے انے فضیلت اس سچی سرکادی اے
 بیٹھا گنج تو حید خزانیاں تے ایہوکل رحمت حیدر کراڑ دی اے
 اشرف کی کی تعریف سناویں نوں نگاہ اتہاں دی شفا بیمار دی اے



ش

شاہ مہر علی وچہ گولڑے دے تخت شرع دے اُتے سلطان بیٹھا
چشم کوریاں تے گوش بہریاں نوں دین حق دی راہ دکھلان بیٹھا
یا حق دی بستی بسان خاطر ظلمت دوری دے پردے اٹھان بیٹھا
روشن قلب کر دیو نہ اقسام رب دی اشرف مہر علی شاہ ایسا جوان بیٹھا

ص

صفتاں پاک موصوف ہادی حضرت مہر شاہ پیر دا دین آہا
سُرمہ بصرہ مازاغ ماطارغ کولوں پایا سروری قاب قوسین آہا
دُٹھا زلف محبوب دے وچہ شعہ حیدری نور کونین آہا
اشرف نوں تار یا مہر ماہی سید پاک سرزند حسین آہا

ض

ضرب لگی اُتے ضرب ماہی بھلے علم مضارع ماضیاں دے
جدوں یار محبوب دا پیا جلوہ گئے بھسل سواد مجازیاں دے
اس عشق میدان دیاں گٹھیاں نوں رتے کر بلا دے غازیوں دے
اشرف نوں تار یا مہر ماہی کیتے کرم غریب نوازیوں دے



ط

طبع بخیلیاں جگ اُتوں دُور کرن نوں پیر سرکار آئے
 مہر علی شاہ پیر وچہ گولٹے دے فقیر زب دے خالص دلدار آئے
 ہر جگہ وچہ چمک دکھار ہیا وانگ شمس دے دین چمکار آئے
 اشرف طالبان دے نگہبان بن کے اُتے جگ دے پیر سردار آئے

ظ

ظاہری باطنی کریں یاری پیشوا میرے قتلہ گاہ میرے
 میریاں کیتیاں دل نہ دیکھ سایاں بُرے فعل تے عمل سیاہ میرے
 ہر عیب بھارے اگے خوف مارے تینوں ساکے خیر خواہ میرے
 آساں روزِ میثاق دیاں لایاں دیویں چھوڑ نہ گناہ میرے
 کیتا روزِ بلی اتراہ ایہو خونیں آج دین گواہ میرے
 گل پلڑا عشق دے کٹھیاں دادل پھڑے تے منہ گھاہ میرے
 آہیں دُور کتیاں ضرباں سر سہیاں شعلے آتشیں وچہ درگاہ میرے
 اشرف دے قصور سارے سچھے کج لین مہر شاہ میرے

ع

علم محبوب دا جگ جانے دوہاں عالمساں وچہ مشہور آہا
 کیتا زرد مذاہباں باطلاں نوں خانہ دین اسلام معمور آہا
 کچی سیف بے کیف جان علم والی کیتا قادیاں سر چور آہا
 اشرف نوں تار یا مہر ماہی پار چاہٹریا ڈولدا پار آہا

غ

غیر کوہوں مکھ موڑیا میں خاک قدم تساں اتوں واریاں میں
 روزِ اول تھیں کئی اگے تساں ساتھ لگایاں یاریاں میں
 ایہویار جناب تھیں منگے لیا گل پا پلو کر زاریاں میں
 اشرف دیاں عرضاں دُور گئیاں مہر ماہی دے گوش گزاریاں میں

ف

فلک متابع مہر شاہ داد دوستی داد ماریا سوں
 مہر پاک اسرار دو عالماں دا غرق ہو یا جہاز نوں تاریا سوں
 باراں برس دیاں ڈبیاں جھگیاں نوں روح بخش کنار گزاریا سوں
 اشرف توں تاریا مہر ماہی سنگل قاتلاں گلوں اتاریا سوں

ق

قدر تیرے داد دُور درجہ عالی شان ہو یوں عالی شان کوہوں
 آل پاک سید عالم خاص جید شان پاک تطہیر قرآن کوہوں
 سُرْمہ بصر مانداغ دے نال روشن منزل قدسی لامکان کوہوں
 اشرف نوں تاریا مہر ماہی ہو یاں مشکلاں حل جیلان کوہوں



ک

کرم کیتا میں تے ہا دیاں تے وِتا موڑ قضا، تقدیریاں نوں
 ایہو طور بُفدا دیاں غور کر کے پنہنن جھب مُدیایاں دھیریاں نوں
 بچڑے بخش دے او تر تھتھریاں نوں توڑن مجرماں قید زنجیریاں نوں
 لک اشرف شاہباش وچہ دو عالم مہر ماہی دیاں دستگیریاں نوں

ل

لیلتہ القدر دی لوڑ ناہیں جے کر آپ دا ہونے دیدار حضرت
 ساڈے عیب گناہاندے محل سنگلے اک نگاہ نال کرن مسما حضرت
 دے شہر توحید واکفر نئے سکے باغ نوں کر گلزار حضرت
 اشرف سدا رہی مدح خوان تیرا جد تک زندگی وچہ سنار حضرت

م

مہر ماہی جُنیدی پاک شاہی ہوں نال رحمان دے جوڑ یا سو
 غور طور جیلانیاں زور کیتا چلے تیر تقدیر نوں موڑ یا سو
 سنگل ٹٹ گئے ملزماں بھاریاں دے پکڑ جھب صلیب نوں توڑ یا سو
 اشرف نوں تار یا مہر ماہی پنجاب قاتلاں نوں قتلوں چھڑا یا سو



ن

نہیں دیدار بن خواہش دل و چہ نضیہ دل دارا ترا اظہار کرے
 صرف بخش دیدار جناب اپنا دور رو کے گل گفتار کرے
 جے کرتاں دربار تھیں دور کیتا کتھے جا کے میں فریاد کرے
 اشرف مہر علی ہے نہ مدد کیتی ترے رات دن میں بیمار کرے

و

وَت پکار دی سبحناں وے سُنیں گوک بدکار جہاں دی وے
 کیتے لپنے تے پشیمان ہونی تنگی اوٹا تیں پیر جیلان دی وے
 دکھیں لاج میری گئی وگ میری پھیریں بانہہ لڑ گئی ناداں دی وے
 اشرف وے وچ تصور سارے ہکو آس تیں پر معان دی وے

ر

ہورنوں ہور لوڑ ہو سسی ساڈا با بھجھ تیرے کوئی یار تاہیں
 آساں روز میثاق دیاں لگیاں داہن چھوڑ یو ساتھ وچکار ناہیں
 تینوں تاج سرداریاں دا پئے سیدوں ہور سردار ناہیں
 اشرف دیاں عرضاں دور گئیاں محی الدین باہجوں غم خوار ناہیں



لا

لکھ و لیاں دے غوث اگے بڑھی کوکری سنیں پکار میری
گنہگار بدکار سیاہ کار آیوں لیں کج اُج عیب سرکار میری
اساں لائیاں دیاں لگیاں فی عرش پار گئی کوک ہزار میری
اشرف دے وچ قصور بھانویں مہر ماہی دے ہتھ مہار میری

ع

اگ فراق دی بھڑک لگی شعلہ مار اٹھی لوں لوں اندر
جگر بکعیاں بھن کیا بکیتا ہن آچیا دھوں دھوں اندر
سنی لکڑی دانگ وجود کر کے نت پٹی سوئے شوں شوں اندر
اشرف رہیا ہک نام تیرا جس دا ذکر ہووے لوں لوں اندر

ی

یار توں اساں وار چھوڑیا جان مال قبیلہ اکل آہا
جنیدے والی مبارک ہک سند بھارا دو جہاں تھیں مل آہا
محمی الدین سیرت محی الدین ناموں پیانچہ دو عالمساں غل آہا
اشرف توں تار یا مہر ماہی جس یار دے ہور نہ تل آہا

ن

نور و نور کر دتا گولڑے نوں سوہنے پیر سوہنے شاہ دی شان واہ واہ
 چتے فیض والے جاری ہو گئے نے خادم آپ دے حور و غلمان واہ واہ
 جدا وچہ بعد نور چمکدا سی آقا نوں کیتا ہے دان واہ واہ
 اشرف پیر دے فیض چکنے نے دھم پئی لے وچہ جہان واہ واہ

الف

اپنی خودی نوں مار کے اک ہو جا اک پیر نوں نال یقین کہہ دے
 جہڑا پیر تیرا تینوں حکم دیوے نال صدق یقین آمین کہہ دے
 نقشہ پیر والا سینے وچہ رکھیں جہڑا دین آکھے او دین کہہ دے
 اشرف جہڑا پیر تینوں حکم دیوے اوہدے امر نوں آمین کہہ دے

یے

یا مولا آخری وقت مینوں ٹوریں نال ایمان جہان وچوں
 مُرشد دا دیکھاں دیدار ظاہر رُوح نکلے جَد قلب زندان وچوں
 قبر وچہ جَد مُنکر نکیر پہنچن کلمہ پاک نبیؐ داکلے زبان وچوں
 اشرف جنت دل لے جاسن رسول احمدؐ تبری ہو یوں جے حشر میدان وچوں

آپ کے ارشادات و فرمودات

سورۃ اخلاص نہ صرف رفع ہم و غم کے لیے ہے بلکہ تمام امراض کی دوا ہے۔
رفع ہم و غم، مغفرت گناہانِ رضا سے الہی عشق الہی، اخلاص توکل وغیرہ وغیرہ جن کو
مفصل لکھنا محال ہے۔ یہ وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جس سے امراض کر کے کشف و استخارہ
کی طرف متوجہ ہونا۔ عاشق الہی کے لیے موت ہے۔ جب تک چار کتابیں نہ پڑھی
جائیں انسان مولوی نہیں بن سکتا۔

۱۔ پہلی کتاب حضرت انسان۔ ۲۔ عالم یعنی تمام عالم کو اپنے وجود میں مشاہدہ کرنا۔
۳۔ حضرت اسماء ہر قسم کا ارتباط اعیانِ ثانیہ کے ساتھ بزلہ ذاتِ محبت۔ اگر چہ چار
کتابیں پڑھے تو انسان مولوی کہلانے کا مستحق ہے ورنہ نہیں۔ جب تک اپنے سر سے
بزرگی کی بونہیں نکالو گے بارگاہِ حقیقی میں کبھی باریابی حاصل نہیں کر سکو گے انسان کے
شرف کا اعتبار حسب میں ہے نہ محض نسب میں۔ درویش کبھی اپنی ذات پر نظر نہیں کرتے
بلکہ ہر کہ دمہ کو اپنے سے بہتر سمجھتے ہیں۔

حدودِ شریعیہ کی پاسداری کو نگاہ میں رکھنا نماز، بیجاگانہ اور وظائفِ قضا نہ کرنا بہت
سے لوگ محض اس لیے خالی اور خشک رہ جاتے ہیں کہ ہر وقت اپنی خودی اور فخر پر
نظر رکھتے ہیں۔

● ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے سینے میں سوزش رہتی ہے۔ فرمایا ہر نماز
کے بعد تین مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کر لیا کرو۔ انشاء اللہ شفا پاؤ گے چنانچہ یہ شخص

چند روز میں اچھا ہو گیا۔

● ایک شخص نے فراغتِ معاش کے لئے وظیفہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا،
کہ نماز عشاء کی دو رکعت سنت اور وتروں کے درمیان ایک ہزار بار یا وھابُ
پڑھا کرو۔

● آپ نے فرمایا کہ بعض لوگ دنیوی ثروت، جاہ کے حصول کے لئے وظائف
پڑھتے ہیں۔ انہیں حصولِ ثواب اور رمنائے حق کی نیت سے پڑھنا چاہیے جن کے
ساتھ ساتھ مشکلات بھی حل ہو جائیں گی اور رمنائے حق اصل مقصد کی نعمت سے
بھی مالا مال ہوں گے۔

● حضرت پیر صاحب سے کسی نے سوال کیا کہ صوفیائے کرام اپنے وظائف میں
”الہی بحق فلاں“ اور الہی بجرمت فلاں“ کے کلمات سے کیوں دعا وغیرہ مانگتے ہیں
جبکہ خدائے تعالیٰ پر کسی کا حق نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ
پراز خود کسی کا کچھ حق نہیں لیکن اگر وہ خود از راہ فضل و کانت حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ
(مومنوں کی نصرت ہم پر حق ہے) سورۃ روم آیت ۴۷۔ ارشاد فرما کر کسی کو حق عطا کرے
تو کیا اعتراض باقی رہتا ہے۔

● ایک دفعہ حضرت پیر بہر علی شاہ نے اپنے ایک درویش کو مخاطب کر کے
فرمایا کہ علم حقیقت ان چار کتابوں کے بغیر حاصل نہیں ہوتا:-

۱:- پہلی کتاب ہے خود حضرت انسان

۲:- دوسری عالم یعنی تمام عالم کو اپنے وجود میں مشاہدہ کرنا۔

۳:- تیسری حضرت اسماء یعنی ہر اسم کا ارتباط اعیانِ ثانیہ کے ساتھ۔

۴:- چوتھی ذاتِ بخت۔

”اگر یہ چار کتابیں پڑھ لو تو مولوی کہلانے کے مستحق ہو ورنہ نہیں۔“

● حضرت پیر صاحب پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے شیخ علم طریقت کے مجتہد اور مجدد تھے پیر و مرشد سے محبت اور عقیدت کا یہ حال تھا کہ خود فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ شمس العارفین کا رُخ انور دیکھ لینے کے بعد کوئی چہرہ نظر میں نہیں بیچ سکتا۔ ملفوظاتِ طیبات میں آپ کا یہ ارشاد درج ہے:-
 ہمارے والد محترم شمس الحق کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو بھی محبت سے آیا اسے اس کی استعداد سے زیادہ فیوض و برکات سے نوازا جس کسی نے آپ کو ایک بار دیکھا اسے دوبارہ دیکھنے کی ہمیشہ حسرت رہتی۔ ۱۳۰ھ میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی خود بخود میری طرف متوجہ ہوئے اور باطنی نعمت دینا چاہی لیکن میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ جو رُخ انور ہم نے دیکھا ہے جہاں میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ آخر ان کے اصرار پر عرض کی کہ اگرچہ ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ لیکن چونکہ آپ بخوشی عنایت فرما رہے ہیں لہذا آپ کا شکر گزار ہوں تاہم اس عنایت کو اپنے شیخ طریقت کی طرف سے سمجھتا ہوں۔

چنانچہ انہوں نے سلسلہ طریقت چشتیہ صابریہ عنایت فرمایا۔

● کوہ مری میں حضرت خواجہ عبدالعزیز زڈفرہ والوں سے ایک شخص نے بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے پوچھا ”پہلے تو کہیں بیعت نہیں ہوئے؟“ کہا۔ پیر صاحب گورٹہ شریف سے بیعت تھی مگر ان کا وصال ہو گیا۔

خواجہ صاحب نے سخت ناراضی کے عالم میں فرمایا:-

”بے نصیب! تو نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کو مردہ سمجھ لیا ہے۔ اس مرتبہ و شان کے اولیاء اللہ ہمیشہ زندہ اور باقی باللہ ہوتے ہیں۔“

لوگ کہتے ہیں خواجہ کے ملنے سے کیا ملتا ہے

لاکھ ملنے کا یہ ملنا کہ خدا ملتا ہے

پاکستان کے لئے حضرت کی دُعا

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ جب بھی کسی ملک اور زمانہ میں دینِ اسلام کی تابندگی میں فرق آیا اور باطل عینِ عروج پر پہنچ کر بندگانِ خدا کے لیے باعثِ زحمت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی غیرتِ جوش میں آئی اور اپنے فضل و کرم سے ایسی عظیم ہستیاں دنیائے عالم کو درایت فرمائیں کہ حق کا بول بالا ہوا۔ اور باطل کا منہ کالا ہوا۔ شیطان بھاگا اور رحمان کے ڈنکے ہر سو عالم میں بجھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی پاک ہستیوں کو عالم وجود میں لا کر دنیا پر شفقت بھی فرمائی۔ اور یہ وعدہ بھی پورا فرمایا کہ ہم نے قرآن مجید کو اتارا اور ہم ہی یقیناً اس کے محافظ ہیں۔ ایسی ہی ہستیوں میں سیدنا پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز بھی ہوئے ہیں جن کی علمی اور روحانی قوت سے نہ صرف اسلام مادہ پرستی کے مسموم اثرات سے محفوظ رہا بلکہ مسلمانوں میں حیاتِ نو کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے جو بالآخر اس برصغیر میں مسلمانوں کو آزاد حکومت کے منصوبہ شہود پر

آنے کا باعث ہوا۔
 استانہ گولڑہ شریف لاکھوں عقیدت مندوں کی دینی
 علمی اور روحانی تسکین کا مرکز ہے۔



طلبائے دین ہدایت کی رہائش اور خوراک کا اُستانہ کی جانب سے مفت بندوبست ہے۔ لنگر خانہ سے نہ صرف ان طلباء کو خوراک مہیا کی جاتی ہے بلکہ زائرین اور مسافروں کو بھی کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔ مدرسہ اور لنگر کے تمام اخراجات موجودہ سجادہ نشین حضرت غلام معین الدین شاہ صاحب اور سید عبدالحق شاہ صاحب دونوں حقیقی بھائی پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب المشہور بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور اُپ کے پوتے برداشت کرتے ہیں۔

ایام عرس کے بعد بھی زائرین کی دیکھ بھال اور اُن کے آرام و آسائش کا مکمل انتظام باقاعدہ جاری رہتا ہے۔ گورنرہ مشرفین کے باشندے بھی بڑے مہمان نواز اور ملنسار ہیں۔ یہ دین پسند اور سیدھے سادھے مسلمانوں کی بستی ہے جہاں فسق و فجور کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ بہر طرف توجید پرستی کا دور دورہ ہے۔ یہاں سیاست کا نہ تو کوئی چکر ہے اور نہ ہی سماج دشمن سرگرمیوں کا اڈا ہے۔ یہاں ہر گھر میں اسلام ہے اور یہاں پر باہر سے آنے والے ہر شخص کو رحمت و راحت ملتی ہے۔ ردوان عرس یا اس کے اگے چیمھے اس بستی میں منشیات مثلاً بھنگ چرس ناچ گانے وغیرہ کا کوئی رواج نہیں ہے۔ جیسا کہ اکثر عرسوں اور میلوں کے موقع پر ہوا کرتا ہے یہاں تو صرف عبادت و ریاضت میں وقت گذرتا ہے۔ علماء کرام کی تقاریریں سنائی جاتی ہیں۔



آپ کی تصنیفات و تالیفات

۱۔ سیفِ چشتیائی

۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۹۰۲ء اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رُفِع جسمانی بدلائل قاہرہ ثابت کیا گیا ہے۔ مخالفین کو مجالِ زوئی نہیں۔ یہ کتاب اردو زبان میں ہے۔

۲۔ شمس الہدایۃ فی اثبات حیاتِ مسیح

۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۹۰۰ء میں لکھی گئی۔ اس کا موضوع بھی اس کے نام سے ظاہر ہے۔

۳۔ اعلا کلمۃ اللہ فی بیان ما اصل بہ لغیر اللہ

۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۴-۵ء اس میں مسائلِ اختلافیہ کا بیان ہے۔

۴۔ الفتوحات الصمدیہ

۱۳۲۵ھ بمطابق ۱۹۰۶-۸ء اس میں غیر مقلدین کے دس سوالات کے

جوابات ہیں۔

۵: تحقیق الحق

۱۳۲۵ء بمطابق ۱۹۰۷ء مسئلہ وحدت الوجود کی توضیح پر مشتمل ہے۔

۶: ملفوظات بہریہ

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ کے مختلف مجالس میں فرمائے ہوئے مسائل و نکات غریبہ کا مجموعہ ہے

۷: مکتوبات طیبات

حضرت پیر صاحبؒ کے خطوط کا مجموعہ ہے جس میں اہم امور دینیہ کی تشریح کی گئی ہے۔

۸: فتاویٰ بہریہ

حضرت پیر صاحبؒ کے مختلف فتاویٰ پر مشتمل ہے۔

۹: اُجالا بردو سالہ

مسائل کلامیہ پر مشتمل ہے۔

۱۰: پنج گنج عرفان

ہر لحاظ سے قابل تعریف تحفہ ہے۔

۱۱۔ مجموعہ وظائف بہریہ

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اپنی زندگی میں وظائف کا وظیفہ کرتے تھے۔ وہ یکجا کلام پاک اشاعت ہوتی۔ آپ بھی یہ وظائف پڑھیں۔

۱۲۔ عشق رسول میں نعتیہ کلام

یہ مجموعہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا مجموعہ لا جواب

قبلہ عالم گولڈروی کی نعت کے متعلق علامہ اقبال

کا اظہار خیال

قبلہ عالم حضرت پیر سید بہری علی شاہ گولڈروی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت شریف
آج سیک متران دی دھیری اے، کی عالمگیر اثر انگیزی اب محتاج بیان نہیں
پنجابی کلام سے لطف اندوز ہونے والی ہے۔



عشق رسولؐ میں نعتیہ کلام

یہ مجموعہ عشق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا مجموعہ لاجواب ہے جو درباری قوال محبوب اور ہمنوا جو کہ جمعرات کو اعراس مبارک پر قوالی کرتے ہیں۔ علاوہ انہیں دنیا بھر کے دیگر کئی قوالوں کی آواز میں یہ نعتیہ کلام ریڈیو۔ ٹی وی پروگرام کے علاوہ دیگر ملک کے کونے کونے میں علمائے کرام جشن میلاد النبیؐ اور اعراس مبارک کے موقع پر پیش کرتے ہیں

قبلہ عالم گولڑوی کی نعت کے متعلق

علامہ اقبال کا اظہار خیال

قبلہ عالم حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت شریف "آج سب میراں دی ودھیری اے" کی عالمگیر اثر انگیزی اب محتاج بیان نہیں۔ پنجابی کلام سے لطف اندوز ہونے والی نعت شریف ہے۔



آج جو کٹ کے گرا ہے ایندھن کے لئے
چڑیوں کو بڑا پیار تھا اس بوڑھے شجر سے

گتھے ہر علی گتھے تیری شہداء گستاخ اکھیں گتھے جا اڑیاں

حضرت کے مشہور نعت جو اکثر بھیم پلا سے
یا اسادری میں گانے جاتے ہیں

اَج سَبِكْ مَتْرَاں دِي وَ دِهِي اے
کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
نوں لوک وچہ شوق چنگیری اے
اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
الطيفُ سري من طلعتِه
والشدُ وبيدي من وفرتِه
فسكوت هنامن نظرتِه
نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں
مکھ پنہ بدر شعشانی اے
نتھے چکے لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھستانی اے
مخمر اکھیں ہن مد بھڑیاں

دو ابرو قوس میثال دسن
 جیں توں نوک مثرہ دے تیر تھٹن
 لبساں سُرخ آکھاں کہ لعل یمن
 چٹے دند موتی دی ہن لڑیاں

اس صورت نوں میں جان اکھاں
 جاناں کہ جان جہاں آکھاں
 پسخ آکھاں تے رب دی شان اکھاں
 جس شان توں شانیں سب بتیاں

ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں
 بے صورت ظاہر صورت تھیں
 بے رنگ دسے اس صورت تھیں
 دچ وحدت پھٹیاں جند گھڑیاں

دسے صورت راہ بے صورت دا
 توبہ راہ کی عین حقیقت دا
 پر کم نہیں بے سو جھت دا
 کوئی دریاں موتی لے لڑیاں

ایہا صورت شالا پیش نظر
 رہے وقت نزع تے روزِ حشر
 دچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گذر
 سب کھوٹیاں تھیں تہ کھریاں

يُعْطِيكَ رَبِّكَ وَأَسْأَلُ
فَتَرْضَىٰ پُورِي آس آس
بچ پال کر یسی پاس آس
وَأَشْفَعُ شَفَعُ صِيحِ پڑھیاں

لاہو مسکھ توں محظط بر دین
من بھانوری جھلک دکھاؤ سبحن
اویا مٹھیاں گالیں الاؤ مٹھن
جو حمرادی سن کریاں

ججرے توں مسجد آؤ ڈھولن
نوری جہات دے کارن سارے سکن
دو جگ اکھیاں راہ دائرش کرن
سب انس و ملک حوراں پریاں

انہاں سکریاں تے گر لاندیاں تے
لکھ واری صدقے جانڈیاں تے
انہاں بر دیاں مُفت دکاندیاں تے

شالا اون وت بھی اوگھڑیاں

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْهَلْنَاكَ
مَا أَحْسَنَّاكَ مَا أَكْمَلْنَاكَ
کتھے مہر علی کتھے تیری شان
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

حضرت پیر مہر علی شاہ نے فرمایا!
 اے خواب میں اس کی شکل نظر آئی اور زلفوں سے خوشبو مہکی جس
 کے مشاہدہ سے میں مدہوش ہو گیا۔

رُبَاعِي

وَلِي عَلِيٍّ دَا اے عَلِيٍّ وَلِي دَا اے ہے دِي شَك تے گل آز ماہ و بکھو
 دَر وِلی تے عَلِيٍّ عَلِيٍّ ہوندی کسے وِلی دے دَر تے جا و بکھو
 مُشکل حَسَل کَر مُشکل کُشاد نیدے وِلی عَلِيٍّ اُگے سِیس نوا و بکھو
 بگڑی مُد تانندی بن جانندی اشرف کسے وِلی نوں اپنا بنا و بکھو

شعرہ

دودھ دجو دتیرے وچہ شیریں روغن دار سمانی
 مُرشد لاوے جاگ پرم دی تاں جمدادودھ پانی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلام سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باہو

الف

اللہ چنبے دی بوٹی میرے من و چہ مرشد لائی ہو
 نفسی اثبات واپانی ملیا ہر گے ہر جانی ہو
 اندر بوٹی مشک بچایا جاں پھلن تے آئی ہو
 جیوے مرشد کامل باہو جس ایہہ بوٹی لائی ہو

ب

بغداد شہر دی کیا نشانی اچیاں لمیاں چیراں ہو
 تن من میرا پرے پرے جیوے دوزی دیاں لیراں ہو
 اینہاں لیراں دی گل کفتی پاکے زلساں سنگ فقیراں ہو
 بغداد شہر دے میں ٹکڑے منگساں باہو کرسا لیراں ہو

مناقب شریف

سوئے شاہ نے دوارے لائی رحمتاں بھڑی برسے نور پیا چھم چھم کسی سوئے اے گھڑی
 سوئے شاہ دے دوارے لائی رحمتاں بھڑی
 پیرا روضہ تیرا عالی منگتے آئے ہاں سوالی تیرے درتوں جان کدی دی نہ خالی
 اسال جانا نیوں خالی آس لائے ہاں بڑی سوئے پیرے دوارے
 جیہڑا ناں یقینے پیر جی نون من دا چہرہ نور و نور رہندا رنگ توحیدی چڑھدا
 جیہڑا منکر تیرا قسمت اس دی سٹری۔ سوئے پیر دے دوارے لائی
 تیرا چشتی گھرانہ جس نون جاندا زمانہ سرتے غوث والا سوہنا ملیا تاج شاہانہ
 نوری آئے اج لے کے نوری موتیاں لڑی۔ میرے پیر دے دوارے
 لہندے چڑھدے تون خلقت تیرے درتے اے خالی سہتہ جا بے جھولی بھر کے لے جا
 جیہڑے قدماں دپہ ہندے قسمت انہاندی بڑی۔ میرے پیر دے دوارے
 کئی دیکھے نے منگتے بادشاہ ایسوں منگدے کہ نبی والا پڑھدو لی اللہ کے نون مندے
 پیرا خالی نہ تون موڑیں اشرف کدوں داد کھڑا۔ میرے پیر دے دوارے
 سوئے پیر دے دوارے لائی رحمتاں بھڑی

مناقب شریف

نوری روضہ دیکھو میرے پیر مہر علی شاہ جی پیر دا
 نعل حینی پھل شاہ دستگیر دا
 پیارے پیارے روضے اتوں جنہ جان دار دینے
 قدماں دپہ ہمتاں ملے چھڈ گھربار دینے

پیر مہر علی شاہ جی دے درتے ہووے وقت اخیر دا
 او نوری روضہ دیکھو میرے شاہ جی پیر دا
 اس دربار دیاں اچیاں شانیں قسم خدا دی لچپال گھرانہ اے
 کوئی نہیں جواب بے مثال بے نظیر دا نوری روضہ دیکھو میرے پیر دا
 سیک روضہ دیکھنے دی سینے وقح رہندی اے
 دیکھ لے جدوں تھنڈا کھیاں نوں پنڈی اے
 سوہنا روضہ مرشدِ غوث مہر علی شاہ جی بدر منیر دا
 نوری نوری روضہ دیکھو میرے شاہ جی پیر دا
 بڑی شان والا یار روضہ ہووے کس دا
 اوہدے دلوں دیکھئے تے مدینہ وچوں دسدا
 غوث مرشد مہر علی شاہ جی دے مکھڑے وچوں جلوہ دگر تے قدر دا
 نوری نوری روضہ دیکھو میرے سوہنے مرشد شاہ جی مہر علی پیر دا
 مہیتاں دچہ ڈبیا بڑا یار وپل وچوں پار ہووے
 نزع والے عاشقاں نوں پیر دا دیدار ہووے
 ہاڑا سُن لو شاہ جی ملک اشرف فقیر دا
 نوری نوری روضہ دیکھو خواجہ مہر علی پیر دا



عقبت دے محل

بھڑنہ۔ کرے نہ بھروسہ کوئی دنیا دے پیار دا
 پتہ پتہ حق والا پکار دا
 گولڑہ شریف گھر مولادے پیار دا
 پنجھی توحید والے نغمے سناوندے دین رسول والے پرچم لہراوندے
 مکب والے دیکھ دیکھ کلیمہ کفار دا
 گولڑہ شریف گھر مولادے پیار دا
 رحمتاں دا اک بھر پور جزانہ اے مگنی چھپی گل نہیں جاندا زمانہ لے
 اکھو دے اشارے وچ بگڑی سنوار دا
 گولڑہ شریف گھر مولادے پیار دا
 فیضاں تے برکتاں دے مینہ پئے دسدے روندے ہوئے آن جہڑے جان ہسدے
 ٹھاٹھ نرالا آت تیرے دربار دا
 گولڑہ شریف گھر مولادے پیار دا
 سیلے فرشتیاں دے صبح شام لگدے لندے خزانہ فیض والا لوکی جگدے
 ڈوبے ہوئے بٹریاں نوں پل وچ تار دا
 گولڑہ شریف گھر مولادے پیار دا
 ہتھ دیا دیا دیا مڑ کے نہیں آوناں آؤ آؤ بخت جسے اپنا جگا وناں
 ستر نصیب جاگے ایسے گنہگار دا
 گولڑہ شریف گھر مولادے پیار دا

نور دیاں لاناں نال جگمگان والیا جاواں قربان بھلے رہے پان والیا
 وجدانقارہ پیا سوہنی سرکار دا
 گورٹہ شریف گھر مولادے یار دا
 بے شک زبان تیری نصیر حق دی تصویر تیری آت تصویر حق دی
 تیرے میل، میل پروردگار دا
 گورٹہ شریف گھر مولادے دا
 شانیں تے آناں والا تیرا گھر انہاں مہراں تے مجتہاں واجہرا خزانہ اے
 فیضان دے موتی پیا جگ تے کھلار دا
 گورٹہ شریف گھر مولادے یار دا
 دس کیوں کراں دکھڑا بیان میں کی اے سستی تیرے اگے کھولان بان میں
 مینوں تے سلیقہ نہیں آقا کفار دا
 گورٹہ شریف گھر مولادے یار دا
 طے ہوئے دلاں والی نہیں فریاد توں دکھی مطلوبیاں تائیں کریں امداد توں
 نام ہے سہارا تیرا آقا سنسار دا
 گورٹہ شریف گھر مولادے یار دا
 تیرے دربار و انظارا سوہنا دیکھیا حق والا نوری چمکارا سوہنا دیکھیا
 بھل گیا اکھیاں نوں نقشہ بہار دا
 گورٹہ شریف گھر مولادے یار دا
 جگ وچہ تیرے نال پیار بنے پایا سمجھو نصیب اونہے اپنا جگالیا
 کسے وی میدان وچہ بازی نہ ہار دا
 گورٹہ شریف گھر مولادے یار دا

بُئیل دے وانگ ہر دل پیا پہکدا نال خوشبودے سارا جگ مہکدا

کھڑیا اے پھل دین دلے گلزار دا

گولڑہ شریف گھر مولادے یار دا

پھل ایہہ عقیدت دے ہون جے قبول نی راضی ہوئے سوہنا میرا رب تے رسولؐ نی

اللہ اللہ جاگے تاجھاگ سیاہ کار دا

گولڑہ شریف گھر مولادے یار دا

تیرے سوہنے نام دے سہاگے تے ٹھلایا تیرے رحم و کرم دے اشارے تے ٹھلایا

بیڑا بنے لاویں آقا اشرف گنگار دا

گولڑہ شریف گھر مولادے یار دا

در بارِ غوثیہ، حقیقیہ گولڑہ شریف

قطبہ

ذرہ ذرہ اس زمین کا نور سے معمور ہے
 خاک طیبہ کی ضیا اس خاک میں متور ہے
 پھوٹی ہیں جس سے کرنیں اس مکرّم ذات کی
 بستی گولڑہ یارو وہ چراغ طور ہے



پنجابی نعت شریف

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

روندیاں نیناں نوں سمجھا رہی
لکھیا پڑھیا سب بھلا رہی
یک نام سبحن دا گکا رہی
رگ رگتے نوں کوں ساہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

جسدی سک مینوں اوہ تے آیا نہیں
ہک جھٹ گھڑی سکھ پایا نہیں
پل پل گھڑی دے سوسوسال
صلی علیہ ذوالجلال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

سوہنا میں توں کیوں چیت چا گیا
لگیاں پریتاں بھلا گیا
قسمت بڑی دا واہ پیا
تی ریت عرب دیاں راہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

جنیدی جنہ تلی تے دھر رہی
گل پلٹرا منتاں کر رہی
لکھ واری توبہ پڑھ رہی
رٹھڑا یار مناون دا خیال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

کراں یاد میں سو سنی جہات نون اُس سفر عرب والی رات نون
اُس حمر وادی گھسات نون يَا لَيْتَنِي يَوْمُ الْبُوصَالِ

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

سارا دن گزاراں بھونڈیاں گھت پڑا کھتے روندیاں
بہنواں نال مکھڑا دھونڈیاں ساری رہن سولاں تے آہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

کیتی دچہ نماں غلطان ہوئے اندر یاد سخن مستان ہوئے
حیران بہوں پریشان ہوئے انہاں پیچیاں زلفاں ساہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

آدم تھیس تا عیسے ۴ میح نفسی بلیس سب نبی
اوتھتے بولسی اک اُمتی احمد بنی صاحب کمال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

ذبیٰ الہی صدی صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ
فاطمہ الزہرا علیہا السلام حنین جگ دی پنہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

مہر علیؑ توں کون بچارا نیٹ لاشے تے اوگن ہارا
سرتے چاکے عتباں دا بھارا لاویں پریت توں شاہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جتھے دم مارن دی نہیں مجال

لاکے پریتاں کدی نہ نیئے بھیت دلاں دامول نہ دیتے
اندر روینے تے باہر نیئے ملٹے پئے سدا چاہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جتھے دم مارن دی نہیں مجال

مہر علیؑ کیوں پھریں اداسی اُج کل سوہنا آگل لاسی
ہوسن خوشیاں تے غم جاسن ہلساں لسیاں کر کر باہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جتھے دم مارن دی نہیں مجال

صَلَّى عَلَيْهِ ذُو الْجَلَالِ



یا غوث الاعظم جیلانی

یا غوث الاعظم دستگیر میں منگتا تیرا واں
 میرا کر دیو بیڑا پار میں منگتا تیرا واں
 کیوں رہیا میں ناشاد میں غوث اعظم تیرے ہوندیاں
 کوئی نہیں سندا میری فریاد تیرے ہوندیاں
 یا غوث الاعظم دستگیر میں منگتا تیرا واں
 میرا کر دیو بیڑا پار میں منگتا تیرا واں
 مار دے نت ٹھوکر اں ظالم تیرے سکین نوں
 ایہہ نہیں انصاف شاہ بغداد تیرے ہوندیاں
 باراں درہیاں دا ڈبیا بیڑا اٹھاں بٹھے لایا
 غیر دے درتے کیوں منگاں ادا دتیر ہوندیاں
 یا غوث الاعظم دستگیر میں منگتا تیرا واں
 میرا کر دیو بیڑا پار میں منگتا تیرا واں
 میں مدح تیری جوڑ دا دل وچ ہے خطرہ گور دا
 میں دامن نہ تیرا چھوڑ دا میںوں خطرہ نہیں گل گور دا
 تسکین ہو پران پیر دستگیر اشرف ہے بڑا دل گیر
 تیں آسرا ہو کمزور دا یا غوث الاعظم دستگیر

منقبت شریف

سوہنے پیر مہر علی شاہ دی بستی نوں میں طور نہ اکھاں تے کی اکھاں
 ہر پائے جلوہ سوہنے دانور و نور نہ اکھاں تے کی اکھاں
 گورٹے شریف داستان اچیرا لے ایہدے وچ سوہنے واڈیرہ لے
 اس پھلاں والی ٹیکری نوں کا نور نہ اکھاں تے کی اکھاں
 ایہہ جانی غوث الاعظم والے ایہہ منبع لطف و عطا دا لے
 سوہنے پیر دی دعوت دے گھر منظور نہ اکھاں تے کی اکھاں
 جو منکر اس گھرنے والے اوہ علی دادے محمد تانے دا لے
 قسم رب دی اوہنوں رب کوہوں دور نہ اکھاں تے کی اکھاں
 سوہنے پیر مہر علی شاہ نوں پنجتن دیاں اکھیاں دانور نہ اکھاں تے کی اکھاں
 جنہاں سجدے وچ نہ کٹوا لے جنہاں ہتھاں وچہ پتر کہاسے نے
 سوہنے پیر مہر علی شاہ نوں رب دے عشق دیوچہ میں چور نہ اکھاں تے کی اکھاں
 سوہنے پیر مہر علی شاہ وچہ رنگت حیدر دی سوہنے پیر وچہ خوشبو نہ سزا دی
 میں سوہنے پیر مہر علی نوں پنجتن پاک گھرنے دانور نہ اکھاں تے کی اکھاں

رباعی

ایہہ ولی جو دیوندے منگتیاں نوں وراہی ٹولے نوں ہے امداد دا دکھ
 دکھ کتیاں نوں بنی دے یاراں دا تے کتیاں نوں شاہ بغداد دا دکھ
 کتیاں تائیں گیارہویں والے دا کتیاں تائیں حسین دی یاد دا دکھ
 دکھ کتیاں نوں عرشاں دا ہے اشرف کتیاں نوں پاک میلاد دا دکھ

نہیٰ نانا علیٰ بابا سخاوت ہو تو ایسی ہو
چلے خنجر کرے سجدہ عبادت ہو تو ایسی ہو

کرماں والٹریاں

فی سیر مرشد پیر مہر علیٰ دے درتے آیاں کرماں والٹریاں
پھلاں بھری چنگر وچہ پھل لالٹریاں
آج سوہنے دے درتے آیاں کرماں والٹریاں
آؤ دیکھو سوہنے پیر مہر علیٰ شاہ نون کیڈیاں شانان والٹریاں
سوہنا مکھڑا چن دے وانگوں مار والے لشکارا
یاد اللہ وچہ راتان اینہاں جا لٹریاں
مرشد دے در آیاں کرماں والٹریاں
پھلاں بھری چنگر وچہ پھل لالٹریاں
آج سوہنے پیر مہر علیٰ دے درتے آیاں کرماں والٹریاں
تن تندور اینہاں دانور و نور ہویاں خوشمالٹریاں

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے ہ
مردے تان درد نہ چھوڑے اوگن تھیں گن کردا
کابل پیر محمد بخشا لعل بناون پتھر دا

دعا منگیا کرو سنگیو کتے مُرشد نہ رُس جاوے

میں لچپال دے لڑ لگیاں میرے توں غم پے رہند
 میری آساں اُمیداں دے سداں بوکے ہر رہند
 خیال یار وچہ میں مُست رہنا ہاں دِنے راتیں
 میرے دل وچہ سجن و سدا میرے دیدے کھر رہند
 دعا منگیا کرو سنگیو کتے مُرشد نہ رُس جاوے
 جنہاں دے یار رُس جانے اوہ جیوندے ای مُر رہند
 ایہہ پیندا عشق دا آخرتے ٹرنے نال ای مکناں ای
 اوہ منزل نوں نہیں پاسکدے جیہڑے بیٹھے کھر رہند
 کدی وی ٹور نہیں پیندی مینوں درد رجاون دی
 میں لچپالاں دامن گتا ہاں میرے پلے بھرے رہند
 کدی وی ڈب نہیں سکدے اوہ چڑھدے پانیاں اند
 جو ٹھکدے آسے تیرے اوہو بڑے ترے رہند
 نیازی مینوں غم کا ہاں میری نسبت ہے لانا نال
 بن کے رہن جو کسے دے قسم رُب دی کھرے رہند

ہندی خیال

جب سے لاگے تو رے سنگ نین پیا
 نیند گئی آرام نہیں ساری ساری رین پیا
 دکھ آئے سکھ بھاگ گئے سب عیش مٹا سارا چین پیا
 تن من دھن سب تجھ پر واروں وار دیواں کو نین پیا
 جیہا تڑپت ہے درشن پیکو صدقہ حسن حسین پیا
 وصل علی کیا شان سے لامثلک فی العارین پیا
 مہر علی ہے جب نبی اور جب نبی ہے مہر علی لکھی جسمک جسمی فرق نہیں ماہن پیا
 جب سے لاگے تو رے سنگ نین پیا
 نیند گئی آرام نہیں ساری ساری رین پیا

مدت حضرت علیؑ

کتب کر سکے مدح تمام۔ امام ہمام ہنام بھلا جگ سارا
 جس فاتح خیبر۔ ماہ منور۔ شاہ غضنفر دین کو سنوارا
 وہ نبیؐ کے وہی۔ اللہ کے ولی۔ دو جگ میں ہلی بہ خفی و جلی
 وہ جب کہ پڑیں لکار، مریں کفار، ہوویں ناچار ٹوٹے ہنکار بھی کا
 حیدر کے زور پہاڑ کریں گرفتار مریں در خیبر کو اکھڑا

مرثیہ

قبیلہ عالم قدس سترہ کے کلام میں غم حسین پر یہ ایک مرثیہ پنجابی
ہندی کی صنف میں یادگار ہے۔

لایا ہندی خون اجل دی لے

ایہہ ہندی فاطمہ رضی اللہ عنہا دی لے
ایہہ ہوراں تال نہ دل دی لے
نانا پاک دا پہن کے بانا
جبش ہوئی زمین آسماناں
خون پاک شہید حسین دی لے
لایا ہندی خون اجل دی لے
طرف مقتل دے تھیار وانہ
نالے عرش عظیم پٹی ہلدی لے
لایا ہندی خون اجل دی لے

آکے نبی علیؑ تے فاطمہ زہراؑ
سانوں سک تیری پل پل دی آ
شاہ تیری ہندی دا پتر ساوا
ایتوں لکھی ہوئی روز اول دی آ
شاہ تینڈی ہندی دا رنگ پیلا
یتنوں بی مصیبت کربل دی لے
شاہ تیری ہندی دا رنگ دلارا
ساری خلقت تلیاں مل دی آ
شاہ تینڈی ہندی دا رنگ سوہا
ساری اُمت جلدی جلدی لے
فرزند حسینؑ تو وہی سلام
لایا ہندی خون اجل دی لے
کوفیاں دل مل کیستا دھاوا
لایا ہندی خون اجل دی لے
سونپوئی رب نوں خویش قبیلہ
لایا ہندی خون اجل دی لے
رودا یتنوں عالم سارا
لایا ہندی خون اجل دی لے
اُمت نوں ہے تیرا بویا
لایا ہندی خون اجل دی لے

ایہہ مہندی سوہنے باگ دی اے
 ناہیں ہوراں نال نہ رل دی اے
 ادھر پاک معصوم پیاسے ترسن
 ادھر تیغ حسین پتے چل دی اے
 رت توں آہا ایہو بھاتڑاں
 تہیں تاں تھوڑا تھکے کپڑی گل دی اے
 سبحان اللہ تیرے رنگ الہی
 اج خاک وچ پئی رل دی اے
 مہر علی شاہ ایہہ جھوک فنا دی
 تیری دس دی بھی پل جھل دی اے

وِیْطَهَّرُ مُحَمَّدٌ وَالْمَلِیْکَ دِی اے
 لایا مہندی خون اجل دی اے
 جنہاں تے مینہ تیراں دے برس
 لایا مہندی خون اجل دی اے
 رتبہ شہیدی تینوں دوا تڑاں
 لایا مہندی خون اجل دی اے
 اوہ سوہنی صورت فاطمہ جانی
 لایا مہندی خون اجل دی اے
 دائم قائم ذات خدا دی اے
 لایا مہندی خون اجل دی اے

لایا مہندی خون اجل دی اے



مثنوی المعروف گوگومو

باز گو از گوگوماں سر نوشت
 این بیان نیک چشتی را سزا است
 جرعه بر دهر یہ ہم فلسفی
 مستمدا از شیخ عبدالقادر
 سید حسنی حسینی مہر لقا
 مرثوہ از لا تخف داد مہما
 شیر نادر تاب دیدن سوئے او
 مات فی حبّ الہ اور است شان
 دہریہ ہم فلسفی پیشیت نجل
 ریز بر دول ہمتاں سکان پست
 ولہم بین بیانا ہینا
 از غشاوہ جہل ایشاں را رہاں
 کار دونماں حیلہ دے شرمی است
 ذاک فضل من الہ العلمین
 وارحہم عن عقیدات الضلال
 محرمی زان عالم سر و خفی
 از برایت حال نیکو راندہ ند
 اں عسلی غالب ذوالاحترام
 ماندہ ای مہجور درہ ظلمائے فرق

مرجا اے بیل بستان چشت
 ہر دم از اسلام و اہلش این صد است
 فیضیاب از بارگاہ احمدی
 کے مقابل با تو تاند ہم سری
 نور چشم مصطفیٰ و مرتضیٰ
 نور دیدہ تاجدار انسا
 اں سگے کوشد مقیم کوئے او
 حب دل واری خواجہ خواجگان
 پنجتن را بندہ ای از جان دل
 جرعه از فیض مستان الست
 قل لہم قولاً بلیغاً لینا
 پس میفشان نور بر ظلمانیان
 کار شیراں ہمت و سرگرمی است
 جو دحق کردہ ترا منحصر بہ دیں
 جد لہم بالنصح والحسن المقال
 زان شدی موسوم با محرم علی
 چون محرم با علی ہم خواندہ اند
 یعنی ہتک عزتت کردہ حرام
 از حریم جمع در بیدائے فرق

زان حدیث راہ پر خوں مے کنی
 روح متاں شاہ است نانی و نیت
 گفتہ تو گفتہ یاں روح است
 بالب و مساز خود پیوستہ ای
 بلبل بتان چشتی خوش بگو
 "جود محتاج است خواہد طالبے
 "جود مے جوید گدایان و ضعاف
 "روئے خوباں نہ آئینہ زیبا شود
 "پس ازین فرمودہ حق در و الضحیٰ
 چوں گدا آئینہ جود است ہاں
 فلسفی در "ماہی" عمرش تیر شد
 دہریہ در عیش فانی کو رو کہ
 مرغ کاب شور باشد مکنش!
 اے کہ اندر چشمہ شور است جات
 اے تو نارستہ ازین فانی رباط
 در بدانی قلب از اب و جہد است
 ابجد و ہوز چہ فاش است و پدید
 توجہ دانی سراپاں را اے عمی
 ساعتے و اکن عقال بعیر را
 نابہ او بیقل بہ او بیطش شوی
 لوح محفوظت شود مشہود عن

قصہ ہائے عشق مجہول مے کنی
 مے وہی بیروں و میدہ نائیت
 گو بظاہر انتسابش سویت است
 از تکلف ہائے کلی رستہ ای
 ہاں وہاں بر گو مگو اصلاً بگو
 ہم چناں کہ تو بہ خواہد تا بنے
 ہم چوں خوباں کا آئینہ جویند صاف
 روئے احساں از گدا پیدا شود
 بانگ کم زن اے محمّد بر گدا
 دم بود بر روئے آئینہ زیاں
 و انکہ جز ماہی است ز آتش سیر شد
 ماندہ در علم کیانی خیرہ سر
 اوچہ فاند جائے آب روشنس
 توجہ دانی شط جیچون و ذرات
 توجہ دانی صحر و سکر و انبساط
 پیش تو این نامہا چوں ابجد است
 بر ہمہ طفلان و معنی بس بعید
 چوں ندانی کل شئی فی کل شئی
 بشنوا ز نے نالہ شب گیر را
 ہم بد و یسمع بد و یبصر شوی
 از چہ محفوظ است محفوظی نہ شین

بینی اندر دل علوم انبیاء
 علم تو علمش و علمش علم تو
 فی امرایا العدم قد طهر المتین
 بوئے پیرایان یوسف یافت است
 شرح آں یار کے کہ آں ریا نیست
 نور نوراً نوراً نوراً نوراً نوراً
 وجہہ فی کل شیء یجتلی
 کون او جملہ جہاں را حاضر است
 فالعالم اربعہ بکر تمام
 باز گو از گو مگو نعم الخیر
 من نیم والثد یار من نیم
 مے رود تا صحن عرش یار او
 زار و گریبان است از حب وطن
 مَنْ رَاَهُ قَدْ رَاَى رَبَّ الْفَلَقِ
 مطحش لا غیر الا روئے دست
 کے بود چوں دید ابو بکر و علی
 کہ تو مجنوں شد پریشان و غوی
 گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی
 ہر دو عالم بے خطر بودے ترا
 دید حق را آئینہ گوئم او ست
 زان چوں نے بس گفتنی گفت است او

غیر از مقولہا معقولہا
 علم تو علمش و علمش علم تو
 تو نہ ماندی چونکہ بس گو کیت این
 این زماں جاں در امنم بر تافت است
 ”من چہ گو نیم یک رگم ہشیار نیست
 از ہمہ اولام و تصویرات دور
 این سخن لایب حق است اے اخی
 خاصہ در انساں کہ نوع آخر است
 زین جہت عالم صنعیش گشتہ نام
 این سخن را نیست پایاں اے سپر
 کیت نے کو مے سراید و مبدم
 این فغان و نالہ ہائے زار او
 پیمچو نے گشتہ تہی از خویشتن
 دوست فانی از خود و فانی بحق
 بیندش چہشے کہ دیدار غیر و دخت
 دیدن چشم محمد از شقی
 گفت یلی را خلیفہ کاں تونی
 از دگر خواباں تو افزوں نیستی
 دیدہ مجنوں اگر بودے ترا
 چیت وانی چہرہ زیبائے دوست
 بالب دسا ز خود جفت است او

سہ آدمائی است اور جز نے نیست
گفتہ نے گفتہ نالہ بود
نے کہ ہنگام حکایت بردہد
کہ مقام وحدتم را نیدہ اند
کردہ ام جبروت اسماء عبود
گشتہ ناسوت آخر این منزل مرا
چوں نہ گریم در فراقش سر بسر
در حریم وصل باہ شاہ وجود
گشتہ ام محروم از قرب ہمیں
"سینہ خواہم شرح شرحہ از فراق
ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش
آن دہم بیرون کہ او در من و مید
ہاں مگو او چونکہ با حق وصل است
پس ز ہجرانش شکایت بہر چیست؟
زانکہ وصل مطلق است اینجا محال
راست فرسودست مولانا بیاں
"من شدم عریاں ز تن او از خیال
تا بود اینجا تشبک جم و جاں
او ز جان و جان زاد مستور نیست
منظہ ذاتست روح بے نشان
"بحث جاں اندر مقام دیگر است

شور ہائے و ہوتے او بے دے نیست
گو ظہور مش از وہاں نے شود
از جدائی ہاشکایت مے کند
زاں ز شورم مردوزن نالیدہ اند
عالم ملکوت را کردم مرور
زین جدائی ہاشدہ خوں دل مرا
نیست در عالم ز من ہجرت
نختہ بودم ہجرت را سے نہ بود
در حقیقت آوردہ موج پنجہیں!
تا بگویم شرح درد اشتیاق
باز جوید روزگار وصل خویش
آرمیدہ ام بحق از خود رمید
جملہ مطلوبات اور احاصل است
وز جدائی ہاشکایت بہر چیست؟
تا بود پیوند جسم و جاں بحال
در دم آخر چوں رفت ازین جاں
مے خرامم در نہایت اوصال
کے رخ جاناں عیاں دیدن توں
لیک کس را دیدہ شان دستور نیست
ہمچنان کا سماش را باقی جاں
بادہ جاں را قولے دیگر است

زان خلیفہ و منظر ذات آمدی
 گوئے بردی از ملک یا مرحبا
 اسْجُدْ وَالْاَذْمِمْ اَنْدَرِ شَانِ تَسْت
 كے اَتَجْعَلُ كَقَفْتِهْ خُودِ رَسُوْا شِدْ
 غوطہ باید خود در دریائے ژوف
 صحن دل را نیک روپ از ماسوی
 تازہ ریز روح و جانیت پے بری
 از خودی خود بیرون آئی و رہی
 جان خود بی گریوں آئی ز تن
 ابتدا و انتہایت شد ہمیں
 مہ بہ بالا واں نہ اندر اب جو
 ذکر تاں را ذکر او نعم ابجزا
 دوست دارم آل کثیر الذکر را
 وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ رَا سْرَا سْت
 ذکر او ہر جا کہ از ما ہست ذکر
 گفتہ او گفتہ ما شد ازین
 یک نے ہر کس سرتے میں بود
 مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ يَا اَحْيَى
 دیدہ از غیرت برس بستہ اند
 از دلو خواں تا رحیم آیتش
 فانی است او دست خداست

جملہ اسماء تو مرات آمدی
 آمدی از دور یک اے خوش لقا
 عَلَّمَ الْأَسْمَاءَ طَرَا زِ جَانِ تَسْت
 از کمالت کر ملک آگاہ بدے
 ناید این اندر لباس صوت و حرف
 چشم بند و گوش بند لے نوا
 کُنْ سَفَرِ دَرِ خُودِ بِرِجْعَتِ قَهْمَقَرِي
 پائے کو باں تا یہ بام اور سی
 از وطن بینی و از اهل وطن
 فہم کُنْ اِنَّا اِلَيْهِ رَا جِعُوْنَ
 ”اسم خواندی رو مسمی راجو
 ”اذکر و فی راست اذکر در قفا
 باللائک حتی بگوید در سما
 دوست داریدش کہ او محبوب است
 دادہ اسمش شرح صدر و رفع ذکر
 مانہ بے او، او نہ بے ما بالیقین
 مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ زِيں بُود
 ذَاكَ فَضَّلْ مِنْهُ اللّٰهُ يَضْطَقِي
 خاصہ پاکانے کہ از خود رستہ اند
 کردہ با جائوک نوطا جاتیش
 ”آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا

از دہن ہائے حلائق شد عیاں
 ظرف اذکر اذکر اذ نیت کے بود
 ذکر کن ذکرے کہ غیر از دل رود
 ذکر یاد دل بود تے از سخن
 چونکہ روح غرق یاد حق بود
 ذاکر و مذکر و ذکر ت یک شود
 غیر تو ہستی بروں شواہ حرم
 آل وحید الدہر عارف با یزید
 پیش آل یابید از شاہم نشان
 جملہ گفتش کہ بر ما کن عطا
 علمے را در تحریر کردہ ای
 لَمْ يَكُنْ أَحَدُكَ كَفُؤًا وَلَمْ
 تو محیطی کے محاط ما شوی
 برتری از ہم و مال و قیل ما
 کے تند بر شعلہ تار مویکے
 مالک المسکلی وَاللَّهُ أَحَدُ
 لَمْ يَكُنْ أَحَدُكَ كَفُؤًا وَلَمْ
 تو چنانستی کہ خود کہ دی بیان
 آنچہ بابا در بطون امہات
 گر نہ سبقت کردے رحمت بر جلال
 زیں سبب رحمن باللہ قرین

معنی اذکم کم ہاں اے مہرباں
 منسی و مذکور ہر گاہ وے بود
 غیر منسی ذات حق در دل بود
 کو بود صوت و ہوائے از دہن
 جا مہستی بکلی شق بود
 اندرین دم غیر حق بیشک بود
 خود حجاب اکبری قسم لاجرم
 با ملائک گفت از شوق مزید
 عرش جائے اوست خواندم در قرآن
 گو خبر از آل شہارض و سما
 با ظہور کاملت در پردہ ای
 علم تو ہست از علوم ما اتم
 عَلِمْنَا كَيْفَ عَلَيْكَ يَجْتَوِي
 خاک بر عقلے و بر شیل ما
 کے زکنت قول راند عاقلے
 لَمْ يَلِدْ لَمْ يُولَدْ اللَّهُ الصَّمَدُ
 لَيْسَ شَيْئًا مِثْلَكَ يَا دَالِكْرَمُ
 در صحائف سابقہ ہم در قرآن
 کردہ ای موسم نہ کردہ بانات
 جملہ عالم ماندے در تیبہ زوال
 آمدہ در بسملہ از بہترین

آفریدی جملہ را از خیر و شر
 يرجع الشين اليك لا ولا
 از تخله هنالك عاقل
 خیر ذاتی، بہت و شر عارض بدان
 کیف زید یقی زان شد خطا
 کے جواب الست را علم شد سے
 احسن القويم کردی ذوالقین
 تاکہ از اعمال مابینی سپاس
 نیست ماہرہ جز اطاعت بارسل
 کردہ امی ارسال رسل و انبیاء
 آخر آمد بود فخر انجمن
 داد مارا شرع با فصل خطاب
 عقل جزوی بہت اینجا حیرہ سر
 کہ فضیلت سے دہند این را بر آں
 روز و شب در خط نفسانی دوار
 تاکہ بے پردہ ز حق آید سلام
 ہم بلی آری مجھیںنا بر نہ باں
 پس حزامی در وصالش سر بسر
 کیست دیار اندری دار وجود
 باشدت آں دم رہی از غبن و شین
 ساجدانہ دید آبرو کے کسے

عالمے راز عدم کردی بدر
 ليس في الفيضين يارب العلا
 لم جعل الشر شراً باطل
 لم جعل الشر موجوداً بدان
 علم تابع است معلوم را
 گر نہ لطف یادہ منظم بد سے
 خلقت ما کردی از ماء مہین
 پس عطا کردی بما عقل و حواس
 از پیے لطف و ہدایت و از سبیل
 ہم ز فضل و رحم خود یا ذوالعلا
 تاکہ ختم الانبیاء جہد الحسن
 خواند بر ما روشن فر معجز کتاب
 علم دی آمد ولایت سر بسر
 عبدة البطن اند انبانے زمان
 کور و کرانند بس غافل زیار
 معدہ را بگذار سوئے دل خرام
 تا الست ازوے شنوی این زماں
 وحدت باشد بہ کثرت جلوہ گر
 تابدانی سر اطوار وجود
 کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ مَشْهُودٌ عَيْنٍ
 راکعاً بر شاد از روئے کسے

ثُمَّ وَجَّهَ اللَّهُ بِفَهْمِي بَعْ خَطَا
 شَمِتِ الْأَعْيَانِ رَائِحَةَ الْوُجُودِ
 يَنْصَبُ بِصِفَاتِ أَوْ أُنْدَرِ قَدَمِ
 لَيْسَ أَنَا الْحَقُّ دَرِ سِرَافِي بِرَمَلَا
 تَا دَرِ اَيْدِ دَرِ تَصَوُّرِ مِثْلِ أَوْ
 كَرِ دَلِيَّتِ بَايِدِ اَزِ رَوْتَابِ
 بَا زِ نَالَا لِكُشْتِ بَرِ كَلِ هَا كُشْتِ
 دَرِ بَهَارَا سَبْزِ رَوِيْدِ اَزِ زِيْمِ
 مَهْلَتِ بَا نَسْتِ تَا خُوْنِ شِيْرِ شَدِ
 شَدِ خِلَافِ نَصِ شَرْعِي اِيْنِ كُجَا
 شَاهِدِشِ بَرِ خَوَالِ زِ قُرْآنِ لَنْ تَجِدُ
 دَرِ شَتَا صَفِي چَا اِيْدِ بَتُو
 مَعْجَرِ هِمِ دَرِ طَبَاقِ سُنْتِ اِسْتِ
 وَ اِفْرَدِ كَمِ بَرِ وِضَاقِ عَاثِشِ
 دَرِ مَحَاطِ سُنْتِ وَ جَفِ الْقَلَمِ
 لَا جَرَمِ زِيْمِ نَكْتِ كَمِ اَكَا هِ شَدِ
 پِيْشِ اَزِ فِصْلِ بَهَارَا بَرِ دِهِ
 اَزِ عِبَادِشِ اَنْبِيَاءِ وَ اَوْلِيَاءِ
 فَا نِي اِسْتِ دَوَسْتِ اَوْ دَسْتِ خَدَا
 مَعْنِي اَذْ كَرِ كَمِ هَا لِي مَهْرِ بَا
 يَا مَعْينِ الدِّيْنِ چِشْتِي اَتْنِي

بینی او را اندرین آنگاه
 لایصح عندک فی ذالشهود
 گاه بینی عین ثابت را عدم
 گاه وجود خاص دانی مرورا
 در تصور ذات او را کج کج
 آفتاب آمد دلیل آفتاب
 جذب دشتوق بلبل بستان چشت
 سنته الله چونکه جاری شد برین
 مدته این مثنوی تاخیر شد
 هاں نه گوئی معجزات انبیاء
 سنتش را نیست تبدیلی نه ضد
 پس خلاف نیچه قانون او
 زانکه این هم بردفاق عادت است
 عادی و غیرش و شاق سنتش
 کثرت او قلت این از قدم
 نیچری چون اندرین جانگاہ شد
 صدق طالب بود آن رب صمد
 یک محقق بذاک من یشا
 "آن دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست
 از دین ہائے خلایق شد عیاں
 شیئا لله شاہ جیلاں اعطنی

یا فرید و یا فرید و یا فرید
 الہدے اے و نشان بے نشان
 فضل کن یا فضل وین کہف الامال
 سمس چارم آسماں سرد کشید
 کوست حقانی و باقی بے زوال
 غیرش آفل لا اُحِبُّ الافلین
 ایں زماں بگذار تا وقت دگر
 نے چوں نقاشان چیں لعبت گراں
 ہر دو با خود آئند بازی کنند
 کہ مصفی باشد و ہم روبرو
 کے تری فیہ وجوہاً وجہ حق
 منعکس فیہا علوم ذوالمنن
 ذات داوصافش ہمہ ظاہر ز تو
 وحی حق واللہ اعلم بالصواب
 وحی دل گویند او را صوفیاں
 گشت چشتی پاس حق را صد پاس
 محترم کردش بہ نزد خاص و عام
 را جہتی خود را کجا رسوا کند
 زد و باریک انجمن نعمانیہ
 تاجدار خد متش آں تاج دیں
 آں سلیم اللہ مفتی نیک ذات

ہرزباں مے خواند از عشق مزید
 رحم فرما اے سلیمان زماں
 المدد یا شمس دین غوث جہاں
 چوں حدیث روئے شمس الدین سید
 نور روحانی دہد شمس سیال
 از افول آمد منزہ شمس دین
 شرح احسانات و فیض متمر
 اولیاء صیقل گران روم داں
 دل نہ غیر دوست چوں صافی کنند
 عکس مر روئے فتد آنکہ درو
 پاک کن مرآت خود از غیر حق
 رنگ غیریت زمر آتت بکن
 تابیبانی علم خود از علم او
 نے نجوم است و نہ ریل است و نہ خواب
 از پئے روپوش عامہ در بیاں
 تلفرات غیبی آمد از اساس
 آنکہ بتک عزتش کردہ حرام
 آں علیٰ نعیمور و منان و صد
 یا الہی فیض از وہبانیہ
 انجمن نعمانیہ شد وار ایں
 واں سلیم الطبع والدین خوش صفات

حق سلامت داردش از رنج و تاب دین و دنیا باشدش خیر المآب

ہم چراغ دین احمد خادمش
الاماں یارب زیاد صرصرش



۱۹۱۲ء میں ملک سلطان محمود خان ٹوانہ نے قبلہ عالم قدس
سیرۃ کی خدمت میں اپنی کسی پریشانی کے متعلق عرض
ارسال کیا اور عنوان پر یہ شعر لکھا ہے

گر چارہ مرے زخم جگر کا نہیں کرتے
اچھا یہی کہہ دو کہ ہم اچھا نہیں کرتے
حضرت نے بوالہسی اپنے قلم مبارک سے یہ منظوم جواب ارسال فرمایا۔

اس چشم سیاہ بھری پر سحر و فتن سے
سلطان بھی اگر ابھیں تو اچھا نہیں کرتے
بے ساختہ تھا زخم جگر نوک مژہ سے
پھر شکوہ ہی کیا ہے کہ وہ اچھا نہیں کرتے
کہہ دیوے بھلا کیسے کوئی میر عرباً سے
اچھا یہی کہہ دو کہ ہم اچھا نہیں کرتے
ہے مہر و وفا طرز و ادا آل عبا کی
ہرگز نہ کہیں گے کہ ہم اچھا نہیں کرتے



قوالی

سَأْتِقُ الْأَطْعَانَ يَطْوِي الْبَيْدَ طَيْئُ
مَنْعَمًا عَرَجٌ عَلَى كُشْيَانِ طَيْئُ

سار باناں! مہرباناں! راہ سیا
آنکھیں جا اپناں پیاریاں دلجائیاں
لاپرتیاں دے کے لارے اوہ گئے
سار اعالم صدقے آکھاں بول توں
بن تساڈے ہک گھڑی سو سال دی
اک وچھوڑا دوجھے طعنے جگ نے
بالدی ڈیوے پی خانقاہاں تے
چشماں فرش وچھاواں خاطر ڈھول دی
پہنچیں جد توں سوہنیاں دی جھوکتے
جا سینہڑا دیویں انہاں جانیاں

شالا جیویں تھیوی ماہیا!
گوڑھے نیناں والیاں متائیاں
اوہ گئے اوہ دل دے پیارے اوہ گئے
واراں سر میں اس انوکھڑے ڈھول توں
بہے ٹھکانے پدیت ساڈے بھال دی
پراں تھیں سترک المے اک دے
اوند ویکھاں ڈھولا انہاں اہاں تے
مرحبا یا مرحبا پی بول دی
خیر ہووی انہاں نوں ذرا روک تے
گوڑھے تیناں والیاں متائیاں

لَسْتُ أَنْسِي بِالتَّائِيَا قَوْلَهَا

كُلُّ مَنْ فِي الْحَيِّ اسْرَى فِي يَدَيْهِ

بھلدے نہیں او بول مٹھڑے ڈھول دے
رات ساری گزری تارے گندیاں

بول سانول یار روہی رولدے
یاوکر کر قول میزاں مندیاں

مناقب شریف

میں اپنی داستانِ غم سنانے قبلہ فہر علی شاہ جی آیا ہوں
 لگی ہے آگ جو دل میں آپ کے درد پہ بجھانے آیا ہوں
 میں اپنی داستانِ غم سنانے آیا ہوں
 خُداراہ اب اٹھارُخ سے پردہ یا مسیکہ خواجہ
 دیدارِ رُخِ زیبا کا میں پانے درد پہ آیا ہوں
 نہیں ہے کوئی دردِ ماں آپ کے درد کے سوا میرا
 مریضِ ہجرِ فرقت کو مٹانے آپ کے درد پہ آیا ہوں
 سخی ابنِ سخی کا درد ہے خالی کوئی نہ لوٹے گا
 مقدر اپنا خواجہ جی آزماتے درد پہ آیا ہوں
 کوئی لاتا ہے تحفے، بے بہا کوئی مال نذرانہ
 میں نعتِ مدنی شاہ جی سنانے درد پہ آیا ہوں
 میرا سہ ہو تیرا درد، ہو اور آنسو ہوں آنکھوں میں
 یہ ہے اشکوں کا نذرانہ چمٹھانے درد پہ آیا ہوں
 ہے دربارِ شاہانہ نظرِ کرم کر درد
 جبینِ شوقِ قدموں میں جھکانے درد پہ آیا ہوں
 جو اک مدت سے تھے سوئے ہوئے میرے خیالوں میں
 ترانے اشرفِ گاکر سنانے آپ کے درد پہ آیا ہوں

سَلَامُ

بخدمت اقدس
خواجہ خواجگان اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب

پیر مہر علی شاہ کے روضہ اقدس کے نظاروں کو سلام
کلس اقدس اور گنبد اور مناروں کو سلام
جس گھڑی یہ گلشن نہرا میں غنچہ کھلا گلستان مرتضیٰ تیری بہاروں کو سلام
پیر مہر علی شاہ جی کی آل اطہر پہ پڑھوں لاکھوں درد
شاہ جی کے لادلوں اور خد متکاروں کو سلام
خواجہ کے دست اقدس پر جنہوں نے بیعت کی

ان مریدوں اور غلاموں تا بعداروں کو سلام
شاہ جی کے آستان سے ہے شرف جو زمیں
اس زمیں کے ذروں کو راہ گزاروں کو سلام
مرشد غلام معین الدین عبدالمحق شاہ جی کے جان نشین
شاہ جی کے پیائے پوتوں رشتہ داروں کو سلام
چار سو پھیلی ہوئی ہیں جالیاں جو دل نشین

روضہ اقدس کے دتہ بچوں اور دیواروں کو سلام
خوب رو وادی میں ہے روضہ پیر مہر علی شاہ جی کا
وادی اقدس کے چشموں آبخاروں کو سلام
بوشتا خوان حبیب آئے ہیں اس دربار میں

ان کی نذرانہ عقیدت ادراشاروں کو سلام

جو کلام اللہ پڑھی جاتی ہے پیر مہر علی کے حضور
اشرف ہے پیش کرتا ان سید پاروں کو سلام

منقبت پیر غلام محی الدین صاحب گولڑوی

المعروف بابو جی رحمتہ اللہ علیہ

سوہنا پیر غلام محی الدین بابو جی میرا اے
لایا دچہ گولڑے شریف دے ڈیرا اے

پنجتن پاک دی خاص نشانی ایں

ایہہ مولا علی دادل جانی ایں

دسو ایہدے درگا کپہڑا اے

سوہنا پیر غلام محی الدین بابو جی میرا اے

سخیاں دا ایہہ پاک گھراتے اے

نالے پاک محمد نانا اے

خالی گیا نہ جیہڑا آیا اے

سوہنا پیر غلام محی الدین بابو جی میرا اے

ایہہ غوث پاک دا پیارا اے

پیر مہر علی شاہ دی اکھ داتا اے

اشرف پھبدا مکھ تے سہرا اے

سوہنا پیر غلام محی الدین بابو جی میرا اے

کلمہ شریف

کہو لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ
 جسقے کلمہ ڈیرا لاندائے سرائے داراوتھوں نس جانداے
 تینوں اللہ ایہہ فرمانداے
 کہو لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ
 کلمہ بد لے پیاتقدیراں لوں بچھو بچھو زینب دیاں ویراں لوں
 چم گئے قضا دیاں تیراں لوں
 پڑھو لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ
 مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ
 ایہہ تحفہ نبی دے گھرداے ایہہ نور دلاں وچہ بھرداے
 ایہہ پڑھن والا نہیں مرداے
 پڑھو لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ
 بناں مرشد کلمہ پک دانہ بناں مرشد دے راہ لہدا نہ
 بناں مرشد بندہ حق دانہ
 کہو لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ
 سنگ مرشد فیض روحانی اے سنگ مرشد قطب نورانی اے
 سنگ مرشد عمل قرآنی اے
 کہو لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ
 سنگ پیردا خوش نصیبی اے سنگ پیردا دید جیبی اے
 سنگ پیردا رب قریبی اے

کہو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

بھید کلمے دا بجنے پایاے اوہدے اُتے نبیؐ داسایاے

سانوں مرشد ایہہ فرمایاے

پڑھو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

گھر مولا علیؑ دا نرہ لالے کدی خالی نہ موڑن والے

خوش ایس گلوں حق تعالیٰ اے

پڑھو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

ایہہ برکت یاد ہوئی والے دی دسی شاں ہے بارہویں والے دی

ایہہ صدا ہے ہر متوالے دی

کہو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اشرفؑ اچی شان لولا کدی اے اچی شان پنجتن پاک دی اے

اچی شان کہ بل خاک دی اے

کہو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

محمدؐ پاک رسول اللہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھ دی داہ جہانوں

ذکر زیانوں کوچ مکانون کرسی نصیب اسانوں

محمدؐ رسول اللہ وجہ آخر وقت کلاموں

اشرفؑ سا تھی نال نبیؐ دا کلمہ جاوے ایس مقاموں

کلمے نال میں نہانی دھوتی کلمے نال دیا ہی

کلمے نال جنہاں توں ماہیں کلمے نال گواہی

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

منقبت شریف

میں منگتا غوثِ الاعظم سرکارِ دار
 کائی حامی نہ بدکارِ دایا غوثِ اعظم دستگیر

اے دارشہ بے وارشاں
 در پھوڑ کر جا میں کہاں
 در پر سوالی ہیں کھڑے
 بل جائے کچھ راہ خدا
 کچھ ہو عطا اب ہو عطا
 بہر علی مرتضیٰ بہر محمد مصطفیٰ

اے بادشاہِ دو جہاں
 یا غوثِ اعظم دستگیر
 اور ہاتھ میں کاسم لئے
 یا غوثِ اعظم دستگیر
 بہر شہیدِ سکر بلا
 یا غوثِ اعظم دستگیر

یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیخاً للہ
 مشکلاتِ بے عدد داریم ما شیخاً للذ غوثِ اعظم پیر ما
 ماہمہ محتاج اد حاجت روا المدد یا غوثِ اعظم سید
 خدیوی یا شاہ جیلان خدیوی شیخاً للہ انت نور الاحمد
 مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو

شیخاً للہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما

آفریں برہمت بازوئے تو

وقت امداد اے شہ بغداد

رس بہ فریاد اے شہ بغداد

یا حضرت شاہِ محی الدین مشکل کشا بالجبر

• یا حضرت غوثِ اعظمنا یا ذن اللہ
 • یَسْئَلُ فَسَیْئَلُ یَا اَلْهٰی کُلَّ صَعْبٍ بِحَرَمَتِ
 سیدالابرار • امداد کن امداد کن ، از رنج و غم
 آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا غوثِ اعظم دستگیر

دُرُودِ شَرِیْفِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ اَصْحَابِ سَيِّدِنَا
 وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ



رَبِّ مَحْضِلًا سَجَائِيًا نِيں سِرْكَارِ وَاَسْطے

کی کی نیٹس کیتا یار نے اک یارِ وَاَسْطے
 رَبِّ مَحْضِلًا سَجَائِيًا نِيں سِرْكَارِ وَاَسْطے
 دل یاد لئی بنایا اے تقریف لئی زبان
 اکھیاں بنائیاں سوہنے دے دیدارِ وَاَسْطے
 کئیوں نول روز ہندے نے دیدارِ آپ نے
 کئی تڑپدے نے سوہنے دے دیدارِ وَاَسْطے
 صدقہ نبی دی آلہ داد بخشے خدا شفا
 منگو دعاواں میکر جھے بیمارِ وَاَسْطے
 رحمت اُوہدی نے لے لیا اپنی پناہ وچہ
 پائے جدوں میں سوہنے دے دوچارِ وَاَسْطے
 اللہ نے فرشتاں عرشاں تے لائیاں جو رونقاں
 کھیڈاں رچائیاں سوہنے دے سب پیارِ وَاَسْطے
 سد لے مدینے والیا ہن تے اونہاں نول کول
 عرضاں جنہاں نے کیتیاں دربارِ وَاَسْطے
 لنگھ گئی حیاتی ساڈی تے عرضاں کرمیدیاں
 پئے تڑپدے آں سوہنے دے دیدارِ وَاَسْطے
 گزرے نیازِ زندگی سوہنے دے عشق وچہ
 نعتاں میں پڑھداراں مٹھل من ٹھارِ وَاَسْطے



الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

يَا بَنِي سَلَامٍ عَلَيْكَ
 يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
 رجمتوں کے تاج والے
 عرش کی معراج والے
 يَا بَنِي سَلَامٍ عَلَيْكَ
 يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
 جان کر کافی سہارا
 خلق کے دارت خدارا
 يَا بَنِي سَلَامٍ عَلَيْكَ
 يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
 آپ کا در ہو مراسر
 حنین کا صدقہ کرم کر
 يَا بَنِي سَلَامٍ عَلَيْكَ
 يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
 واسطہ آلِ عبا کا
 اور شہید کر بلا کا
 يَا بَنِي سَلَامٍ عَلَيْكَ
 يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
 از طفیلِ غوثِ اعظم

يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
 صَلَاةُ اللَّهِ عَلَيْكَ
 دو جہاں کے راج والے
 عاصیوں کی لاج والے
 يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
 صَلَاةُ اللَّهِ عَلَيْكَ
 لے لیا ہے در تمہارا
 لو سلام اب تو ہمارا
 يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
 صَلَاةُ اللَّهِ عَلَيْكَ
 سامنے ہو روئے نور
 چشم و دل کر دو منور
 يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
 صَلَاةُ اللَّهِ عَلَيْكَ
 واسطہ خیر النساء کا
 غم نہ ہو روتہ جزا کا
 يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ
 صَلَاةُ اللَّهِ عَلَيْكَ
 گنج بخش فیض عالم

صدقہ امام اعظم
یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
پوری یا رب یہ دعا کہ
پہلے کچھ نعتیں سنا کر
یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
ہم در مولیٰ پہ جا کر
پھر کہیں سر کو جھکا کر
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

السلام لے سبز گنبد کے مکیں
السلام لے رحمتہ للعالمین
یا الہی انہ پیئے زلفیہ رسول

یہ سلام عاجزانہ ہو قبول
لے خدا کے آخری پیالے رسول

یہ سلام عاجزانہ ہو قبول
آخری دعائیں پڑھے جاتے والے چند اشعار :

بَدَخَ الْعَالِي بِكَمَالِهِ كَشَفَتِ الدُّجَىٰ بِكَمَالِهِ
حَسُنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

جسے چاہا وہ پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے بڑے نصیب کی بات ہے

وہ خدا نہیں بخدا نہیں وہ مگر خدا سے جدا نہیں
وہ ہیں کیا مگر وہ ہیں کیا نہیں یہ محب حبیب کی بات ہے

يَا رَسُولَ اللَّهِ انظُرْ حَالَنَا
يَا جَبِيْبَ اللَّهِ اسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّا فِي بَحْرِ هَمٍّ مَّغْدَقٌ
خُذْ يَدَ يَنَّا سَهْلًا لَنَا اَشْكَالَنَا

بدھی چورہی مجرم دنیا کا رہی آہ میں کیسا ہی ہی ہوں تو کربا تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی کھٹو کہ پہ نہ ڈال
جھڑ کیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

لِيْ خَمْسَةٌ اَطْفَانٌ بِهَا
حَدِّ الْوَبَاءِ الْمَاطِيْمَةُ
الْمُنْطَفِي وَالْمُرْتَضَى
وَابْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَةُ

شاہ است حسین پادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سردار نہ داد دست دہ دست پتید
حقاً کہ بنائے لآلہ است حسین

غوثِ اعظم بن بے سرد ساماں مدے
سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْهَلَكُ
قَبِيْلَةٌ دِيْنَ مَدِيْئِ كَعْبِيَّةِ اِيْمَانِ مَدِيْئِ
مَا أَحْسَنَكَ مَا أَمْلَكَ
کہتے قہر علیٰ کہتے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کہتے جہاڑیاں

خواجہ پیر مہر علی شاہ جی گورٹہ شریف وہ ہستی ہے جن کی
سُنْتیں قضا ہو جائیں تو حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرمائیں۔ مہر علیؑ آپ نے ہماری سُنّیں قضاء کر دی ہیں۔
 جستجوئے یار ہے اجمیر ہو یا آگرہ
 ہو میسر دیکھنا یارِ انِ بزمِ گولڑہ

بگرہ دابِ بلا افتادہ گشتی ضیعفانِ شکستہ رالو پُشتی
 بحقِ خواجہ عثمان ہر دُن مدد گنِ یامعینِ الدینِ چشتی

الہی بحقِ بنیِ فاطمہؑ کہ بر قولِ ایماں کئی خاتمہ
 اگر دعوتِ مدکنی و قبول من و دست و دامانِ آلِ کول

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمدؐ و آلہٖ اصحابہٖ بارک وسلم

انوارِ چشتیاں ہیں علامہ خواجہ پیر مہر علی شاہؒ
 سراجِ عارفان ہیں علامہ خواجہ پیر مہر علی شاہؒ

جناب ابو الحقائق گولڑہ شریف کے منظرِ عالی
 کہ جن کے فیض کے در سے پھرا کوئی نہیں بحالی

مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام
 جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
 شہر یارم تاجدارِ حرم
 شبِ اسری کے دولہا پہ دائمِ درد
 جس کے زیرِ لواءِ آدم و من سوا
 خلق کے دادِ رس سب کے فریادِ رس
 جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
 جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
 جس سے تاریکِ دل جگمگانے لگے
 وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
 وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
 ہاتھ جس سمت اٹھا غصنی کر دیا
 کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

شمعِ بزمِ ہدایت پر لاکھوں سلام
 اس ساعتِ افروز پر لاکھوں سلام
 نو بہارِ شفاعت پر لاکھوں سلام
 نوشہِ بزمِ جنت پر لاکھوں سلام
 اس سزائے سیادت پر لاکھوں سلام
 کہفِ روزِ مصیبت پر لاکھوں سلام
 ان بھنوؤں کی لطافت پر لاکھوں سلام
 اس نگاہِ عنایت پر لاکھوں سلام
 اس چمکِ دالی رنگت پر لاکھوں سلام
 چشمہِ علم و حکمت پر لاکھوں سلام
 اس کی نافِ حکومت پر لاکھوں سلام
 موجِ بحرِ سماحت پر لاکھوں سلام
 آنکھِ والوں کی ہمت پر لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رفا
 مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دُرُودِ اَرَوَاحِی

ارواحی دُرُودِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام و
اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ

الہی بھیج ثواب اس طعام کلام و ابرو ح محمدوت حضرت آدمؑ۔
ثیتؑ اے ادریسؑ۔ نوحؑ نونوت حضرت اسماعیلؑ اتے اسحاقؑ
صالحؑ مہتر ہودؑ۔ موسیٰؑ۔ ہارونؑ۔ زکریاؑ۔ یحییٰؑ اتے داؤدؑ۔ لوطؑ۔ یونسؑ
ایوبؑ نالے حضرت عیسیٰؑ۔ یعقوبؑ اتے اولاد اُس دی یوسفؑ اتے
جرحیسؑ۔ ذوالکنولؑ اتے یسعؑ۔ شعیبؑ اتے اور زہریاؑ۔ عزیزؑ اتے سلیمانؑ
سکندرؑ خضرؑ۔ دانیالؑ اتے یارؑ۔ ایاسؑ اتے لقمانؑ اور تمامی انبیاء مخفی
اتے مشہور بخش ثواب انہاں جملیاں تیرا اسم غفوراً باؤ اجداد پیغمبر الؑ جبرے
مسلم ہو اور اولاد انہاں زوجات میں بخشیں رہا ثواب۔ صدیق اکبرؑ۔ عمرؑ
خطابؑ نالے ذوالنورینؑ شاہ علیؑ اتے بیٹے اس دے حضرت حسنؑ و حسینؑ
ابوعبیدہؑ۔ طلحہؑ۔ زبیرؑ نالے سعدؑ۔ سعیدؑ۔ عبدالرحمنؑ بن عوفؑ نون بخشیں۔
ثواب مجید۔ حضرت بی بی عائشہؑ۔ بی بی خدیجہؑ بختہ الکبریٰ۔ بی بی حنیفہؑ۔ زینبؑ
بی بی سوڈہ۔ بی بی صفیہ۔ بی بی مارہیہ اور کلی حرم نبیؑ۔ حضرت بی بی فاطمہ الزہراؑ

اولاد رسول کریم طیب۔ طاہر۔ عبداللہ۔ قاسم۔ تے ابراہیم۔ حضرت بی بی رقیہ
 بی بی ام کلثوم اور جمعہ اصحابؓ بنی۔ عباس۔ حمزہ۔ دانی حلیمہ اور خواجہ اویس
 قرنی۔ تبع تابعین نالے مذہب چار ابو حنیفہ۔ شافعی۔ حنبلی۔ مالکی یار
 غوث ربانی۔ محی الدین۔ شیخ عبدالقادر جیلانی اور کلی اولیاء اتے شہیداں
 ساریاں۔ جہرے اُمت دے علماء، التفسیر حدیث سارے فقہ دے اصول
 حافظ۔ فاضل۔ عالم۔ متقی۔ حاجی۔ ملک اشرف عرض کریندا سب کریں قبول
 استاد مرنی۔ ماں پیو۔ دادیاں دادے۔ نانیاں نالے بھی نالے بھی نالے
 بھین بھراواں ساریاں۔ چاچیاں۔ چاچے۔ مامیاں۔ مامے۔ باسیاں
 پھوپھیاں۔ ہریر پتر وھی۔ جسبی۔ نسبی ہو جنہاں دے حق۔ سمہائے تے
 یاد آشنا اور مومن مسلم مرد۔ زن۔ آدم کنوں لاء۔ شاہ و گدا۔ آزاد غلام
 جو موئے۔ انہاں روحاں تائیں۔ اس طعام کلام دا بھجج ثواب۔ تیر اسم غفور
 برکت پاک محمد مصطفیٰ۔ تیر اسم وہاب۔

یا الہی جمع پاک کلام اور جمع اشیاء کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کہ
 اس کا ثواب سید کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 روح مبارک کو عطا فرما۔ حضور کے والدین۔ حضور کی آل بیعت کو حضور
 کی ازواج مطہرات۔ حضور کے اصحاب کرام کو ثواب عطا فرما اور جنت البقیع
 والوں کو اور جنت معلی والوں کو۔ شہداء غزوه، بدر والوں کو اور غزوه احد
 والوں کو۔ حضرت امیر حمزہ۔ اور بہترین شہدائے کربلا والوں کو جناب حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت امام حسن و حسینؓ دمانی فاطمہ الزہرا کو باراں امام
 چودہ معصومین۔ حضرت غوث الاعظم پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر
 جیلانی شہنشاہ بغداد۔ حضرت بایزید بسطامی۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی

حضرت سلطان العارفين سخی سلطان باہو حضرت داتا گنج بخش حضرت
 سلیمان تونسوی حضرت پیر شاہ غازی دمتری والی سرکار حضرت شاہ
 لطیف حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت پیر مہر علی شاہ حضرت پیر
 غلام محی الدین بابو جی حضرت بابا بعل شاہ قلندر حضرت بابا پیر محمد قاسم
 حضرت میاں فضل الدین چشتی کلیائی حضرت معظم شاہ جھلیاری حضرت پیر
 فضل حسین شاہ حضرت پیر سید عبداللہ شاہ حسینی ہمدانی بھنگالی شریف حضرت
 پیر سید علی اصغر شاہ بخاری جن پیر بادشاہ صاحب پنڈوریاں شریف والے
 حضرت خواجہ احمد میروی حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ جمیع اولیائے
 کرام کی ارواح پاک کو ثواب پہنچا اور خاص کر اس مرحوم جو بھی ہو کی روح
 کو ثواب پہنچا۔ آمین۔

یا الہی جمع مومنات و مومنین و مسلمات و کلمہ طیب پڑھنے
 والوں کو ایصالِ ثواب پہنچا۔ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 برحمتک یا الرحم الرحیم۔
 آمین ثم آمین۔



حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ



تتقبلة عالم سید پیر میر علی شاہ ضار حجتہ اللہ علیہ
 حضرت قبلہ عالم سید پیر میر علی شاہ ضار حجتہ اللہ علیہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہ صا رضی اللہ عنہما کے سلاسل فقر

- ۱۔ سلسلہ چشتیہ نطنز امیہ ۹ - ۱
- ۲۔ سلسلہ چشتیہ منظوم ۱۱ - ۱۰
- ۳۔ سلسلہ قادریہ ۱۸ - ۱۲
- ۴۔ سلسلہ قادریہ جدیہ ۲۵ - ۱۹
- ۵۔ سلسلہ قادریہ جدیہ منظوم ۲۷ - ۲۶
- ۲۸ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کی اولاد کا نقشہ شجرہ نسب



سلسلہ چشتیہ منظوم



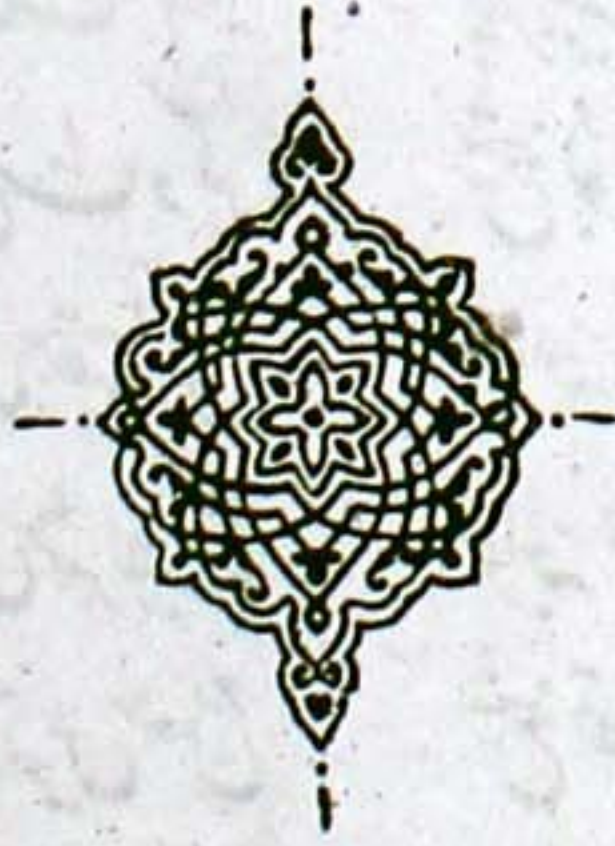
رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کے واسطے
 کھول دے مشکل علی المرتضیٰ کے واسطے
 شیخ عبد الواحد اہل بفتا کے واسطے
 شاہ ابراہیم بنی بادشاہ کے واسطے
 پھر ہبیر البصری صاحب ہدا کے واسطے
 شیخ بو اسحاق قطب چشتیا کے واسطے
 خواجہ بو یوسف صاحب صفا کے واسطے
 خواجہ عثمان اہل اقتدا کے واسطے
 شیخ قطب الدین قطب التقیاء کے واسطے
 اور نظام الدین محبوب خدا کے واسطے
 اور کمال الدین کمال اصفیا کے واسطے
 اور علم الحق والدین الہدا کے واسطے
 اور جمال الدین حمن صاحب صفا کے واسطے

اے خداوند! تو ذات کبریا کے واسطے
 میں ہوا ہوں سخت زارا اس بند محنت میں اسیر
 خواجہ بصری حسن کا نام لاتا ہوں شفیع
 فضل کر مجھ پر طفیل خواجہ ابن عیاض
 حضرت خواجہ حذیفہ کے لئے ٹکڑے لحم کر
 خواجہ ممشاد کی خاطر میرا دل شاد کر
 خواجہ ابدال احمد بو محمد مقتدا
 خواجہ مودود حق اور خواجہ حاجی شریف
 والی ہندوستان خواجہ معین الدین حسن
 کام کر شیریں طفیل خواجہ گنج شکر
 دل کو روشن کر طفیل شہ نصیر الدین چراغ
 دور کر ظلمت سراج دین دنیا کے طفیل
 حضرت محمود راجن سرور دنیا و دین

شاہ حسن اور خواجہ شیخ محمد کے طفیل
 فضل کر مجھ پر فیصل شاہ کلیم اللہ ولی
 دین و دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر دیں
 حضرت خواجہ سلیمان و جہاں کے دستگیر
 کر کرم مجھ پر فیصل خواجہ عالی جناب
 صاحب صدق و صفا عالی مراتب بے ریا
 میر بزم عاشقان ہم شہسوار راہ حق
 بخش دے اپنی محبت قطع کر دے ماسوا
 حضرت یحییٰ مدینی مقتدی کے واسطے
 اور نطفہ ام الدین مقبول خدایا کے واسطے
 خواجہ نور محمد ہنسما کے واسطے
 قبلہ حاجات کعبت مدعا کے واسطے
 شیخ شمس الدین شمس چشتیا کے واسطے
 خواجہ شہ مہر علی نور الوری کے واسطے
 شاہ غلام محی دیں دُر صفا کے واسطے
 واسطے پیران شجرہ چشتیا کے واسطے



چو نور فخر رسالت بشاہ سلیمان تافت
 ز نور شمس سلیمان تافت مہر علی



سلسلہ قادریہ جدیدہ منظوم

(حضورِ قبلہ عالم)

اے خداوند! تو ذاتِ کبریا کے واسطے
میں ہوا ہوں سخت عاجز بندِ غفلت میں اسیر
خواجہ بصری حسن کا نام لاتا ہوں شفیع
کر کریم مجھ پر طفیلِ خواجہ داؤد طی
حضرت شہ سہری سقطی کے لئے تکرم کر
شاہ شہابی کے طفیل ابل کو میرے شاد کر
عبد العزیز یمنی کی خاطر ہو مجھ پر مہرباں
از طفیل حسن خرقانی کہ وہ ہے مقتدا
حضرت شاہ غوث اعظم دستگیر بیگیاں
حضرت عبد الرزاق کو بود شاہ اولیا
حضرت شاہ ایما کا جانِ دل سے ہیں غلام
شاہ فرخ شاہ شاقوتی کہ ہے وہ پیشوا
شاہ مولانا محمد مغربی کا فیض عام
شاہ عباس الیاس مغربی شد چرم پوش

فضل کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کے واسطے
کھول دے مشکل علی المرتضیٰ کے واسطے
خواجہ حبیب اعجمی اہل جیا کے واسطے
خواجہ معروف کرخی بادشاہ کے واسطے
شاہ بعداوی جنید اتقیاء کے واسطے
اور عبد الواحد تسمیٰ صاحبِ رضا کے واسطے
شاہ علاؤ الدین طرطوسی صفا کے واسطے
شاہ مخدوم مبارک اقدامی کے واسطے
واصلان دین عارف پیشوا کے واسطے
شاہ نور الدین صاحبِ باسا کے واسطے
شاہ بہاؤ الدین موسیٰ جی عطا کے واسطے
احمد قدوس شاہ اولیا کے واسطے
شاہ عبدالحق مغرب پڑھی کے واسطے
میراں شاہ قادر قمیص باسحا کے واسطے

شاہ عبداللہ کی شفقت ہر کسی پر عام ہے

حضرت میراں مقارب رہنما کے واسطے

سید عبدالقادر ثانی ضیاء کے واسطے
 صافی و صلاح کشتی ہاں عصل کے واسطے
 فضل کر شاہ لعل والی خوش لقا کے واسطے
 گوہر شاہ پار محمد بے بہا کے واسطے
 حضرت سید رسول بن مرتضیٰ کے واسطے
 اور فضل الدین ہادی رہنما کے واسطے
 طوطی باغ طریقت پر ہدیٰ کے واسطے
 خواجہ پیر مہر علی شاہ بادشاہ کے واسطے
 شاہ غلام محی الدین در صفا کے واسطے
 خاطر اس پیر کامل رہنما کے واسطے
 واسطے پیران شجرہ قادریہ کے واسطے
 سید شاہ فاضل قلندر عارف و صاحب کرم
 شاہ مظفر مہرباں برہر عزیز و بیگیاں
 حضرت شاہ مہر پانی پتی کاتب فیض سب
 سید شاہ مرست حضرت صاحب عز و شرف
 پیر عابد شاہ حضرت چشمہ آب حیات
 صاحب عز و شرف مسکین شاہ کا فیض عام
 قمری باغ شریعت پیر سید فضل دین
 نور عظمت گنج وحدت رہبر راہ حقیق
 میر بزم عاشقان ہم شمسوار راہ عشق
 ڈوبا جاتا ہوں خدایا ہاتھ میرا تمام لے
 نفس شیطان سے پناہ دے تا حیظ الحاقین

گرہے خواہی بعقبے اے برادر اسروری

باش در دنیا محبت خاندان و تادری



اسْبَابِ شَيْخِ عَلِيٍّ نَوَازِي

بَلَّغِ الْعُرُوفِ بِمَجْلَدِ

كَشْفِ الدُّعَى بِمَجْلَدِ

حَسَنَاتِ سَمِيْعِ حَصَلِ



صَلُّوا عَلَيَّ وَرَأْسِهِ

اَسْبَابُ حُسْبِيَةِ عَالِيَةِ غَوْرَةِ مُعِزِّ صَابِرِيَةِ

اَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِكَ
 الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ
 الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هُ
 سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَلِيِّ
 الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا اِلٰهَ
 اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ غَفَّارَ الذُّنُوْبِ وَاتُوْبُ اِلَيْهِ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اٰلِ سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ وَرَسُوْلِكَ
 النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلَىٰ اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ



زُكْرُ چہا رضوی

○ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ○ اِلَّا اللّٰهُ ○ اللّٰهُ اللّٰهُ ○ اللّٰهُ هُوَ
 ○ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ○

اَسْبَاقِي حَسْبِيَّةِ عَالِيَةِ نُورِي

- ١- اَللّٰهُ اِلَٰهٌ اِلَٰهٌ اِلَٰهٌ - بَعْدُ بَارِكْهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُكَ اَللّٰهُ
- ٢- اِلَٰهٌ اِلَٰهٌ - بَعْدُ بَارِكْهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُكَ اَللّٰهُ
- ٣- اَللّٰهُ - بَعْدُ بَارِكْهُ جَلَّ جَلَالُهُ
- ٤- هُوَ - بَعْدُ بَارِكْهُ اَللّٰهُ مَوْجُوْدٌ مَوْجُوْدٌ اَللّٰهُ
- ٥- اَللّٰهُ هُوَ اَللّٰهُ - جَلَّ جَلَالُهُ اَللّٰهُ
- ٦- يَا هُوَ يَا مَنْ هُوَ اَللّٰهُ هُوَ
- ٧- حَسْبِي رَبِّي جَلَّ اَللّٰهُ مَا فِي قَلْبِي
غَيْرُ اَللّٰهُ لَا مَقْصُوْدِي اِلَّا اَللّٰهُ نُورٌ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
- ٨- يَا هَادِيْ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ
الَّذِيْنَ بَخَّرْتَنَا اِلَٰهَ اَللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُكَ اَللّٰهُ

۹- يَا مَحْبُوبُ يَا مَطْلُوبُ يَا مَقْصُودُ يَا اللَّهُ

۱۰- يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ

۱۱- يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ.

۱۲- سَلَامٌ قَوْلًا مِّن لَّبِّ الرَّحِيمَةِ

۱۳- سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

۱۴- اللَّهُ هُوَ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ يَا كَرِيمُ

يَا حَكِيمُ يَا جَبَّارُ يَا غَفَّارُ يَا سَتَّارُ

يَا عَزِيزُ يَا غَفُورُ رَحِيمُهُ تَهْ رَحْمَتُكَ

أَكْ يَا إِلَهَ الْعَالَمِينَ هَادِيَهُ هِدَايَتُكَ

أَكْ يَا إِلَهَ الْعَالَمِينَ.

أَنْتَ الْهَادِي أَنْتَ الْحَقُّ لَيْسَ هَادِي إِلَّا اللَّهُ

ختم مبارک جمیع خواجگان

اول فاتحہ شریف سات بار
 ستاد بار درود شریف
 ۹۹ بار سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ
 اَیَّتَا ہزار بار سورۃ اَخْلَاصُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ
 اَحَدٌ مَّعِیْ مَا اللّٰهُ
 سات بار فاتحہ شریف
 ستاد بار درود شریف

یہ امدادے

سید محمد کریم درویش عبدال محمد کے حق میں دعا کریں۔
 قادری گل احمد



ختم مبارک موسوم

یہ حضرت پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی
 قطب ربانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ
 واممت فیوضاتہم آمین یا رب العالمین برحمتک یا
 ارحم الراحمین۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیفیت

ختم مبارک

اول فاتحہ شریف ہفت بار بعد درود شریف متاد بار۔
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ

نَبِيِّكَ وَحَبِيبِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
 وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكُ وَسَلِّمْ
 ائیت بار۔

حَسْبُنَا اللَّهُ تَعَالَىٰ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ صد بار
 بعدہ یک دفعہ۔ وَنِعْمَ النَّصِيرُ۔ وَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ
 عَفْرَانُكَ رَبَّنَا وَالَيْكَ الْمَصِيرُ
 مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَلِيثَرِ الْمُؤْمِنِينَ
 قَالَ اللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ

الرَّحِيمِينَ زَائِدٌ۔

بعدہ ہفت بار فاتحہ شریف۔ صد بار درود شریف
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ
 آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ
 وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ يَا اللَّهُ يَا هُوَّ يَا مَنْ
هُوَ يَا اللَّهُ هُوَّ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ -

يَا سَمِيعُ عَلِيمٌ - يَا فَحْبُوبُ يَا مَطْلُوبُ
يَا مَقْمُودُ يَا اللَّهُ - يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ -
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ بِرَحْمَتِكَ يَا
رَحْمَانُ - يَا وَدُودُ - يَا بُدُوحُ -
سَلِّمْ قَوْلَ مَنْ السَّرِيبِ السَّحِيمِ -
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ
الْعَظِيمِ -

يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ - يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ -
يَا شَافِيَ الْمَرْضَى - يَا شَافِيَ الْأَمْرَاضِ
يَا شَافِيَ السَّقِيمِ - يَا خَيْرَ النَّاصِرِينَ
يَا كَافِيَ الْمُهْتَمَاتِ - يَا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ -
يَا مُنْجِي مِنَ الْآفَاتِ - يَا رَفِيعَ الدَّرَجَاتِ -
يَا مُنْزِلَ الْبَرَكَاتِ - يَا مُفْتِحَ الْأَبْوَابِ -

يَا مُسَبِّبَ الْأَسْبَابِ - يَا حَلَّ الْمُشْكَلاتِ -
 يَا نَافِعَ - يَا مُفْلِحَ - يَا مُخْلِصَ -
 يَا وَاثِرَ - يَا بَاسِطَ - يَا غَنِيَّ - يَا مُغْنِيَّ - يَا فَتَّاحَ
 يَا حَافِظَ - يَا حَفِيفَ - يَا عَالِمَ
 يَا عَلِيمَ - يَا نَاصِرَ - يَا نَصِيرَ
 يَا فَتَّاحَ - يَا عَزِيزَ - يَا مُعِزَّ - يَا سَلَامَ
 اللَّهُمَّ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّحِيمِينَ
 آمِينَ يَا إِلَهَ الْعَالَمِينَ آمِينَ آمِينَ



إِلَهِي بِحُرْمَتِ هَوْلِكَ لَمْ
 ظَهَرَتْ قُلُوبُنَا عَنْ غَيْرِكَ
 وَنُورَ قُلُوبُنَا بِنُورِ سِعْرَتِكَ
 أَبَدًا يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ



وظائف روزمره بعد نماز صبح

ایک سو ایک مرتبہ

بروز جمعہ	لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
بروز ہفتہ خیالی	يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ
بروز اتوار	يَا وَاحِدُ يَا أَحَدُ
بروز پیر گل	يَا صَمَدُ يَا فَرْدُ
بروز منگل	يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ
بروز بدھ	يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ
بروز جمعرات زیارت	يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
بروز جمعہ	لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ



اللہ کے ذکر کی برکات

فرمایا: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس حلال جانور کے متعلق جو اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کیا گیا ہو، ارشاد فرمایا ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذَكَّرْ سَمًّا
اللَّهُ عَلَيْهِ إِنَّهُ لَفِسْقٌ -
اور نہ کھاؤ وہ (جانور) جس پر اللہ
کا نام نہ لیا گیا ہو۔ بے شک یہ

(پ ۸ - انعام) حکم عدوی ہے۔

کیوں نہ کھاؤ، اس لئے کہ وہ مردار ہے۔ تو جس بندے اور انسان پر کسی کامل پیر کی توجہ اور تلقین ذکر کی تکبیر نہ چلی ہو وہ بندہ بھی مردار ہے، اور نفس و شیطان پر تکبیر چلانا، یعنی ان کو ختم کرنا پیر کامل کا کام ہے۔ جب تک کامل پیر انسان کے سینے کے اندر دل میں اللہ ہو کی تکبیر نہ چلائے تب تک سینہ اور دل پاک نہیں ہوتا، لاکھ علم پڑھے، نمازیں پڑھے، جب تک کامل پیر اسم ذات کا تجلّی نہ ڈالے اس وقت تک وصال خدا نہیں پاسکتا۔

مقربین حق کا مقام

فرمایا: قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلٍ
الْوَبْرِيِّ - (پ ۲۶ - ق)
ہم بندہ کے اس کی شاہ رگ سے بھی
زیادہ قریب ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے قریب ہوتا ہے اور ذاتِ کبریا کا تجلی ان کے دلوں میں ان کی شرک سے بھی زیادہ قریب ہے تو جس کے وجود میں خداوند کریم کا تجلی اتنا قریب ہو تو کیا وہ شرک و کفر کر سکتے ہیں اور ذاتِ کبریا کا انکار کر سکتے ہیں، اس کی نافرمانی و حکمِ عدولی کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں کر سکتے اس لئے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نبیوں، پیغمبروں اور ولیوں پر اعتراض کرتے ہیں ان کے وجود میں شیطان کا غلبہ اور تسلط ہوتا ہے، ان کے دلوں میں شیطانی وسوسہ ہوتا ہے، اس واسطے وہ اللہ کے مقبولوں پر اعتراض اور ان کے کمال کا انکار کرتے ہیں۔ اور شیطان خدا کی طرف سے لعنتی ہے، تو جو شخص ہم نشین ابلیس کا ہو جائے وہ بھی صاحبِ لعنت ہے، کیونکہ وہ لعنتی کا ساتھی ہے۔ درحقیقت جس کے وجود میں ابلیس نے گھر بنایا ہوا ہے اور خیالاتِ باطلہ، خواہشاتِ باطلہ، حرص و حسد، تکبر و خودی سے اس کا سینہ بھرا ہوا ہو وہ کبھی بھی خداوند تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کر سکتا اور نہ ہی ابلیس و شیطان اسے رجوع کرنے دیتا ہے جب تک وسیلہٴ انبیاء اور اولیاء اللہ پر یقین نہ کرے اور ان کا وسیلہ اختیار نہ کرے۔



نظم شریف چشتیہ نظامیہ

۳۶ مرتبہ

۱:- درود شریف

۳۶ مرتبہ

۲:- لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

۳:- بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - أَلُو شَرَحْ

لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنكَ وَزْرَكَ ۝

الَّذِي أَقْبَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ

ذِكْرَكَ ۝ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ

مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۝

وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

۳۶ مرتبہ

۳۶ مرتبہ

۴:- لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

۵:- بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لِإِيلَافِ

قُرَيْشٍ ۝ الْفِجْرِ رَحْلَةَ الشِّتَاءِ وَ

الْقَيْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا

الْبَيْتِ ۝ الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ ۝

۳۶ مرتبہ

وَأَمَّنَّهُمْ مِنْ خَوْفٍ ۝

- ۶:- یَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ ۳۶۰ مرتبہ
- ۷:- یَا دَافِعَ الْبَلَّيَاتِ ۳۶۰ مرتبہ
- ۸:- یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ ۲۶۰ مرتبہ
- ۹:- یَا شَافِعَ الْأَصْرَاقِ ۳۶۰ مرتبہ
- ۱۰:- یَا كَافِيَ الْمُرْهَمَاتِ ۳۶۰ مرتبہ
- ۱۱:- یَا حَفِیْظِیَا سَلَامِ ۳۶۰ مرتبہ
- ۱۲:- سُورَةُ جَمْعِهِ ۱۱ مرتبہ
- ۱۳:- دُرُودِ شَرِيفِ ۳۶۰ مرتبہ

دُرُودِ شَرِيفِ هَزَارَةَ

اللَّهُمَّ وَصَلْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَأَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِائَةِ أَلْفِ أَلْفٍ
مَرَّةٍ اللَّهُمَّ وَصَلْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

یہ ختم خواجگان قریب الہی۔ اطمینان قلبی حصول نسبت اور حل مشکلات کے
اکسیر و مجرب ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
 يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

ذرا تو خیال کریں یہاں عالیشان مکان ہیں اور وہاں قبر کا گڑھا۔
 یہاں مزے دار کھانے اور وہاں کیرٹے مکوڑے کھائیں گے۔
 روزِ محشر کہ جاں گزارا بود
 اولین پرکشش نماز بود

يَا بَشِيْرُ يَا نَذِيْرُ
 ہر انسان نے مرنا ہے عزیز و اقارب رو دھو کر قبر میں اتار
 آئیں گے اور پھر آہستہ آہستہ بھول جائیں گے حتیٰ کہ نام لینے
 والا بھی کوئی نہ رہے گا۔ یقیناً وہ مومن ہوئے سرفراز کریں جو نمازوں
 میں مجز و نیاز۔

ہرگز نہیرد آنکہ دلش زندہ شد عشق
 تبت است بر جہیدہ عالم دوام ما
 ترجمہ :- جس کا دل عشق الہی سے زندہ ہو گیا، وہ کبھی نہ مرے گا
 یہ ہماری دائمی کتاب عالم (لوح محفوظ و قرآن) میں لکھا گیا ہے۔

خُدا را :- چند لمحے اپنی آنکھوں کو بند کر کے اپنے اُن
 عزیز و اقارب کا تصور کریں، جو اللہ پاک کو پیارے ہو گئے۔
 ان کی صورتوں اور عادات پر نظر دوڑائیں۔ کیسی کیسی صورتیں
 اللہ پاک کو پیاری ہو گئیں۔ موت آئے گی اور ہر شے نے

موت کا مزہ چکھنا ہے۔ قبر کی تنہائی، تارہ بچی اور وحشت کو سامنے لائیں۔ جہاں صرف نیک اعمال کام آئیں گے۔

وہاں تو پائے عزت ایسا سامان پیدا کر
پیشیاں ہو گزشتہ غفلتوں سے اب سو یا کر

نماز ہر مسلمان پر فرض ہے۔ دل کو عشق الہی سے نہ تندرہ
کریں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھیں۔ عجز و نیاز
سے دل کو روکنا کوشش کریں۔ قبر میں دنیاوی امارت اور شان و
شوکت کام نہ آئے گی۔ وہاں سکون چاہتے ہیں تو نماز قائم
کریں اور بڑے کاموں سے بچیں۔ اللہ کی یاد میں دل کو
لگائیں۔

جادو راہ خدا غیر از فنا ملتا نہیں

ہے خودی جب تک کہ انسان میں خدا ملتا نہیں

مے جو دنیا ہے فقروں کو کہ ہے فرصت ابھی

ڈھونڈتا ہے گور میں قاروں گدا ملتا نہیں

کلمہ شریف، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ہر مسلمان پر فرض ہیں۔

قیامت کے دن ان کے متعلق پوچھا ہوگی۔ اللہ پاک کی جانب

دل سے رجوع کریں۔ دنیا کے کام بھی بخیر ہوں گے۔

آخرت بھی سنو رہائے گی۔

یاد رکھو!

کوئی چیز بھی موت سے نہیں بچا سکتی۔

اللہ پاک کی رضا کے لیے ختم کیا، ہوں شریف ہر چاند
کی گیارہ تاریخ کو دربار عالیہ غوثیہ چشتیہ ہوتا ہے۔
انشاء اللہ تعالیٰ عرس مبارک حضور غوث الاعظم دستگیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال دربار گولڑہ شریف میں ہوتا ہے۔
اور دور دور سے ذائرین تشریف لاتے ہیں۔

حدیث شریف :- مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ یعنی
مرنے سے پہلے پہلے دھندوں عیش و عشرت و گناہوں وغیرہ
کو چھوڑ دو۔ اس طرح آپ کو ابدی زندگی ملے گی۔ جسے موت
نہیں آتی۔

رات کو لیٹتے وقت آنکھیں بند کر کے یہ تصور کریں کہ میں قبر
میں لیٹا ہوا ہوں۔

سونے سے پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لے شاید یہ
تیری آخری رات ہو۔

تعجب ہے

تعجب خدا سے محبت نہیں تعجب ہے	تعجب رسول سے اُلفت نہیں تعجب ہے
کلام پاک سے بغبت نہیں تعجب ہے	تعجب مذاقِ تلاوت نہیں تعجب ہے
تعجب خیال قیامت نہیں تعجب ہے	تعجب عذاب سے دہشت نہیں تعجب ہے
تعجب نجات کی حسرت نہیں تعجب ہے	تعجب نماز کی فرصت نہیں تعجب ہے
عجب نہیں کہ لعینوں میں نام ہو تیرا	عجب نہیں کہ جہنم مقام ہو تیرا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هو النقیب هو الحسن ۷۸۶ هو العنایت هو الرضا
هو الحی القیوم
جناب غوث الاعظم شاه جیلانی
بود این نمانه را دائم نگهبان
یا فاطمه یا الله ۷۸۶ یا محمد یا علی

۸	۱۱	۱۲	۱
۱۳	۲	۷	۱۲
۳	۱۶	۹	۶
۱۰	۵	۴	۱۵

یا حسین یا شاه ابوالعلا کریملا یا حسن
الهی خیر گردانی با حق شاه جیلانی
دمن دمن بنی بنی آمنه جس احمد سا جایا
جسا و با گھر اپنے اتھے سرور عالم آیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ
إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

ا	حَمَسُو	اَلْم
یٰس	حَم	اَلْمَص
اَمِیْن	ق	كَمِیْعَص

رزق کی فراخی کے لئے

اس نقش کو دکان یا مکان میں لٹکانا باعث برکت ہے۔ اور صبح زیارت کرنا بھی مفید ہے۔

جادو کاٹنے کے لئے

اول و آخر تین دفعہ دُرود شریف پڑھیں۔ پھر ان حروف مقطعات کو گیارہ مرتبہ تلاوت کر کے ہاتھوں پر پھونک کر سارے جسم پر پھیر لیں۔ ہر قسم کا جادو کاٹنے کے لئے آکسیر ہے۔

نَادِي اللَّهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے

نَادِي عَلِيًّا مظهر العجائب

نذر کر علی (علیہ السلام) کے جو عجائب کے منظر ہیں،

تَجِدُهُ عَوْنًا لَكَ فِي الشَّوْءِ

تو ان کو تمام مصائب میں مددگار پاتے گا

كُلِّهِمْ وَغَمِّ سَيْنَجِلِي بِذُبُوتِكَ

ہر منکر اور غم آپ کی نبوت سے دور ہو جائے گا

يَا مُحَمَّدُ بَوْلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ

اے محمد! (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور آپ کی ولایت سے یا علی! یا علی! یا علی!

تواریخ اعراض مشائخ عظام

عمر بن الخطاب ^{رض} معروف ^{رض} کرخي بابا زید الدین مسعود
 گنج شکر ^{رض} شہدائے کربلا ^{رض} حسن بصری ^{رض} مشاد ^{رض} دیوری ^{رض}
 حضرت امام زین العابدین ^{رض}

محرم :-

خواجہ سلیمان تونسوی ^{رض} خواجہ محمود راجن ^{رض} خواجہ شمس الدین ^{رض}
 علم الدین ^{رض} - عبد الواحد زید ^{رض} - شیخ مدنی ^{رض}
 حضرت سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ گورطوی ^{رض}

صفر :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - امام عسکری ^{رض}
 امام محمد ^{رض} قطب الدین بختیار کاکی ^{رض} - کلیم اللہ جہاں آبادی ^{رض}
 فضیل بن عیاض ^{رض} - حضرت شیخ محمد ^{رض}

ربیع الاول :-

پیر پیر دستگیر محبوب سبحانی ^{رض} سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ^{رض}
 ابی اسلمی شامی ^{رض} - نظام الدین اولیاء ^{رض} - ناصر الدین ^{رض}

ربیع الثانی :-

امام محمد نقی ^{رض} - سراج الدین ^{رض} - حضرت ابراہیم بن ادھم ^{رض}

جمادی الاول :-

ابن احمد چشتی رضی
ابن محمد چشتی رضی
جمادی الثانی: حضرت سیدنا غلام محی الدین^۲ بابو جی گولڑوی رضی
مولانا روم رضی - امام محمد تقی - ابو بکر صدیق - حضرت فخر الدین

مؤدود چشتی رضی امام موسیٰ کاظم رضی خواجہ معین الدین چشتی رضی
عاجی شریف زندقی رضی امام جعفر صادق رضی امام اعظم رضی
پیر نذر الدین گولڑہ شریف

شعبان:-

رمضان:- فاطمہ الزہراء رضی - نصیر الدین چراغ دہلوی رضی - علی رضی الشہداء^{۲۱}

شوال:- سید الدین حذیفہ رضی
امیر خسرو رضی^{۱۴}

ذی قعدہ:- امام حسن رضی
کمال الدین رضی - حسن محمد رضی^{۲۸}
نظام الدین اوزنگ آبادی رضی^{۱۲}

ذی الحجہ:- خواجہ نور محمد رضی - عثمان ذوالنورین^{۱۳} - خواجہ جمال الدین جمن رضی^{۲۰}

نعت شریف

معدنِ راج کی رتیاں دھوم یہ تھی اک راج دلارا آوت ہے
 لولاک کا بہرا سر سوہوت وہ احمد پیارا آوت ہے
 مازاغ کا کجلا نین بھرے والشمس کا بٹنا مکھ پہ ملے
 ہے میم کا گھونگٹ چہرے تلے وہ رب کا سنوارا آوت ہے
 لیس کی چمک ہے داتن میں طہ کا کرشمہ نین میں
 والفجر کا جلوہ گالن میں وہ عرش کا تارا آوت ہے
 حوروں نے کہا جب بسم اللہ غلماں نے پکارا **إِلَّا اللّٰهُ**
 خود رب نے کہا ماشاء اللہ محبوب ہمارا آوت ہے
 جبرائیل آئین یہ کہتے چلے اے عرشوں تمہارے بھاگ جاگے
 تعظیم کو سب ہو جاؤ کھڑے سردار تمہارا آوت ہے
 دھرتی سے اٹھا آکاش چڑھا ممتانہ یہ غل تھا چاروں طرف
 چلے حق سے ملنے کو صلّ علیٰ وہ احمد پیارا آوت ہے

باغِ جنت میں محمدؐ مسکراتے جائیں گے
 پھول رحمت کے گریں گے ہم اٹھاتے جائیں گے



کس وقت کیا کہیے

کہیے	بِسْمِ اللّٰهِ	کوئی کام شروع کیجیے تو	○
کہیے	فِي سَبِيلِ اللّٰهِ	اللہ تعالیٰ کے نام پر دیکھیے تو	○
کہیے	سُبْحَانَ اللّٰهِ	اچھی خبر سنیے تو	○
کہیے	الْحَمْدُ لِلّٰهِ	آپ کو چھینک آئے تو	○
کہیے	يُرْحَمُكَ اللّٰهُ	کسی کو چھینک آئے تو	○
کہیے	اِنْشَاءً اللّٰهُ	کچھ ارادہ کیجیے تو	○
کہیے	يَا اللّٰهُ	کسی کو تکلیف میں دیکھیے تو	○
کہیے	فِي اَمَانِ اللّٰهِ	کسی کو زحمت کیجیے تو	○
کہیے	لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	سو کر اٹھیے تو	○
کہیے	نَعُوْذُ بِاللّٰهِ	ناگوار باتوں پر	○
کہیے	تَبَارَكَ اللّٰهُ	خوشگوار باتوں پر	○
کہیے	اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ	غلط کاموں پر	○
کہیے	يَا اللّٰهُ	مدد کے لیے	○
کہیے	مَا شَاءَ اللّٰهُ	کسی کی تعریف کے لیے	○
کہیے	جَزَاكَ اللّٰهُ	کسی کا شکر یہ ادا کیجیے تو	○
کہیے	اِنَّا لِلّٰهِ	اور مرنے کی خبر پہنچے تو	○

طالبِ دعا ! ملک محمد اشرف نقشبندی

حضرت سیدنا میر علی شاہ صفا قدس کی اولاد و نسل کا نقشہ شیخہ منیرہ حسب ذیل ہے۔

حضرت سیدنا میر علی شاہ صاحب

حضرت سید پیر غلام محی الدین شاہ صفا عوف سیدنا ابوجی

سید شاہ عبدالحق شاہ صاحب

سید غلام حسین شاہ
سید غلام قطب شاہ

سید علی جنید شاہ

سید میر سحر شاہ
سید میر سحر شاہ

سید غلام حسین الدین شاہ صاحب

سید غلام محمد الدین شاہ
سید غلام نصیر الدین شاہ

سید میر محی الدین شاہ
سید میر فواد الدین شاہ

سید غلام نظام الدین شاہ
سید غلام محمد الدین شاہ
سید غلام شمس الدین شاہ

ہماری معاری کتب آپ کے لئے

تاریخ مشائخ ہمدان	عملیات ہر شکل آسان
تاریخ مشائخ نقشبند	عملیات تحفہ مشکل کشا
تاریخ مشائخ چشت	{ اللہ ولے المعروف
سوانح حیات	{ فیضان اولیاء
حضرت پیر مہر علی شاہ	وظائف اولیاء
حضرت داتا گنج بخش	عملیات اولیاء
حضرت پیر غلام محی الدین المشہور بابو جی	تذکرہ اولیاء جدید
حضرت بو علی قلندر	قصص الاولیاء جدید
حضرت بابا لعل شاہ قلندر	گزارہ تعویذات
حضرت لعل شہباز قلندر	مال کی عظمت
جھوڑے لعل سہون شریف	باب کی شفقت
بابا فرید الدین گنج شکر	{ سورہ یسین سے
سخی سلطان بابو	{ پریشانیوں کا حل
ابیات بابو	{ سورہ فاتحہ سے
قصیدہ غوثیہ مترجم	{ پریشانیوں کا حل
قصیدہ روحی مترجم	{ سورہ مزمل سے
قصیدہ بردہ مترجم	{ پریشانیوں کا حل
{ اسم اعظم معہ	عملیات نورانی
فضیلت کی رائیں	ختم خواجگان معہ
حقیقت گیارہویں شریف	{ شجرہ مشائخان طریقت
منگوانے کا پتہ	

شمع بکت بی ۸، یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اور بازار لالہ پورہ

ہماری معیاری کتب

کربلائے معلیٰ
کی زیارتیں

ملک محمد اشرف نقشبندی

مکمل اور جامع حالات زندگی
حضرت داتا
گنج بخشؒ

ملک محمد اشرف نقشبندی

سوزہ آیس
سے
مشکلات کا حل

محمد عبد اللہ خان صاحب نقشبندی

سوزہ فاتحہ
سے
مشکلات کا حل

محمد عبد اللہ خان صاحب نقشبندی

عملیاتِ نوارانی

ملک محمد اشرف نقشبندی

خزینہ و طائف

ملک محمد اشرف نقشبندی

سولہ معجزے

ملک محمد اشرف نقشبندی

اقوالِ اولیاء

ملک محمد اشرف نقشبندی

سوزہ منزل
سے
مشکلات کا حل

محمد عبد اللہ خان صاحب نقشبندی

فون: 042- 7232132

موبائل: 0333-4329486

شمع بک ایجنسی لاہور

8 یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور